

# چینی مُسلمان

از

بدرالدین حسینی بی، اے (جامع)

سابق مدرس دارالعلوم ندوۃ



باعتقاد

معدودی ندوی

مطبوعہ دارالکتاب، پریس، عظیم گٹ،

۱۳۴۴ھ  
۱۹۲۵ء

قیمت: پیر

تعداد طبع ۱۰۰۰



Blocked 1975

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ”چینی مسلمان“

چینی مسلمانوں کے حالات سے ہندوستان کے مسلمان تقریباً واقف ہیں، بلکہ یہی انہیں معلوم کہ چین میں مسلمان آباد بھی ہیں یا نہیں، ہندوستان میں اس کے متعلق سب سے پہلی اطلاع سابق پروفیسر علیگڑہ کالج مسٹر آرمڈر (ماسوف علیہ) کی کتاب پر چیننگ آف اسلام (دعوت اسلام) کے ذریعہ سے ۱۹۵۶ء میں ملی انھوں نے اپنی اس کتاب کے ۱۱۷ سے ۳۳۷ تک بیس صفحات میں وہاں کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کی تاریخ اور چینی مسلمانوں کے کچھ مذہبی حالات یورپین ماخذوں سے لکھے تھے، اس وقت سے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے ان دور دراز بسنے والے مسلمان بھائیوں کے مزید حالات سننے کا اشتیاق برابر رہا مگر معلومات کا کوئی نیا سرمایہ اس بڑی جنگ کے خاتمہ تک ہاتھ نہ آیا،

اس بڑی جنگ نے دنیا کو ہلا دیا، اور ان گوشوں میں بھی ذہنی ہل چل اور دماغی جنبش پیدا کر دی جو ایک زمانہ سے چپ چاپ کہیں پڑے ہوئے امن اور سکون کی قانع زندگی بسر کر رہے تھے، انہیں ہمارے چینی مسلمان بھائی بھی داخل ہیں، اس جنگ کے بعد سے خود ان کے اندر بھی اپنی حالت کا احساس پیدا ہے چین کی سیاسی چٹپٹش بھی ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہی ہے، بہر حال صورت حال یہ ہے کہ اب چینی مسلمان نوجوان، چینی دیوار کو توڑ کر دنیائے اسلام میں اور خصوصاً ہندوستان اور مصر میں تعلیم کی غرض سے پھیل رہے ہیں، انہیں میں سے ایک ہمارا عزیز نوجوان بھائی بدر الدین ہے، غالباً ۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۴ء تک کہ کلکتہ سے برادرم مولوی عبدالرزاق صاحب طبع آبادی نے اطلاع دی کہ کلکتہ میں ایک چینی مسلمان ہونسا روٹ کا اسلامی تعلیم چل کرنے کے لئے آیا ہے، آپ اسکو ندوہ میں داخل کر لیجئے، میں نے اسکو ندوہ میں بلوایا، اور تعلیم شروع ہو گئی، کچھ دنوں کے بعد اس نے پہلے انگریزی کی تحصیل مناسبت

سبھی اور جامعہ ملیہ میں چلا گیا، وہاں اُس نے بی اے تک کی تعلیم امتیاز کیساتھ حاصل کی، اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ جامعہ کے معجزات میں سے ایک ہے، پھر مزید عربی تعلیم اور عربی تحریر و زبان دینی کی مشق کی غرض سے وہ دارالعلوم ندوۃ اہل بیت آیا، اور یہاں دو تین سال بکرا اُس نے عربی لکھنے پڑھنے کی خاصی مشق حاصل کی، یہاں تک کہ ہمارے عربی رسالہ انصیاء میں اُس نے چند مضمون لکھے۔ وہ ہمارے ملک میں گمنام بچہ آیا تھا، اور بجز اشد کہ ایک دشمناس عالم و ادیب کی صورت میں اس ملک عزیز موصوف کا شوق طلب اسکو بیتاب و سیرا رکھتا تھا، ان کو خیال تھا کہ کچھ زمانہ تک جامعہ مصر میں رہ کر عربی تعلیم حاصل کریں، چنانچہ اسکا سامان بھی خدا تعالیٰ نے کر دیا، اور پچھلے رمضان المبارک میں وہ مصر روانہ ہو گئے، عزیز موصوف کا مدت تک میرا ساتھ رہا، آج تک ایسا شائق علم مجھ سے، نیک اخلاق اور دردمند اسلام مسلمان طالب علم بیرون ہند سے ہمارے پاس نہیں پہنچا، موصوف نے کچھ تو خود اپنے جی سے اور کچھ میری تحریک سے مسلمانانِ چین کے حالات پر ایک کتاب لکھی جو اسوقت آپ کے سامنے ہے، اور کہا جاسکتا ہے کہ اسوقت تک شاید کسی زبان میں چینی مسلمانوں کے متعلق اتنی تفصیل سے اور اتنے معتبر اور اتنے نئے حالات نہیں لکھے گئے، دعا ہے کہ نوجوان مؤلف کو اپنے وطنی مسلمانوں کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا ہو،

یہ بھی اس عزیز کی امتیازی بات سبھی جانگی کہ ہندوستان اور جامعہ کے قیام کے زمانہ میں اس ملک کی ہندوستانی زبان میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ اس زبان میں وہ بے تکان بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے لگے، یہ کتاب خود انھیں کے قلم سے اور انھیں کی ہندوستانی زبان میں لکھی ہوئی ہے، ہمارے ملک کے مشہور ادیب و مترجم منشی محمد عنایت اللہ صاحب بی اے سابق ناظم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے اسپرملکی سی نظر ثانی کی ہے، اور ہم نے بھی اس پر زیادہ کچھ دخل نہیں دیا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ ایک باہر ملک کا آدمی چند سال میں ہماری زبان کس آسانی سے اور کتنی اچھی حاصل کر سکتا ہے، جہاں کہیں زبان کی کوئی غلطی یا طرزِ ادا کی کوئی خامی نظر آئے تو اسکو معاف کر دینا چاہئے، کہ ایک غیر ملک کے مصنف سے اتنی توقع بھی نہیں کی جاسکتی،

والسلام

۱۳۵۲ھ  
۱۹۳۵ء

سید سلیمان ندوی، ناظم دارالمصنفین



# فہرست مضامین "چینی مسلمان"

| صفحہ  | مضمون  | صفحہ  | مضمون   |
|-------|--|-------|---|
|       | تیسرا باب،                                     | ۲-۱   | تہید  |
| ۳۸-۳۶ | چینی قوموں میں مسلمانوں کی حیثیت               |       | پہلا باب،   |
| ۳۷    | اقوام خمسہ میں چینی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں، | ۲۲-۳  | چین میں مسلمانوں کا داخلہ                                 |
| ۳۹    | مسلمان اور دیگر چینی اقوام                     | ۳     | قدیم زمانہ میں چین کے تعلقات ایشیائے دوسرے ملکوں کے ساتھ، |
| ۴۲    | مسلمان آخر مسلمان ہی ہیں                       | ۷     | عہدِ تانگ میں اسلام کا داخلہ                              |
| ۴۴    | دنیاوی امور میں مسلمانوں کی حیثیت،             | ۱۲    | بحری راستہ سے مسلمانوں کا آنا                             |
|       | چوتھا باب                                      | ۲۰    | حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دربار چین میں                       |
| ۶۵-۴۸ | چینی مسلمانوں کی موجودہ پستی اور آئندہ عروج    |       | دوسرا باب،  |
| ۵۷-۴۸ | (الف) شہابی وغیرہ میں پستی کے اسباب            | ۳۷-۲۲ | مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات،               |
| ۴۸    | سیاسی نظام                                     | ۴۲    | عہدِ سونگ میں   |
| ۵۰    | صوبہ سین کیانگ کی بین الاقوامی حیثیت           | ۲۵    | مسلمان عہدِ یوان میں                                      |
| ۵۲    | معاشی حالات                                    | ۲۷    | مسلمان عہدِ مینگ میں                                      |
| ۵۴    | تعلیم  | ۲۹    | مسلمان عہدِ شینگ میں                                      |
| ۵۶    | آمدورفت  | ..    | ..  |

| صفحہ    | مضمون                                      | صفحہ  | مضمون                             |
|---------|--|-------|-----------------------------------|
| ۸۲      | مابین شیخین کے اور چند شاگرد               | ۶۵-۵۷ | (ب) اندرونی چین میں،              |
| ۸۴      | مذہب قدیم اور مذہب جدید                    | ۵۷    | عام حالات                         |
|         | ساتواں باب                                 | ۵۹    | ان میں رہبر نہیں ہیں              |
|         |  | ۶۰    | دینی اور دنیاوی تعلیم میں بے تعلق |
| ۹۴-۸۸   | ٹسنگ چینگ اور ہوی ہوی،                     | ۶۱    | مسلمانان چین کی پوزیشن            |
| ۸۸      | ٹسنگ چینگ                                  | ۶۳    | نومہال انقلاب اور مسلم مالی       |
| ۹۲      | ہوی ہوی کی تشریح،                          |       | پانچواں باب                       |
| ۱۰۹-۹۴  | آٹھواں باب                                 | ۷۶-۷۵ | عقائد                             |
| ۹۴      | تصانیف                                     | ۶۶    | خالق اور کائنات                   |
| ۹۷      | وزیر مہارت وو چونگ پہ کا لکھا ہوا مقدمہ    | ۶۷    | اجناس کی تفریق اور ان کے خواص     |
| ۱۰۱     | عہد ٹسنگ میں اسلامی تصانیف اور ان کے مضمون | ۶۹    | انسان کی تخلیق                    |
| ۱۰۴     | قرآن شریف کا ترجمہ،                        | ۷۱    | خواص الانسان                      |
| ۱۰۸     | رسالے اور اخبار                            | ۷۳    | جامع ماقدم                        |
|         | نواں باب،                                  | ۷۵    | خاتم الانبیاء                     |
| ۱۲۴-۱۱۰ | تعلیمی انتظامات                            |       | چھٹا باب،                         |
| ۱۱۰     | دینی تعلیم کے عام حالات                    | ۸۷-۷۷ | چینی مسلمانوں کے چند فرقے اور     |
| ۱۱۲     | دنیاوی تعلیم                               |       | اون کی تحریکیں                    |
| ۱۱۶     | چینگ وادوار المعین (بکین                   | ۷۸    | مالزی فرقہ بندی کا بانی           |
| ۱۱۸     | چینگ واکا نصب العین                        | ۷۹    | مابین شیخین (محمد امین)           |
| ۱۲۰     | ہر جگہ سے اصلاح کی صدا آتی ہے              | ۸۰    | مذہبی فرقے اور حکومت مانچو        |

| صفحہ    | مضمون                              | صفحہ    | مضمون                                    |
|---------|------------------------------------|---------|--|
| ۱۲۲     | بارہوان باب                        | ۱۲۲     | لیکن فضائے آسمان پر گھٹا بھی تک چھائی ہے |
| ۱۲۳     | سوی ہوا کے مسلمان                  | ۱۲۳     | فرزندان اسلام کی تربیت اور صلے           |
| ۱۵۱-۱۶۲ | مسلمان کی آمد                      |         | اسلام کا بلند کرنا ہمارا مقصد ہے،        |
| ۱۵۱     | مسجد کی بناء                       |         | دسوان باب                                |
| ۱۵۳     | اقوال تختون پر                     | ۱۳۵-۱۲۵ | مسلمانانِ پکن کی شادی کے رسوم،           |
| ۱۵۵     | اسکول کی بنا مسجدین                | ۱۲۶     | رسوم شادی                                |
| ۱۵۷     | عام حالات                          | ۱۲۷     | منگنی                                    |
| ۱۶۰     | تیرہوان باب                        | ۱۲۷     | شادی کی تیاری                            |
| ۱۶۹-۱۶۲ | ہوکان کے مسلمان                    | ۱۲۹     | نکاح کی رسم                              |
| ۱۶۲     | جمیۃ المسلمین ہوکان کی ابتداء      | ۱۳۲     | جنازہ                                    |
| ۱۶۳     | جمیۃ کا کام                        |         | گیارہوان باب                             |
| ۱۶۶     | چودہوان باب                        | ۱۳۵-۱۵۱ | ٹسن چاؤ کے مسلمان                        |
| ۱۸۰-۱۶۹ | کانشو اور مسلمان                   | ۱۳۵     | ٹسن چاؤ کی جغرافی حیثیت                  |
| ۱۷۳-۱۶۹ | دالف (مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات) | ۱۳۷     | ٹسن چاؤ کے مسلمان                        |
| ۱۶۹     | کانشو کی جائے وقوع                 | ۱۳۹     | اون کی معاشرت                            |
| ۱۷۰     | تاریخی واقعات                      | ۱۴۲     | اون کی تعلیم                             |
| ۱۷۲     | انقلاب کے بعد                      | ۱۴۴     | اون کی مسجدین                            |
| ۱۷۳-۱۷۸ | (ب) لین ٹان کے مسلمانوں کی تباہی   | ۱۴۵     | ”نعت صدحروف“                             |
| ۱۷۳     | تباہی سے پہلے                      | ۱۴۵     | شہنشاہ و چونگ کی تنقید اسلام پر          |
|         |                                    | ۱۴۸     | مسلمان اور اسلام                         |

| صفحہ    | مضمون                            | صفحہ    | مضمون   |
|---------|----------------------------------|---------|---|
| ۱۹۹     | تاریخی تعلقات ،                  | ۱۴۵     | عادثہ کے اسباب                                |
| ۲۰۱     | انقلاب چین کے بعد                | ۱۴۶     | حاکم لین ٹان کو مسلمانوں سے امداد کا پہنچنا ، |
| ۲۰۴     | شورش ۱۹۳۳ء کی بنیاد ،            | ۱۴۷     | لین ٹان کی تباہی                              |
| ۲۰۷     | اصلی سبب                         | ۱۴۸-۱۸۰ | (ج) ایک اور سیاسی فتنہ                        |
| ۲۰۹     | ماچونگ این کا داخلہ چینی ترکستان | ۱۴۸     | مسلم گورنر مافانگ جنگی حراست میں ،            |
|         | مین ،                            | ۱۴۹     | مافانگ جنگی کی رہائی اور معدون کی سرزائی      |
| ۲۱۰     | مسلمانوں میں اختلاف کا آغاز      |         | پندرہواں باب ،                                |
| ۲۱۲     | اروچی میں سازش                   |         | عام بیداری                                    |
| ۲۱۳     | حوادث کا شجر                     | ۱۸۱-۱۹۷ | تنزل کا احساس اور اصلاح کی کوشش ،             |
| ۲۱۶     | حکومت نائینگ اور چینی ترکستان    | ۱۸۱     | مسلمانان چین کی انجمنوں کا ایک معمولی نمونہ   |
|         | سترہواں باب                      | ۱۸۳     | حیات و بقا کے لئے ایک نئی راہ کی تلاش         |
| ۲۲۲-۲۲۸ | مسلمانان چین                     | ۱۸۷     | تعلیم کیساتھ اسلام کی اشاعت                   |
| ۲۲۰     | چینی مسلمانوں کا پیشہ            | ۱۸۹     | بعض مشہور انجمنیں                             |
| ۲۲۳     | مذہبی رسوم                       | ۱۹۰     | سولہواں باب ،                                 |
| ۲۲۵     | ان کی آبادی                      |         | چینی ترکستان اور حکومت چین ،                  |
| ۲۳۹     | مساجد                            | ۱۹۸-۲۱۹ | جزا فی حیثیت                                  |
| ۲۴۱     | نظام مسجد                        | ۱۹۸     |   |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تہذیب

چینی مسلمانوں کے حالات سے بیرونی ممالک بہت کم واقف ہیں، یہاں تک بعض اصحاب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ چین میں مسلمان ہیں بھی یا نہیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسلمانان چین اپنے بیرونی بھائیوں سے عرصہ دراز سے بے تعلق رہنے کے سبب سے ایک فراموش شدہ قوم بن گئے ہیں، اور دوسری وجہ یہ کہ ان کے متعلق کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس سے ان کے حالات زندگی اچھی طرح معلوم کئے جاسکتے ہوں، بیشک چینی مسلمانوں کے متعلق عیسائی مشنریوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں، مگر وہ اپنے خاص نقطہ نظر سے لکھی ہیں، اور وہ بھی ناکافی ہیں، اس کی کو محسوس کر کے ایک دو سال سے میں نے چینی مسلمانوں کے متعلق چینی ذریعوں سے مواد جمع کرنا شروع کیا، مندرجہ ذیل چند صفحات جو قارئین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں، ایک طرف اگرچہ میری کوشش کا نتیجہ ہیں، مگر دوسری طرف اسے "جامعہ ملیہ" (دہلی) کا تعلیمی ثمرہ سمجھنا چاہئے، کیونکہ جامعہ کی تعلیم نے مجھ کو اس قابل بنایا کہ میں چینی مسلمانوں کے متعلق اردو زبان میں جو میری مادری زبان نہیں ہے، کچھ لکھ سکوں،

مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ برادرانِ اسلام کو عموماً چینی مسلمانوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ

مشرقِ قسطنطنیہ کے ایک گوشہ میں رہ کر ان سے بالکل بے تعلق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے نہ باہر کے لوگ ان سے مل سکتے ہیں، اور نہ خود وہ اپنے بیرونی بھائیوں کو دیکھنے آتے ہیں، میں نے یہ کتاب لکھ کر اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے،

اس چھوٹی سی کتاب میں بہت سے نقائص اور خامیاں ہیں، مگر آپ جانتے ہیں کہ اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے، اور اس کو اس حیثیت سے دیکھنا چاہئے، کہ یہ تحریر ایک طرح سے اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ چینی مسلمانوں کے متعلق مستقبلِ قریب میں بہت کچھ لکھنا ہو اور دوسری حیثیت سے یہ اس بات کی تہید ہے کہ مسلمانانِ چین اب تنہا نامعلوم گوشہ میں بیٹھنا نہیں چاہتے، وہ نہ صرف جان و دل سے آپ سے ملنے کے شائق ہیں بلکہ نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ

”آئیے، ہمارے گھر کے حالات دیکھئے اور ہماری ہمت افزائی کے لئے چین تشریف لاکر ہمیں نمونہ فرمائیے۔“

بدرالدین چینی، بی۔ اے، (جامعہ)

۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

دارالعلوم ندوہ۔ لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پہلا باب چین میں مسلمانوں کا دخل

اس بات سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے کہ اسلام چین میں کیونکر داخل ہوا؟ اس کا ذریعہ کیا تھا؟ اور وہ پہلے مسلمان جو چین میں داخل ہوئے وہ کون لوگ تھے؟ اور کس راستہ سے گئے تھے؟ یہ تمام ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق بحث کرنا اور ان کی تحقیق کرنا دیکھنے سے غالی نہیں، ہر ہم اپنی استطاعت کے مطابق ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے،

قبل اس کے کہ ہم ان بحثوں کو چھیڑیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں زمانہ قدیم میں چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ جو تھے، ان کا تھوڑا سا ذکر کیا جائے، اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ وثنی عرب کب چین میں داخل ہوئے؟

### قدیم زمانہ میں چین کے تعلقاً ایشیا و وسط ملکوں کے ساتھ

گمان اغلب یہ ہے کہ ایشیا کے تعلقات یورپ کے ساتھ قدیم زمانہ میں اس وقت شروع ہوئے ہوں گے جبکہ مشرقی اور مغربی تمدن کی آمیزش کا آغاز ہوا، مگر یہ آمیزش کب شروع ہوئی کسی محقق کا یہ مقدور نہیں کہ وہ بالکل ٹھیک جواب دے سکے، رہا چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ، اس کے لئے بھی خاص وقت معین نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے

اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اور اس کے حل کرنے کے لئے جو بیان دیا گیا ہے، وہ شک اور شبہ سے خالی نہیں ہے، اور تاریخی یادگار مثلاً پرانی عمارتیں، دستاویزیں، قلمی کتابیں، یا سکے۔ کی کمی کی وجہ سے کوئی مورخ یا محقق ایسا جواب نہیں دے سکا، جس میں بالکل شک و شبہ باقی نہ رہ گیا ہو، ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجارت، تعلقات چین و دیگر ممالک ایشیا کا ذریعہ تھا، اس کے متعلق چین کی قدیم تاریخ سے کچھ شہادت مل سکتی ہے جس زمانہ میں ان تجارتی تعلقات کا آغاز ہوا، وہ خاندن چاؤ (CHOO DYNASTY) کا آخر زمانہ ہوگا، خاندان چاؤ نے سرزمین چین میں ۹۰۰ سے زیادہ سال تک (۱۱۲۲ - ق م، ۲۴۶ ق م) حکومت کی تھی، اس کی حکومت چین کی سب سے بڑی حکومت تھی، اور مدت کے لحاظ سے اس کی مدت سب سے لمبی تھی،

سوانح عمری موتیان سی (THE LIFE MOTIANTZY) اور شان ہائی جن

(SHAN HAICHIA) یعنی کتاب سمندر اور کوہستان میں جو چینی زبان میں سب سے پرانی دو تصنیفیں ہیں اور جن کے مؤلفوں نے عہد چاؤ کو دیکھا تھا، شمال تیان شان (TIAN SHAN) یعنی جبل السماء کی حالت تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے خاندان چاؤ کی حکومت اپنی ترقی کے زمانہ میں مشرق میں ساحل بحر کاہل تک اور مغرب میں بحر اسود تک پھیل چکی تھی، اور اس زمانہ میں مغربی ایشیا کے بہت سے لوگ ہجرت کر کے مشرق میں آباد ہو گئے، سوانح عمری "موتیان سی" میں اس کے متعلق ایک حکایت ہے کہ اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر ممالک ایشیا میں گشت لگا یا، وہ شمال تیان شان سے ہو کر بحر اسود کے کنارے پہنچا، وہاں ایک رانی تھی جس نے "موتیان سی" کی اطاعت قبول کر لی، "موتیان سی" نے اپنے سفر میں مشرق سے لیکر مغرب تک ۵۰۰۰ میل طے کیا تھا،

اگرچہ ہم کو اس حکایت کی حقیقت معلوم نہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ ضرور نکالا جاسکتا ہو کہ اس وقت مشرقی ایشیا کے تعلقات مغربی ایشیا کے ساتھ موجود تھے، "لیوٹسی جون جیون" میں، جو



”لیو پو وی“ (LIU POOWEE) کی تصنیف ہے، لیو پو وی، کون تھا؟ یہ جن شی ہوانگ تی کا وزیر تھا اور دو ہزار سال قبل اس نے تصنیف کی تھی درج چین کے ادبی جواہرین شمار کی جاتی ہے، مندرجہ ذیل جملہ بابا لکھا ہے۔

”لوگ پہاڑ“ کوٹون پھیرون کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

پہاڑ ”کوٹون“ کوہ ہمالیہ کی ایک شاخ ہے جو حدود تبت اور چینی ترکستان پر پھیلا ہوا ہے اور اس کا سلسلہ مغربی چین تک چلا گیا ہے، اور لیو پو وی کا یہ قول کہ ”لوگ پہاڑ کون کون کے ہرون کو پسند نہیں کرتے ہیں“ اس بات کا شاہد ہے کہ مسیح سے پہلے چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے،

چین اور دیگر ممالک ایشیا کے تجارتی تعلقات جو تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہو سکتے ہیں وہ خانہ بان (HAI DYNASTY) کے چھٹے حکمران ”ووتی“ (WUTTI) کے زمانہ

سے (۱۴۰ ق م - ۸۶ ق م) شروع ہوتے ہیں، کیونکہ ووتی پندرہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا تو اس نے جاگک جیان (CHANG CHIAN) کو اپنا سفیر بنا کر ممالک مغرب بھیجا، تاکہ چین اور دیگر ممالک ایشیا کے درمیان دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم کرے، کیونکہ اس زمانہ میں تاتار لوگ برابر سرحد چین پر یورش کرتے تھے، جس سے باشندوں میں تشویش، اور مغربی شہروں میں بد امنی پھیلی تھی، یہ وجہ تھی کہ ووتی نے اس کی ضرورت محسوس کی اور جاگک جیان کو سفیر بنا کر مغربی ایشیا کو بھیجا، جاگک جیان کو اپنے سفر میں ناکام ہوا، لیکن اس سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے جو بعد میں چینی اور بیرونی تہذیب کی آمیزش اور ان کے تجارتی تعلقات کا باعث ہوئے، اس زمانہ میں کوہ ہمالیہ کی اس طرف جو تمدن اور تہذیب پائی جاتی تھی، وہ غالباً چار حصوں

سے ممالک مغرب سے مراد وہ ممالک ہیں جو چین کے مغرب میں واقع ہوں،

میں تقسیم کی جاسکتی ہے جو ایک دوسرے سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے،

۱۔ دریائے جیخون و سیخون کے ارد گرد کا ایرانی تمدن،

۲۔ دریائے دجلہ اور فرات کے ارد گرد کا عراقی تمدن،

۳۔ دریائے گنگا اور جہنا کے ارد گرد کا ہندوستانی تمدن،

۴۔ دریائے نیل اور بحر احمر کے ارد گرد کا مصری تمدن،

ان چار قسم کے تمدنوں کا اثر چانگ جیان کے سفر کے بعد چین پر پڑنا شروع ہوا، اور اس وقت سے تجارت کا سلسلہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا،

”شی ما جیان“ (SHI MACHIAN) نے جو چین کا ”ابن خلدون“ تھا اپنی کتاب شی چی (SHEEH CHEEH) یعنی تاریخی تذکرات میں لکھا ہو کہ ”ہمارا بادشاہ عربی گھوڑے پسند کرتا ہے، ان کے تاجر آتے جاتے ہیں، کبھی سو کی تعداد میں اور کبھی کئی سو کی تعداد میں“ دیگر چینی تاریخ کی کتابوں سے یہ ثبوت مل سکتا ہو کہ ایرانی اور عرب تاجر جو ”تیان شان“ کے جنوب اور شمال سے ہو کر چین میں آتے جاتے تھے، اون کی تعداد سالانہ چھ سو تک پہنچ جاتی تھی ان میں بعض سیاسی ایجنٹ بھی تھے، لیکن اکثر تاجر تھے،

بعض چینی مورخین جنرل پان چاو (PANCHAO) کے متعلق لکھتے ہیں کہ جنرل پان چاو پہلی صدی مسیحی میں ایک مهم ترکستان لے گیا تھا، اور ۹۲ء میں اسی نے فتن کو فتن کیا تھا، جنرل موصون کے متعلق بعض اقوال یہ ہیں،

”جنرل پان چان ۹۱ء کے موسم بہار میں اپنی فوجوں کی جو آٹھ چھوٹی دول سے جمع کی گئی تھیں، قیادت کرتا ہوا مشرقی ترکستان کی فوجوں کے علاوہ چار ہزار چار سو تاجر اس کی حمایت میں تھے،

مذکورہ بالا بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چین اور بلا د عرب کے درمیان تجارتی تعلقات پہلی صدی مسیحی میں شروع ہو چکے تھے، اور رفتہ رفتہ وسیع و مضبوط ہو گئے، یہاں تک کہ تیسری اور چوتھی صدی میں چین میں ایرانی اور عرب تاجروں کا کافی اثر رہا،

### عہد تانگ (TANG) میں اسلام کا داخلہ

جانگ جیان کے سفر کے بعد سے چین اور دیگر ممالک کے درمیان تجارت کا دروازہ کھل گیا اور اس کی وجہ سے ان میں آمد و رفت زیادہ ہو گئی، چین کی شان، عظمت اور وسیع سلطنت کی وجہ سے بہت سی چھوٹی چھوٹی یا ستون نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا، خراج کے ادا کرنے کے سلسلہ میں اچینی سفیر بکثرت اور متواتر آئے جاتے گئے، یہاں تک کہ بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بادشاہ کے محل میں اجنبی سفیروں کا ہجوم رہتا تھا، اور دار السلطنت کے بازاروں اور کوچوں میں قطار اندر قطار نظر آتے تھے، اگرچہ یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں، لیکن کون یہ انکار کر سکتا ہو کہ چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ وسیع تجارتی تعلقات نہیں تھے،

خاندان ہان نے سرزمین چین میں تقریباً پانچ سو سال تک حکومت کی (۲۰۶ ق م - ۱۹۶ م) اور ۹۶ مسیحی میں ان کا عرصہ شاہی طوائف الملوکی کے ہاتھ میں چلا گیا، اور چین چار سو اکیس سال تک اس طوائف الملوکی کی حالت میں رہا، (۱۹۶ م - ۶۱۷ م) اس کے بعد خاندان تانگ (TANG) تخت چین پر متمکن ہوا، حکومت کی عنان جس وقت اس نے اپنے ہاتھ میں لی، وہ نہایت مذبذب حالت میں تھی، لیکن اس نے تلوار اور عقل سے اس کا استحکام کیا اور تدبیر و حکمت عملی سے حکومت کی بنیاد مضبوط کی، جب ان کاموں سے اس کو

فرصت ملی تو انھوں نے تجارتی اور ذہنی ترقی کی طرف توجہ کی، یہ وہ زمانہ تھا جس میں مغربی ایشیا کے مختلف مذاہب کا اثر چین کی زندگی پر پڑنا شروع ہوا، بدھ مت کا داخلہ اور عیسائیت اور یہودیت کا شیوع اسی زمانہ میں ہوا،

اسلام جو عمر کے لحاظ سے کم، لیکن تعلیم کے لحاظ سے جامع اور اصول کے لحاظ سے بہتر ہے، بلاِ عَرَب کے سنگریزوں سے پھوٹا اور چشمہ کی طرح اس کے ارد گرد تیزی کے ساتھ بہتا گیا، حتیٰ کہ کوئی تیس سال کے اندلڑنے شرق و غرب کے رہنے والوں کو، اتراک اور اکرا کو، اور ایرانیوں اور قطیفیوں کو اپنے دامن میں لے لیا، جبکہ یہ روحانی اور عمرانی سیلاب جو انسانی زندگی اور مذہبیت کا ضامن ہے، ماوراء النہر اور مشرقی ترکستان میں پہنچا، تو وہاں کے باشندے بھی اس سے سیراب ہوئے، اور انھوں نے اس کو جسمانی زندگی کے لئے مفید اور روحانی نشوونما کے لئے نفع بخش پایا، بخلہ ان کے جو جام اسلام سے لطف اندوز ہوئے تھے، قبیلہ ”ہوئی بھی“ بھی تھا، یہ لوگ قبیلہ بن مسلم کے زمانہ میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، آج چینی زبان میں مسلمانوں کو ”ہوئی ہوئی“ کہتے ہیں، اس کی اصلیت ہوئی بھی تھی، اور یہ نام غیر مسلمانوں نے ان مسلمانوں کے لئے تجویز کیا تھا، جو عہدِ تانگ میں اسلام لائے تھے، کیونکہ ان کے اکثر افراد اس زمانہ میں ہوئی بھی قبیلہ سے تھے، لیکن عہد ”یوان“ (YUAN DYNASTY) یعنی مغلوں کے زمانہ میں

مسلمانوں نے ”ہوئی بھی“ کے نام سے اجتناب کیا، اور ”ہوئی بھی“ کو ”ہوئی ہوئی“ میں تبدیل کر دیا، کیونکہ یہ لفظ ان کے نزدیک بالکل اسلام کا مفہوم ادا کرتا ہے، اور شرقِ اقصیٰ میں آج وہ اس نام سے مشہور ہیں، یہ لفظ کیونکہ اسلام کا مفہوم پورا کر سکتا ہے، اس کا بیان انسانِ اللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر آجائیگا،

میشک قبیلہ ”ہوئی بھی“ جب سے مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہوا، انھوں نے اپنی

نقل و حرکت مغربی چین تک محدود رکھی تھی، اور سپاہی یا مبلغ کی شان سے وسط چین جانے کی کوشش نہیں کی، یہی وجہ تھی کہ اسلام کا حلقہ اس وقت تک زیادہ وسیع نہیں ہوا جب تک کہ آٹھویں صدی کا پہلا نصف نہیں گزرا، یہ بالکل صحیح ہے کہ قتیہ نے ایک وفد فغفور چین کے پاس روانہ کیا تھا ۳۳۱ء اور اس سے یہ مطالبہ کیا کہ یا تو اسلام قبول کرے، یا جزیہ ادا کرے، اگر ولید بن عبدالملک اموی کی موت اور سلیمان کی خلافت مسلم فوجوں اور جنرلوں کے دلوں میں تشویش پیدا نہیں کرتی تو بہت ممکن تھا کہ وفد فغفور چین کو اپنی حالت پر نہ چھوڑتا، اور چین کے عام باشندوں کو اپنی حالت پر نہیں رہنے دیتا، لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا، کیونکہ جب مالک اسلام میں ولید بن عبدالملک کی موت کی خبر پھیل گئی، تو اسلامی فوجوں نے جو چین کے چھانک پر پہنچ چکی تھیں، شاہ چین سے صلح کر لی، اور شاہ چین کے بے شمار تحفے اور دیے قبول کر کے خوش خوش ماوراء النہر واپس گئے، سلیمان کی خلافت نشینی سے مسلم مجاہدین اور جان بازوں پر جو کچھ گزرا ہے، وہ مبہم و روشن ہو،

جہاں تک چین میں اشاعت اسلام کا تعلق ہے، تاریخ چین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا بادشاہ چین کی طرف سے ہوئی، مسلمان برمنہ تلوار کے ساتھ چین کے دروازہ کے اندر نہیں داخل ہوئے اور نہ انھوں نے باشندگان چین کو ان پر ویش کرنے کی دھمکی دی، بلکہ چین کے حکمران شیو چونگ (SHUO CHONG) نے جو کہ عہد تانگ کا دوسرا بادشاہ تھا، ان کو اپنے دار السلطنت میں بلایا، اسکی وجہ تھی کہ ایک جنرل ووشان (NUSHAN) نامی نے یوان چونگ (YAVANCHONG) سے جو شیو چونگ کا والد تھا، بے وفائی کی، اور بغاوت کر کے دار السلطنت کا محاصرہ کیا، (۴۲۷ء) محاصرہ کے دوران میں بادشاہ بھاگ گیا، اور پایہ تخت بغیر بادشاہ کے رہ گیا، بعض امراء اور وزرا نے قلعہ "لین او" (LINWU) میں جہاں دلی عہد شیو چونگ رہتا تھا، پناہ لی، انھوں نے جب سنا کہ بادشاہ غائب ہے، تو آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے، وہ اس بات پر متفق ہوئے کہ

ولی احمد شیو چونگ کو اپنا بادشاہ بنائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا، وزرار نے نئے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک تیز رفتار قاصد خراسان کو روانہ کر دیا جائے، اور وہاں کے مسلم حکام سے فوجی مدد مانگے، چونکہ شیو چونگ نہایت خطرناک حالت میں تھا جس سے اس کو جان اور سلطنت کی بربادی کا ڈر تھا، اسلئے فوراً ایک پیغام ایک نمایندہ قاصد کے ذریعہ سے امیر خراسان کو بھیجا، دو مہینہ سے زیادہ نہیں گذرا کہ پہلا فوج لگی جو دھندلہ سپاہیوں پر مشتمل تھی، اور از سر تا پا مسلح تھی، پایہ تخت چین کے قریب پہنچے ہی وہ باغیوں پر ٹوٹ پڑی، بس ان سے ایسی جنگ کی کہ دار السلطنت کے قرب و جوار میں ایک محشر شان بن گیا، دن رات جنگ ہوتی رہی، مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، آخر باغیوں کی مکر و فکری اور دھمکت کھا کر پہاڑوں میں چھپ گئے،

نئے بادشاہ شیو چونگ نے جب دیکھا کہ مسلم فوج آخر فتیاب ہوئی، تو ان سے اس قدر خوش ہوا کہ فرط مسرت کی حالت میں ان کا خاص مہمان کی حیثیت سے اکرام و اعزاز کیا، اور اس نے ان کو یہ اجازت دی کہ مسلمان اپنی طبیعت کے مطابق دار السلطنت میں سکونت اختیار کر سکتے ہیں، اور چینی عورتوں سے شادی بھی کر سکتے ہیں، اس زمانہ میں بہت سے مسلمانوں نے وہاں شادی کر لی، اور بعد میں ان کی نسل بڑھ کر شمالی چین میں پھیل گئی، آج ہم شمالی چین کے مسلمانوں کے قد و قامت اور صورت و شکل کو ترک اور تاتار کے مشابہہ پاتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہ ہو کہ ان میں ترک اور تاتاری خون ہو، قد لمبا، اور رنگ سرخ مگر زردی مائل ہے، اور وہ مسلمان جو وسط اور جنوب چین میں پائے جاتے ہیں، وہ خالص چینی ہیں، ان کا قد چھوٹا، اور رنگ زرد ہے، ان کی داڑھی بہت کم ہوتی ہے، مگر تھوڑی موچھ ضرور ہے، مگر وہ عمل میں سرگرم اور کام کرنے میں تیز ہیں، وہ بیکاروں کی طرح بیٹھنا نہیں چاہتے، اور کام سے خوش ہوتے ہیں، ان کی معاشرت بالکل چینی ہی ہے، غیر ممالک کے باشندے چینی مسلمانوں اور عام چینوں میں فرق نہیں کر سکتے،

غرض کہ مسلمان جب سے چین میں داخل ہوئے، بغیر تبلیغ اور اشاعت کی طرف توجہ نہ کی ہوگی  
اون کی تعداد بڑھتی رہی، بات یہ تھی کہ وہ لوگ جو کہ قتیبن مسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے برابر  
ترکستان سے چین کی طرف ہجرت کرتے رہے، اور وہ مسلمان جو خراسان سے آئے تھے فوجی ہم  
کے انجام دینے کے بعد دارالسلطنت چین میں سکونت اختیار کر لی، ان کے واسطے فضویر چین نے  
ایک خاص دارالاضیافہ بھی تعمیر کرایا، عمارت کے مکمل ہونے کے بعد تمام شہروں اور بازاروں میں  
منادی کرادی گئی کہ وہ مسلمان جہوں جنگ میں اپنی بہادری اور جوہر دکھایا ہے، وہ بادشاہ چین  
کے ہمان ہیں، اور ہمان خانہ میں رہیں گے، اس میں ان کیلئے عبادت خانہ بھی ہے، جس میں وہ  
عبادت کر سکتے ہیں۔“

یہ لوگ اپنے وطن واپس نہیں گئے، بلکہ چین کے دارالسلطنت میں رہ کر شادیان کر لیں، اور  
وہیں ہی گئے،

چین میں اشاعت اسلام کے متعلق اور ایک روایت ہے کہ ”دو چوئنگ کے زمانہ میں  
(۸۲۱-۸۴۷ م) ہزاروں مسلمان ماوراءالنہر سے چین کی طرف ہجرت کر کے آئے، اور بادشاہ  
چین سے درخواست کی کہ ان کو اپنی رعایا میں شامل کر لیا جائے، بادشاہ چین نے اون کی دست  
منظور کر لی، اور کانسو (KANSU) اور شنسی (SHENSI) دو صوبوں  
کو اون کی سکونت کے واسطے مقرر کر دیا، عمل اور کسب معاش میں وہ بالکل آزاد تھے، اون کو  
یہ بھی اجازت تھی کہ جہاں وہ رہیں، وہاں شادی کر لیں، چینی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے  
کی وجہ سے اون کی تعداد بہت بڑھ گئی، یہاں تک کہ وہ ان مقاموں میں پہنچ گئے، جہاں انکو  
جانے کی اجازت نہ تھی، چونکہ چینوں کے ساتھ غلط طرز ہنے کی وجہ سے انھوں نے چینی معاشرت  
اختیار کرتی تھی اور ہر بات میں اون کی نقل کرتے تھے، بحر طرز عبادت میں، ان میں اور غیر مسلمانوں

مین سیاسی ہم آہنگی اور معاشی اتحاد تھا، مسلمانوں کے چین میں داخل ہونے کے دن سے ۸ صدی تک ان میں اور غیر مسلمانوں میں کوئی سیاسی کشمکش نہیں ہوئی، مگر ۱۰ صدی کے بعد سے ان میں بہت سے حوادث پیش آئے جو مابین حکام کے دباؤ اور ظلم سے رونما ہوئے، ان کا بیان آگے آئیگا،

ہمداننگ کے حکمران نے کس طرح مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا،؟ قارئین کرام ذیل کے الفاظ سے معلوم کر سکتے ہیں ”تھون جیان“ (THONG CHIAN) تاریخ دولت ٹانگ مین لکھتے ہیں۔

”ہزاروں مسلمان دارالسلطنت میں ہمان کی حیثیت سے رہتے ہیں، ان کے لباس اجنبیوں کے لباس ہیں، وہ دن رات چینوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں، شہر جاگن (CHANG AN) میں مسلمان تاجروں کی تعداد، ہمان کی تعداد سے دو گنی ہے، بادشاہ چین نے ان کے لئے خاص سرے تعمیر کر رکھی ہے، اور وہ اس میں رہتے ہیں، ہمان خانہ کا کیا کہنا؟ وہ ایک شاندار عمارت ہے، جس کی بدولت شہر کی عظمت اور بازاروں کی شان بڑھتی ہے، اس عمارت میں مسلم ہمان رہتے ہیں، ہمان خانہ کے تمام مصارف شاہی خزانہ سے آتے ہیں“

## بحری راستہ سے مسلمانوں کا آنا

مذکورہ بالا مختصر بیان ان مسلمانوں کے متعلق تھا جو خشکی کے راستہ سے چین آئے، اب ہم دیکھیں گے کہ بحری راستہ سے ان کا آنا کیسے ہوا، اور کس طرح جنوب چین میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا گیا، اور دین اسلام یعنی دین انسانی کو وہاں پھیلا دیا گیا،

چین جانے والے مسلمانوں نے صرف خشکی ہی کو اختیار نہیں کیا تھا بلکہ بحری راستہ سے



بھی گئے تھے، عرب قرون وسطیٰ میں جو ملاحی اور تجارت میں مشہور تھے اپنے مال اور سامان کی بیعتوں اور  
 جہازوں پر لاڈ کر بھر ہند، جاوا، جزائر شرق الہند سے ہوتے ہوئے اور "نان ہائی" (NAN HAI)  
 سے لڑتے ہوئے جنوبی چین کے بندرگاہ "کنٹن" (CANTON) پہنچ جاتے تھے، بحری تجارت  
 بلاِ عرب اور چین کے درمیان ظہورِ اسلام سے قبل قائم تھی، اسلام جو جزیرہ عرب کا ایک ذہنی  
 روحانی، اور دینی انقلاب تھا، ساتویں صدی مسیحی کے شروع میں "وادِ غیر ذی ذرع" سے نکلا،  
 اور ایک سیلاب بے پناہ کی طرح بلاِ عرب کے قرب و جوار میں پھیل کر ایسا جڑ پکڑ لیا جیسا کہ نوہا  
 زرخیز زمین میں، وہ بڑھا، کھلا اور پھیل لایا، اور اس کے پھل سے دنیا کے لوگوں کو دھانی اور ذہنی ستر  
 حاصل ہوئی، وہ ایک میٹھا چمٹہ تھا، دنیا کے مصیبت زدہ اور کڑے گھونٹ پیئے اور تنگ  
 میں مبتلا رہنے والوں کو اس سے بہتر جان بخش اور نجات دہندہ چمٹہ نہیں مل سکتا تھا، چنانچہ سب اس کے  
 ارد گرد جمع ہوئے اور اس آبِ حیات سے سیراب ہو کر اپنی اجتماعی زندگی کی تجدید کی، چین اگرچہ  
 ایک دورِ افتادہ ملک تھا، لیکن اہلِ چین اسلام کے فیض سے محروم نہیں تھے، کیونکہ ان لوگوں نے غلے  
 دل شوقِ اسلام اور شغفِ دین سے بھرے ہوئے تھے، توحید کا پیغام لے کر شرقِ بعید کا رخ کیا،  
 اور سمندر پار کر کے جنوبی چین کا دروازہ کھٹکھٹایا، تاکہ اسلام کے پھینڈے کو وہاں نصب کریں،  
 اور توحید کی آواز کو وثنیہ جینیوں کے معبد میں بلند کریں،

عہدِ تانگ میں مسلم مبلغین جو بحری راستہ سے چین آئے تھے اور جن کا ذکر چینی تاریخ سے مل سکتا  
 ہے، چار ہی تھے، انھوں نے تائی چونگ (TAI CHONG) کی حکمرانی کے زمانہ میں (۶۱۸ء  
 ۶۲۷ء) اپنے قدم مبارک ساحلِ چین پر رکھے، اگر ان کے آنے کے زمانہ کا ان لوگوں کے آنے کے  
 زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے جو خشکی کے راستہ سے چین آئے تھے، تو ہم اول الذکر کے زمانہ کو مؤخر الذکر  
 کے زمانہ سے مقدم نہ پائیں گے، کیونکہ بحری راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفاءِ راشدین کے

زمانہ میں تھے دشمنی کے راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفائے بنی امیہ کے زمانہ میں جبکہ یہ چار مبلغین چین میں داخل ہوئے، تو ان میں ایک نے شہر کنٹن (CANTON) میں سکونت اختیار کر لی، دوسرے نے شہر یانگ چاؤ (YANG CHOW) میں اور تیسرے اور چوتھے نے شہر جوگنگ چاؤ (CHUANG CHOW) میں آج ہم کو شہر کنٹن میں ایک پرانی مسجد جو ”وامی شن زی“ کے نام سے موسوم ہے نظر آتی ہے اور اس میں ایک اونچا منارہ ہے، جس میں اذان کی آواز آج تک گونجتی رہتی ہے، ان دونوں چیزوں میں عرب کے فن تعمیر کی جھلک نظر آتی ہے، لفظ زری کا مفہوم مسجد ہے، اور ”وامی“ کا مفہوم یاد اور شن کا مفہوم پیغمبرؐ اگر ہم ان نقطوں کو اردو ترتیب دیں، تو مسجد یادگار پیغمبرؐ بن جاتا ہے، اس مسجد کے متعلق یہ روایت ہے کہ اول مبلغ سعد بن ابی وقاصؓ نے اس مسجد کی بنیاد ڈالی تھی، کیونکہ انھوں نے شہر کنٹن کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا تھا، اور وہاں سے جنوبی چین کے مختلف حصوں میں اسلام کی اشاعت کی،

مؤلف لیوئی (LUI TCHEE) نے جس نے ۱۷ویں صدی میں اپنی کتاب ”چینی زبان میں سیرت نبوی“ (CHEE CHEA SHEEHUZO) میں لکھا ہے کہ ”سعد بن ابی وقاصؓ شہر کنٹن میں ایک عرصہ تک رہنے کے بعد بلا دعوت واپس تشریف لے گئے تھے، اور حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث نے ان کو سرکاری طور پر بادشاہ چین کے پاس بھیجا، وہ چین کے دارالسلطنت گئے اور بعد میں واپس تشریف نہیں لاسکے، بلکہ کنٹن میں اگر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے، کنٹن میں ایک پرانا مقبرہ ہے جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف

سے خاتم الانبیاءؐ کا حقیقی تذکرہ، لہذا اس مقبرہ کے متعلق شک ہو کہ آیا یہ سعد بن ابی وقاصؓ کا ہی یا نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا مقبرہ یقین میں ہو جو مدینہ منورہ کے اندر ہے، بعض روایت ہو کہ ان کا مقبرہ طرزان، چین جو اوکھل چینی ترکستان کے مسلمان انکی زیارت کرتے ہیں، (دیکھو صفحہ ۷۷۷) ہجرت مہاجرہ فوراً اسلام (نفاہرہ) جہان تک مسجد کا تعلق ہو اس میں کمی قسم کا بڑھ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ کتبہ جو اسکی دیوار پر لگا ہوا ہو خود اسکی شہادت دیتا ہو،

منسوب کیا جاتا ہے، یہ اور مسجد دویا و گارین ہین، جو اپنی زبان حال سے موجود  
چینی مسلمانوں کو یاد دلاتی ہیں، کہ دین الہی اور توحید کی تعلیم چینوں کے دلوں میں اب تک اچھی طرح  
راسخ نہیں ہوئی ہے، اس واسطے فرزندِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھیں  
جس کو حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ نے تیرہ صدی سے قبل شروع کیا تھا اگرچہ اب تک چینی مسلمانوں  
میں ایسی تحریک رونما نہیں ہوئی جو لوگوں کو تعجب اور حیرت میں ڈالے لیکن توحید کی چگاریاں  
چینی مسلمانوں کے سینوں میں موجود ہیں، وہ کسی نہ کسی وقت شعلہ بن کر تمام وثنیٰ معابد کو خاک کر ڈیٹی، اور  
سرزمین چین میں سولے توحید کے نور کے اور کچھ باقی نہ رہیگا، انشاء اللہ

ہان ! ہم نے ذکر کیا تھا کہ دوسرے مبلغ نے شہر یانگ چاؤ میں سکونت اختیار کر لی تھی، اُس  
اس شہر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے، لیکن ساتویں اور آٹھویں صدی میں یہ چین کے بڑے  
بندر گاہوں میں شمار کیا جاتا تھا، یہ دریائے یان سی کے نیچے واقع ہے، کشتی آسانی سے وہاں پہنچ  
سکتی ہے، اور یہ بارت مشہور تھی کہ عرب ملاح اور تاجر تھے، وہ اپنے مال کشتی میں لیجا کر شہر کنٹن  
اور یانگ چاؤ پہنچ جاتے تھے، عرب تاجر اکثر کاروبار کے واسطے یانگ چاؤ ہی میں جمع ہوتے تھے  
ان کی آمد و رفت کی کثرت سے شہر یانگ چاؤ کی چٹکی کی آمدنی کسی گنی بڑھ گئی تھی، دوسرے مبلغ  
جب وہاں پہنچا تو اسکو اپنا مرکز بنالیا، اور وسط چین میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی،

تیسرے اور چوتھے مبلغ چوان چاؤ (CHUAN CHOW) میں رہتے تھے، یہ شہر بھی جنوبی  
چین کا ایک بندر گاہ تھا، آٹھویں اور نویں صدی میں یہ شرقی اور مغربی لوگوں کے لئے ملاقات  
کی جگہ تھی، یہ وہ مقام ہے جہاں مغربی مشرقی اور اسلامی تمدن کی آمیزش شروع ہوئی تھی،  
آج جو لوگ چین کی تہذیب و تمدن کے مطالعہ کرنے کی غرض سے آتے ہیں وہ ضرور "چوان چاؤ"  
کی سیر کرتے ہیں، اس امید پر کہ انکو کوئی پراتی یا دگار مل جائے جس سے اس کا مطالعہ کرنے میں

مدد لے سکے کہ یہ تین تمدن کی آمیزش کیونکر ہوئی تجارتی مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں مشرق مغرب کے لوگ، افریقی، ایرانی، عرب اور ہندوستانی تاجر عموماً جمع ہوتے تھے، اس زمانہ میں یہاں بہت سے عربوں کے آثار اور یادگاریں پائی جاتی ہیں، بنجلہ ان کے وہ پتھر جنکو اس شہر کی دیولون اور بازاروں میں لگا رکھے ہیں، بعض پتھروں پر عربی حروف کندہ ہیں، اور اگر ہم خانڈن سوگ (SUNG DYNASTY) کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ان میں بعض ایسے اقوال پائے جاتے ہیں جو ان عربوں کے متعلق لکھے گئے ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں وہاں سکونت اختیار کر لی تھی، وہ یہ ہوا۔

”مسلمانوں کی عادات یہ ہیں کہ وہ اپنے فرزندوں کو فلان ابن فلان ابن فلان کے

نام سے پکارتے ہیں اور اپنی و خزن کو فلان بنت فلان بنت فلان کے نام سے۔“

عرب خون بہتک وہاں کے بعض خاندانوں میں پایا جاتا ہے،

اس کے ”جن خون من“ (باب الکرمتہ) کے باہر ایک اونچا سا پہاڑ ہے جس پر ایک پرانا مقبرہ ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس مبلغ کا ہوگا جو سب سے اول یہاں آیا تھا، اس مقبرہ کے نیچے بہت سے کتبے ہیں، جو کہ سلا بعد نسل مسلمانوں کی طرف سے نصب کئے گئے ہیں، وہ مختلف زبان میں ہیں، بعض عربی میں، اور بعض چینی میں، جو کتبہ ذکر کے قابل ہے، وہ ہے، وہ ہے جبکو حاجی جنہا نے یہاں نصب کیا تھا، حاجی جنہا کوں تھا؟ وہ ”من تائی جو“ (MINTAICHU) کا درباری تھا، من تائی جو کے انتقال کے بعد وہ خانڈن منگ کے تیسرے حکمران جن جو (JINCHU) کے عہد تک رہا، جن جو نے ان کو سفیر تیار بالرے بنا کر مغربی ممالک کو بھیجا، وہ جاوا اور جزائر ملایا ہوتا جو عربستان پہنچا، اور غالباً ۱۲۳۰ء میں حج کر کے واپس آیا، اس لئے اس کو حاجی کہتے ہیں مذکورہ بالا بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ”جو ان چاو“ جنوبی چین میں اشاعت اسلام

لے لفظی ترجمہ،

کام کر رہا ہے، بیشک آج کل وہاں کے حالات بدل گئے ہیں، اور وہ شان و عظمت جو آٹھویں اور نویں صدی میں وہاں نظر آتی تھی آج بالکل مفقود ہے، یہاں تک کہ بہت کم لوگ اسکی طرف توجہ کرتے ہیں، لیکن وہاں ایک پرانی مسجد باقی ہے، اگر ہم اس کی دیوار کھنہ پر غائر نظر ڈالیں تو ہم ضرور متعجب ہونگے جب کہ ہم اس میں کندہ کئے ہوئے عربی حروف دیکھیں گے، یہ عربی حروف اسلامی اور عربوں کی عمرانی یادگار ہیں آئے دے اور زیارت کرنے والے اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں، اور اسے دیکھ کر گزری ہوئی شان اور پرانے زمانہ کی عظمت کی تصویر ہماری نظروں کے سامنے پھرتی نظر آتی ہے،

ہم کو اس بات میں شک نہیں ہے کہ عہدِ تانگ میں جو مسلمان آئے تھے ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی، اور تجارت ذریعہ نہ تھا جس نے انکو اس دشمنی زمین میں آنے پر آمادہ کیا اور جبکہ ذریعہ سے انھوں نے اہل چین میں اسلام پھیلایا، ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس زمانہ میں عربوں کو ملائی اور تجارت کا شوق تھا، جہاں کہیں ان کو منڈی نظر آتی تھی، وہاں جاتے تھے، اور جہاں کہیں انکو تجارتی بند گاہ ملا، فوراً وہ اپنے مال کی کشتیوں وہاں لیجاتے تھے، اور دولت کمانے کی کوشش کرتے تھے، دولت کمانے کے خیال سے وہ عموماً چین میں باقاعدہ سکونت اختیار کرتے تھے، اور عرصہ تک وطن جانے کا نام نہیں لیتے تھے، چونکہ ان کو چین میں رہنا پڑتا تھا، اس لئے وہ اکثر یہ کرتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کو چین میں بلا لیتے تھے، یا جہاں وہ رہتے تھے، وہاں شادی کر لیتے تھے، اور ایسی حالت میں اکثر لوگوں کو واپس جانا محال ہوتا تھا، اور ان کو مجبوراً چین میں زندگی گزارنا پڑتی تھی جب چین میں کوئی فتنہ اٹھتا یا کوئی سیاسی انقلاب رونما ہوتا، تو وہ بھی عام چینوں کی طرح مصیبت کے بھنور میں پھنس جاتے تھے، اور گردشِ زمانہ کا بیچ و تاب کھاتے تھے، چنانچہ دولتِ تانگ کی تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے:-

”شین کون (SHEN KUN) نے شاہ زن یوانگ (ZIN YUANG)

کی تخت نشینی کے پہلے سال (۶۷۴-۶۷۵ م) حکومت کے خلاف بغاوت کردی اور شہر یان چاؤ پر حملہ کیا اور سکو لوٹ کر جلا ڈالا، اس مصیبت میں جو عوب اور ایرانی تاجر تباہ ہوئے، انکی تعداد ہزاروں کی تھی، اور ان کی موت نہایت دردناک موت تھی.....“

ان مسلمانوں کے متعلق جو ہمدانگ میں چین آئے تھے، معلومات کم ملنے کی وجہ سے ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکے، مگر چند سطر میں بیان اور اضافہ کر دیتے ہیں، مسلمانوں کے آنے کا راستہ خشکی پر منحصر تھا، بلکہ دریائی راستہ ان کے لئے بھی کھلتا تھا، جو لوگ دریائی راستہ سے آئے، انکو دو جماعتوں بن تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک جماعت شہر کتن میں رہی اور وہاں سے صوبہ کو انگی (KIANG SI) فو کین (FUKIEN) اور چکیانگ (CHEKIANG) میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی، اور دوسری جماعت نانگینگ گئی، اور وہاں سے صوبے آن ہوئی (ANHUI) کیا ننگ سی (KIANG SI) ہو پ (HU PEH) اور ہونان (HUNAN) میں توجید کی آواز پہنچائی،

جو لوگ وسط ایشیا عبور کر کے شمال چین پہنچے صوبہ کانسو (KANSU) شنسی (SHANSI) مغربی پنجوریہ میں بس گئے، شمال چین میں یہی اسلام کا مرکز تھا جہاں سے اسلامی تعلیم کا صوبہ ہونان (HONAN) چلی (CHILI) شانگ تانگ (SHAN) پنجوریہ اور مغربیہ نغوز ہوان مقامات میں مسلمانوں کا خاص اثر تھا، اگرچہ موجودہ زمانہ میں ان پر کچھ جوہر طاری ہے، لیکن شرقی مغولیہ اور مغربی پنجوریہ میں ان کا اثر باقی ہے، اور ان کی قوت زائل نہیں ہوئی ہو،

جس صوبہ میں مسلمانوں کی قوت اور سطوت غیروں سے زیادہ تھی، وہ صوبہ یون نان

(YUN NAN) ہے جو برما کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس صوبہ میں ۱۸۵۶ء میں ٹوئن شوی

(TUWENSHUY) کا ظہور ہوا، اس نے حکومت بایچو کے خلاف بغاوت کر دی تھی

فوجوں کو شکست دیکر اس نے یون نان میں ۲۴ سال تک حکومت کی ڈالیفو (DALIFU)

اس کامرکز تھا یہ اپنی قوت زیادہ دیر تک نہیں جاسکا، اس لئے کہ یون نان فو کے مسلمانوں

نے مایولون (MAYULUN) کی زیر قیادت اس کی سخت مخالفت کی، آخر طریق

میدان جنگ میں اترے، شاہی فوج یہ موقع غنیمت سمجھ کر دونوں پر ٹوٹ پڑی، اور نہایت

برے طریقے سے دونوں قتل کر دیئے گئے، آپس کے اختلافات نے ان کا خاتمہ کر دیا، اگر یہ نہیں

ہوتا، تو آج تک مسلمانوں کی پوزیشن باقی رہ جاتی،

محمد سلیمان کے زمانہ میں یون نان کے بہت سے مسلمان صوبہ سی چوان (SYE)

(GHUAN) ہجرت کر کے آئے، اور انھوں نے دہان جا کر اسلام کا پودا لگایا، یہ پھوسٹ کر

ایک شاندار درخت بن گیا اور اس کی بہت سی شاخیں نکل آئیں، یہاں تک کہ ایک طرف

کا نسو کے ساتھ ملا دیا، اور دوسری طرف صوبہ کوئی چاؤ (KUI CHOW) اور کوئی

ٹانگ (KUANGTUNG) کے ساتھ، اس تعلق کے پیدا ہونے سے شمال مغربی چین اور

اور جنوب مغربی چین کے کوہ و دشت میں توحید کی آواز گونج گئی، اور ان کے پہاڑوں اور

وادیوں میں رسول اللہ صلیم کی ذکر کی بازگشت ہوئی، آج ہم چین میں کوئی صوبہ ایسا نہیں

دیکھتے ہیں جس میں اذان کی آواز نہ سنائی دیتی ہو، اور کوئی ایسا مقام نہیں پاتے ہیں، جہاں

خانہ خدا نظر نہ آتا ہو، اور اس میں نعمۃ اسلام یعنی نعمۃ انسانیت نہ گونجتا ہو،

## ۴ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بابرچین میں (۲۹)

اب تک ہم یہی بحث کرتے رہے کہ مسلمان کیسے چین میں داخل ہوئے، اور کس طرح وہاں اسلام کی اشاعت کی، مگر اس کے متعلق ہم نے کچھ نہیں کہا کہ وہ کون سے سال میں داخل ہوئے، بیشک یہ ایک مشکل سوال ہے، کسی نے اب تک اس کو حل نہیں کیا ہے، اس کے متعلق جو کچھ مورخین نے کہا ہے، اس کے لئے کوئی دلیل ثابت اور برہان قاطع نہیں ہے، اور مستشرقین کا تو کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ وہ رلے اور قیاس میں مغرب کی تقلید کرتے ہیں، اور تاریخ اسلام اس سلسلہ پر ساکت ہے، اور کچھ نہیں کہا، چینی مورخین کی رلے مختلف ہے، ان کا اختلاف دو وجوہ پر مبنی ہے، ایک تو یہ کہ چین کی پرانی تاریخ میں ان مسلمانوں کے متعلق بہت کم ذکر ملتا ہے جو عہد ٹانگ میں آئے تھے، اور دوسرے یہ کہ عہد یوان میں ایک عرصہ تک ہجری جنتری مستعمل ہوئی تھی، اگرچہ چینی جنتری اور ہجری جنتری دونوں نظام قمری پر مبنی ہیں، لیکن ان میں ایک بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ چینی جنتری میں سنہ کبیسہ ہوتا ہے اور یہ ہجری جنتری میں نہیں ہے، چینی جنتری کا سنہ کبیسہ، انگریزی سنہ کبیسہ کی طرح نہیں ہے، کیونکہ موخر الذکر میں ہر تین سال کے بعد صرف ایک دن ماہ فروری میں زیادہ کیا جاتا ہے، لیکن اول الذکر میں ہر تین سال کے بعد پورا ایک مہینہ اضافہ کیا جاتا ہے، یعنی جس سال سنہ کبیسہ ہوا اسی سال ۱۲ مہینہ کے بجائے ۱۳ مہینے ہوتے ہیں، اس واسطے چینی اور ہجری تاریخ کے ہر تین سال کے دور میں ایک مہینہ کا فرق ہوتا ہے اور ہر تین سال کے دور میں ایک سال کا فرق، ہر تین سو سال کے دور میں دس سال کا، اور علیٰ ہذا القیاس، چینی مورخین عموماً چینی اور ہجری جنتری کا فرق نہیں کرتے، اسلئے جب تاریخ کے متعلق حساب لگاتے ہیں، وہ اکثر غلطی کرتے ہیں،



بعض چینی مورخین کا خیال ہے کہ مسلمان کاٹی ونگ (KAI WANG) کے زمانہ میں آئے تھے، (۵۸۹-۶۰۱) بظاہر یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اسلام کا ظہور ۶۱۰ء میں ہوا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۲ء میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی، نبوت سے قبل یہ ناممکن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر ادھر بھیجا کر دین کی اشاعت کریں، بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ۶۱۰ء میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا، چین میں اپنے وفد بھیجتے، جہاں تک میرا خیال ہے چینی مورخوں نے سین کے حساب میں غلطی کی ہوگی، ورنہ وہ لوگ جو ۵۸۹-۶۰۱ء کے درمیان بلاد عرب سے چین آئے، وہ مسلمان نہ تھے بلکہ وثنی عرب تھے،

چین کا موجودہ مورخ پروفیسر چین یوان (CHINYUAN) کہتا ہے کہ مسلمانوں نے سرکاری طور پر ۶۵۱ء میں اپنے وفد شاہ چین کے پاس بھیجے، اور وہ چین کے پایہ تخت جانگ آن (CHANG AN) میں حاضر ہوئے، پروفیسر چین یوان کا یہ قول صحت کے قریب ہے، اور مسلمانوں نے بھی اسکو قبول کر لیا ہے، اگر ہم ۶۵۱ء کو ہجری سنہ کے ساتھ مقابلہ کریں، تو ۶۵۱ء کو ہجری کا ۲۹۴ سال پائیں گے،

اس قول کے مطابق ہمارا قیاس غالباً غلط نہیں ہوگا، کہ مسلمان بحیثیت مسلمین کے ۶۵۱ء سے قبل چین میں پہنچ چکے تھے، اور بحیثیت سرکاری سفیر کے سال کو، میں دربار چین میں حاضر ہوئے مسلمانوں کے پہلے وفد کے رئیس سعد بن ابی وقاص ہی تھے، کیونکہ پہلے وہ ایک عرصہ تک شہر کنٹن میں رہ چکے تھے، اور چین کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو وفد کا رئیس بنایا ہوگا، دربار چین میں حاضر ہونے کے بعد وہ کنٹن میں واپس آئے، اور بادشاہ سے اجازت لیکر انھوں نے نیا وگا رہی "مسجد بنائی، تاکہ اسلام کے متعقدین

لے تعلق حیاہ محمد، للیوتی چینی، مطبوعہ سین (اگست ۱۹۲۲ء)

صبح وشام اس میں اللہ کی حمد و ثنا کریں، یہ مسجد اسلامی تمدن کی یادگار تھی جس کو سعد بن ابی وقاصؓ نے چھوڑا، اور اس وقت چینی مسلمان حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کا نام احترام کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کی بنائی ہوئی مسجد ان کے لئے اب حیات کا وہ چشمہ ہے جس کی وجہ سے وہ اب تک زندہ ہیں اور فنا نہیں ہوئے،

## دوسرا باب

### مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات

#### ۱۔ عہد سونگ میں (۱۲۷ء - ۹۶۰ء)

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عہد مانگ میں مسلمان کیسے آئے، اور کیونکر اسلام کو چین کے طول و عرض میں پھیلایا، اب ہم قارئین کرام کی توجہ مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات کی طرف مبذول کراتے ہیں، اس باب میں ہم مسلمانوں کے ان حالات کے بیان کرنے کی کوشش کریں گے جو عہد مانگ کے بعد سے انقلاب چین تک (۱۹۱۱ء) ان کے سامنے پیش آئے تھے اور ان تعلقات کا ذکر کریں گے جو ان کے اور حکمران چین کے مابین قائم تھے،

خانہان مانگ کی حکومت کا ۱۲۷ء میں خاتمہ ہو چکا تھا، اور اس کے بعد دو تائی (WU) تخت چین پر متمکن ہوا، اس کی سلطنت چھوٹی اور کمزور تھی، صرف ۵۳ سال تک ہی اور ۹۶۰ء میں اس کا خاتمہ ہوا، اس سال خانہان سونگ نے آگراؤن کو تخت چین سے اتار کر خود حکومت چین کی لگام اپنے ہاتھ میں لے لی، اور ان کی حکومت ۱۲۷۹ء تک رہی،

چینی مؤرخین کہتے ہیں کہ اس خانہان کے دوسرے حکمران تائی چونگ (TAICHONG)

کے زمانہ میں کاشغیر کے حاکم بقرخان نے (کاشغیر اس زمانہ میں والی خراسان کے ماتحت تھا،) چینی ترکستان پر حملہ کیا، اور اس پر حملہ کر کے اپنے ماتحت کر لیا، وہاں کے باشندوں کو غلام بنایا، اور شمال و جنوب ”تیان شان“ کو اون کی سکونت کے لئے مقرر کر دیا، چونکہ اون میں سے اکثر مسلمان تھے، اسلئے انکو آزاد کر دیا، اور انکو یہ اختیار دیا گیا کہ جہاں ان کا جی چاہے رہ سکتے ہیں، آج چینی ترکستان اور کانسوین ایک مسلم قبیلہ جو تون گاٹل دل (دونغان) کے نام سے مشہور ہے موجود ہے، لوگوں کا بیان ہے کہ یہ قبیلہ ان لوگوں کی اولاد ہے جنکو بقرخان نے قید کر دیا تھا، (۹۷۹ء - ۱۰۰۹ء)

۱۰۰۹ء میں صفرخان حاکم بخارا جو غترک کے قبیلہ سے تھا، چین کے دارالسلطنت میں آیا، اور بادشاہ چین کی زیارت کی، جس کی وجہ سے حکمران چین اور مسلمانوں کے تعلقات اور مضبوط ہو گئے، زن چونگ جو کہ خاندان سونگ کا چوتھا حکمران تھا صفرخان کا شاندار استقبال کیا اور دربار میں اس کو خاص ہمان کی حیثیت سے رکھا، ادن کی دوستی و تعلقات ایسے باندھے گئے کہ بعد میں کبھی نہیں ٹوٹے،

صفرخان کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام میسری اور دوسرے کا سیف الدین تھا، بائیں چین زن چونگ نے میسری کو ریاست ”لو“ (Loo) کا حاکم مقرر کر دیا (ریاست ”لو“ آج کل کا صوبہ شانگ ٹانگ ہے، اور اس کو ”لو کو کون“ (یعنی امیر ریاست ”لو“) کا خطاب دیا) اور سیف الدین کو جو جھنگ (یعنی صاحب البرکتہ والکرامتہ) کے خطاب سے مشرف کیا، سیف الدین کے ایک لڑکا تھا جو شمس شاہ کے نام سے موسوم تھا، اس کو تاتاروں کے محافظ ”کا خطاب“ دیا گیا، شمس شاہ کی اولاد میں سے ایک کا نام کمال الدین تھا، خاندان سونگ کے دسویں حکمران گو چونگ نے اس کو امیر الفوج بنایا، اور کمال الدین کے فرزند محمود کو ریاست جیون

جو آجکل صوبہ سی جوان ہے، کا حاکم مقرر کیا، محمود کو اس ریاست کا حاکم بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں جنوبی مغربی چین میں ایک قبیلہ ”کن“ کا ظہور ہوا، یہ قبیلہ چین کے مغربی سرحد پر برابر حملہ اور یورش کرتا تھا، بادشاہ کو خوب معلوم تھا کہ صرف مسلمان ہی ان سرکشوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں، چنانچہ اس نے محمود کو ریاست جیون چونگ کا حاکم بنایا، اور اس کو حکم دیا کہ ان سرکشوں کی قوت توڑنے کی تدبیر کرے، محمود نے حکم پاتے ہی، ایک ہزار سوار تیار کر لیا اور قبیلہ ”کن“ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، یہ اپنا لشکر مغربی چین کے جانب لگیا، اور قبیلہ ”کن“ پر حملہ کیا، فوج ہار کر وہ دارالسلطنت آیا اور دربار میں حاضر ہوا، اور خود بادشاہ چین کو چونگ سے وہ جنگی واقعات بیان کئے جو اسکے اور اس کے دشمن کے درمیان ہوئے تھے، ”گو چونگ“ نے اس کے کا نامہ سے خوش ہو کر اسکو حاکم ”ہان یان“ (صوبہ شانشی) کے منصب پر سرفراز کیا، محمود کے دلوڑ کے تھے، ایک کا نام ناصر الدین اور دوسرے کا نام حسین تھا، اول الذکر کو ”حافظ الامین“ کے لقب سے اور موخر الذکر کو دافع الملک کے خطاب سے مشرف کیا، ناصر الدین نے دلوڑ کے چھوڑے، ”بیان“، ”اوزنار“، بیان وی ان وانگ یعنی امین الملک کے لقب سے مشہور تھا، اور دوسرا ”فان یوان وانگ“ یعنی خادم الملک کے خطاب سے، بیان کا لڑکا سید ل تھا، وہ ریاست ”تیان یان“ (موجودہ یون نان) پر مامور ہوا،

غرض کہ خاندان محمود کی ہر پشت کو سلاطین سوگم کی طرف سے بڑا اعزاز اور اکرام ملتا رہا، ان کو بڑے بڑے ہمدون پر مقرر کیا جاتا تھا اور وہ سلطنت کے ارکان اور بادشاہان کے دست و بازو بنتے تھے،

جب یہ خبر چین ترکستان کے مسلمانوں کے کانوں میں پڑی، کہ سلاطین چین مسلمانوں

کے ساتھ بے حد لطف و کرم کیا پیش آتے ہیں تو ان میں سے اکثر نے دار السلطنت کا قصد کیا تاکہ وہ شاہی فوج میں داخل ہو جائیں اور بادشاہ سے اعزاز و اکرام حاصل کرنے کی کوشش کریں، اس طرح سے بہت مسلمان چینی ترکستان سے ہجرت کر کے شمال مغربی چین آئے، اور وہاں کے مسلمانوں کی حیثیت کو مضبوط کیا،

### مسلمان عہد یوان (مغل عہد) میں (۱۳۶۸ء - ۱۶۴۴ء)

خاندان سونگ کے زوال کے بعد جب منگ لوگ تخت چین پر بیٹھ گئے، تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ بڑھنے لگی۔ وہ اس کا اثر بھی بڑھ گیا، چینگیز خان کے چین میں داخل ہوتے وقت اس کے ماتحت جو فوج تھی ان میں سے اکثر قبیلہ تونگکان (دو نغان) کے مسلمان تھے، اس کے جانشین اکتائی خان کے عساکر تقریباً سب مسلمان تھے، یہ لوگ مشرقی چینی ترکستان آکر بس گئے تیان شان کے شمال میں جن فرزندان اسلام نے حکومت اختیار کی، وہ چغتائی خاندان سے تھے جس کی اصلیت منگلی تھی، عہد یوان کے امراء میں مسلمانوں کی تعداد کافی تھی، تاریخ یوان میں درج ہے کہ شاہ شین چو (۱۳۶۸ء) نے ایک شخص حسن نامی کو اپنا وزیر بنانا چاہا، مگر اس نے پہلے قبول نہیں کیا، کیونکہ منگلی دستور سے واقف تھا کہ دربار میں عموماً دو وزیر ہوتے تھے، ایک وزیر امین اور دوسرا وزیر اسیراء اور وزیر امین کا رتبہ وزیر اسیر سے چھوٹا تھا، چونکہ بادشاہ کو اسرار تھا کہ حسن کو وزیر بنادیا جائے، اس نے صرف وزیر اسیر کا عہدہ قبول کیا، وزیر امین کے لئے بادشاہ نے ایک دوسرے شخص بطاش نامی ترک کو منتخب کیا،

”تاریخ یوان“ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس شوریٰ جو صوبائی حکومت سے متعلق تھی بادشاہ عموماً اس میں مسلمانوں کو مقرر کرتا تھا، اگر ان میں کوئی قابل اور لائق آدمی نہ مل سکتا تو ترک مسلمان منتخب

کے جاتے تھے، اور اگر ان میں بھی نہ ملتا، تب ہانیوں کو شامل کر دیا جاتا تھا، عام طور پر ہانیوں کو چھپنی کہتے ہیں، ۱۲۵۵ء میں خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور بغداد ہلاک کے ہاتھ سے تباہ ہو چکا تھا، دارالخلافہ اور دولت اسلامیہ کے مرکز میں علمی زندگی بالکل فنا ہو چکی تھی، اور بغداد سولے ایک بے جان قالب کے اور کچھ نہیں رہ گیا تھا، ایسی حالت میں کسی کے گمان میں یہ نہیں آسکتا تھا کہ عربی علوم اور فنون کی بعض شاخیں اس سرزمین میں بھی پائی جاسکتی ہیں جس کے اکثر باشندے دشمنی اور غیظ و کین سے معمور تھے، لیکن ہم کو حیرت ہوتی ہے، جب ہم بعض عربی علوم و فنون کچھ میں زندہ اور محفوظ پاتے ہیں، وہ علوم جو ذکر کے قابل ہیں، علم طب، علم نجوم و فن سہگری وغیرہ ہیں،

عندیوان کے تذکرۃ الامراء میں لکھا ہے کہ "تایخ کا حکم بادشاہ شہ جو" کی تخت نشینی کے پہلے سال (۱۲۲۱ء) میں قائم ہوا، بعد میں جب اس حکم کا کام بڑھ گیا، تو بادشاہ نے چینیوں اور مسلمانوں سے پانچ افسر منتخب کر کے اس میں مقرر کئے کہ تایخ ترتیب دینے میں مدد کریں، ۱۳۱۲ء میں مسلمانوں کے لئے دارالاستقرار کی بنیاد ڈالی، جس میں بڑے بڑے مسلمان مقرر ہوئے، حکمۃ فوج میں بھی ہزاروں مسلمان کام کرتے تھے، جو فن سہگری سے واقف تھے، ۱۳۴۶ء میں توپچی کا عہدہ مسلمانوں کو سپرد کر دیا گیا، ۱۳۵۳ء میں حکمۃ الفوج والبحر قائم کیا، تمام فوجوں کے لئے خاص خاص پستیاں ہوتی تھیں جو تین درجوں میں تقسیم تھیں، درجہ اول کی پستی وہ تھی جس میں فوجی آدمیوں کے دس ہزار گھر ہوتے تھے، درجہ دوم کی پستی وہ تھی جس میں ہزار گھر ہوتے تھے، اور درجہ سوم کی پستی وہ تھی جس میں صرف تین سو گھر ہوتے تھے، مسلمان فوجوں کے لئے درجہ اول کی ایک پستی اور درجہ دوم کی بھی ایک پستی تھی، اور درجہ سوم کی آٹھ پستیاں تھیں،

ان محکوموں کے علاوہ علم الہیۃ کا ادارہ بھی تھا، شاہ شہ جو نے علوم نجوم کے ماہر جمال الدین کو اپنے دارالسلطنت میں بلایا اور اس کو ادارہ علم الہیۃ کی تنظیم کرنے پر مامور کیا، یہ ادارہ ۱۲۸۵ء

میں قائم ہوا، اور اس کو اس کا ناظم مقرر کیا، جمال الدین نے دارالسلطنت میں ایک رصد گاہ بھی قائم کی جس میں وہ حرکت سیارات اور گردش افلاک کا مطالعہ کرتا تھا،

شاہی شفاخانہ میں صاحب الشفا و العطا، کا عہدہ تھا، جو مریضوں کے علاج اور دو تقسیم کرنے کا عام ناظم تھا، دوائیں عموماً، فوجوں، بیکسوں، غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کیا جاتی تھیں، ۱۲۸۵ء میں دو مسلم افسر بھی شاہی شفاخانہ میں مقرر ہوئے، جو دارالطبع کے ذمہ دار تھے دارالطبع دو شعبوں میں منقسم تھا شعبہ ترتیب الادویہ اور شعبہ تقسیم الادویہ، ان دونوں مسلم افسروں سے ایک شعبہ اول کا نگران تھا اور دوسرا شعبہ دوم کا،

جہاں تک عدالت کا تعلق ہے، "تایخ یوان" سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے خاص عدالت تھی، چنانچہ یہ ذکر ملتا ہے کہ

"شیخ المادی کا کام یہ ہے کہ مذہبی رسوم قائم کرے، دماغ صلوٰۃ میں مشغول رہے، اور قرآن لوگوں کو سنائے، اور مقدمات جو بین قاضی القضاۃ کا فرض ہے، کہ اوں کو فیصلہ کرے"

مذکورہ بالا باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یوان میں مسلمانوں کا اثر کافی تھا، اور بادشاہ اہم اور ضروری معاملات میں ان سے مشورے لیتا تھا، اور ان کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کرتا تھا،

## مسلمان عہدینگ (Ming) میں (۱۶۴۴ء - ۱۹۱۱ء)

عہد یوان کا خاتمہ ہونے کے بعد عہدینگ کا نبرہ آتا ہے، اس خاندان نے چین میں تقریباً تین سال تک حکومت کی، اس زمانہ کے مسلمانوں نے نہ صرف فوجی ملازمتوں میں کافی حصہ لیا، بلکہ

مدنی اور عرانی حمدون میں بھی اپنی یاقوت اور استعداد دکھائی، مدنی خدمات میں ان کے جوش اور  
ثوق کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳۳۳ء میں چین شی طائر (CHINSHEE) کا اچھا

ہوا، جو لوگ اس امتحان میں کامیاب ہوئے، ان میں صرف مسلمان دس سے زیادہ تھے،  
تاریخ بینک کے آخری حصہ میں ذکر کیا ہوا کہ ایک شخص جس کا نام ابن عبداللہ تھا، شاہ بینک مانی چو  
نے اس کو ۱۳۶۸ء میں دارہ علم البیتہ کا ناظم مقرر کیا، ابن عبداللہ کا ایک مشیر تھا جس کا نام ایس  
تھا، وہ اور اون کے چودہ رفقاء اس سال جنتری ترتیب دینے میں مشغول ہوئے، بادشاہ نے مقام  
چین یوان (CHIN YUAN) میں ایک رصد گاہ بنائی اور ایک شخص علی نامی کو اس کا

ڈائرکٹر مقرر کیا، ۱۳۶۹ء میں علی اور اس کے رفقاء کو جو دس آدمیوں پر مشتمل تھے، بادشاہ کے حکم  
سے دارالسلطنت بلانے گئے، وہاں جنتری کے متعلق اون سے مشورہ لیا گیا، اور گردش سیارات کی  
تحقیق کے لئے ان سے تاکید کی گئی، ۱۳۷۰ء میں اس ادارہ کو "دارالمشاہدہ" کے نام میں تبدیل کر دیا  
گیا، جو چار شعبوں میں منقسم تھا، (۱) علم نجوم، (۲) الساعۃ الآلانیہ، (۳) کلندہ عالم، (UNIVERSAL)

(4) کلندہ ہجری، ۱۳۸۳ء میں کلنٹان چین میں مانی چو نے ہوبہ چونگ (HEI  
(PEH CHONG) کو جو علاقہ زمان تھے اس کام پر مقرر کیا کہ ہجری جنتری کے متعلق اور

کرہ ارض کے طول و عرض کے متعلق جو کتابیں عربی میں مل سکیں، اون کو چینی زبان میں منتقل کر دین  
بات یہ تھی کہ ہان ذو کی ابتدا میں جب امیر الفوج نے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا، تو ہمد

یوان کے شاہی کتب خانہ میں بہت سی ایسی کتابیں پائی گئیں جو غیر ملکی زبان میں تھیں، اور ان  
کتابوں کے متعلق لوگ بیان کرتے تھے کہ وہ قدیم علماء اور حکماء کی تصانیف ہیں جنہیں عقل اور  
حکمت کی باتیں بھری ہوئی ہیں، اور عام گمان یہ تھا کہ کسی چینی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اون کی تائیل  
کر سکے، چونکہ مانی چو ایک دانش مند اور سجدار بادشاہ تھا، لہذا اس نے اون کو محفوظ رکھنے



کا حکم دیا، آخر تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب عربی کتابیں چین میں ملانی چوڑے علاقہ ہویہ چونگ و لی ز اور شیخ المشایخ کو حکم دیا کہ ان کو چینی میں ترجمہ کر ڈالیں تاکہ کلنڈر عالم کی تدوین میں ان سے مدد ملے، یہ واقعہ تاریخ یینگ کے ۳۰ ویں حصہ میں درج ہے، مگر یہ ترجمہ شدہ کتابیں کہیں پہنچیں یا کسی کتب خانہ میں محفوظ ہیں، تحقیق طلب ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ثابت ہے کہ حمد یینگ میں اسلامی علوم و فنون کو خاص اہمیت حاصل تھی، نہ صرف حکام ان سے دیکھی لیتے تھے، بلکہ بادشاہ وقت بھی ان کے پھیلنے میں حتی الامکان امداد کرتے تھے،

### مسلمان حمد یینگ (مانچو) میں ۱۹۱۱-۱۹۴۴ء

خانڈان یینگ کے زوال کے ساتھ چینی مسلمان بھی عزت کے آسان سے ذلت کی زمین پر گر پڑے، ان سے ذہنی اور عملی آزادی کی نعمت اس طرح چھین لی گئی، جیسی کہ خانڈان یینگ کی سیاسی قوت اور اعزاز و اکرام جو ۱۹۱۱ء سے قبل مسلمانوں کو ملا کرتا تھا، اس کے بعد وہ ان کے لئے عذاب الیم اور عتاب عظیم کا باعث ہوا،

پچ تو یہ ہے کہ خانڈان مانچو جس کو اس سے پہلے حکومت نصیب نہیں ہوئی تھی، اد جس کو عام چینی ایک اپنی قوم سمجھتے تھے، تخت چین پر ممکن ہونے کے بعد اس کا بانی یہ خواب دیکھنے لگا کہ سرزمین چین ان کی ابدی جائیداد ہے، اور اس کے باشندے ان کے دائمی غلام ہیں، وہ چاہتا تھا کہ چین اور اہل چین ہمیشہ ان کے زیر اقتدار رہیں، اور انکی سلطنت تاقیامت لازوال رہے، چنانچہ انھوں نے اپنے آہنی ہاتھ نکالے، تاکہ دیگر خانڈانوں کی ہڈیاں توڑیں، اور ان کی کھال اتاریں، مسلمانوں کی ہڈیاں اس طرح توڑ دی گئیں، جس طریقہ

سے اون کے ہوطنوں کی، اون کی قوت اس طریقہ سے سلب کر لی گئی جس طریقہ سے اون کے پڑوس کی مسلمانوں پر ایسے ظلم و ستم کئے گئے جس کے وہ تحمل نہ تھے اور ان پر وہ جبر و سختی کی گئی، جس کو وہ برداشت نہ کر سکے، یہاں تک کہ اون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے، اور جگر پاش پاش، لیکن اس کے ساتھ غضب کی چنگاریاں ان کے شکم میں تیز نگ کی طرح بھڑک رہی تھیں اور نفرت کا شعلہ طوفان خیز دریا کی طرح موجزن تھا، انھوں نے آخر فیصلہ کیا، کہ مارین یا مارکھان قتل کریں یا قتل ہو جائیں، چنانچہ دفعۃً بغاوت، بغاوت اب کی آواز بلند ہوئی اور اس جیلخ کے ساتھ اٹھ گئے اور لڑنے میں مشغول ہو گئے، ایک دہ مرتبہ نہیں، بلکہ پانچ مرتبہ، ایک دو سال نہیں، بلکہ ایک سو سات سال تک، (۸۲ء - ۸۹ء) مسلسل لڑتے رہے

خاندان بائجو کے مورخین نے ان بغاوتوں کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں، جن کی تعداد چار سو نوے جلد تک پہنچ چکی تھی، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

- ۱- حادثہ لان چاو، بغاوت مابین شیمن (محمد امین) ۲۰ جلدیں، (۸۲ء)،
- ۲- حادثہ شی خان پا، بغاوت سوشی سان، ۲۰ جلدیں، (۸۵ء)،
- ۳- تذکرہ استیصال بغاوت جہانگیر خان در ترکستان شرقی، ۸۰ جلدیں، (۸۳-۱۸۳۱ء)،
- ۴- حوادث یون نان، بغاوت تووین شوی (محمد سلیمان) ۵۰ جلدیں، (۸۸-۱۸۵۵ء)،
- ۵- تذکرہ استیصال، بغاوت یعقوب خان در ترکستان مشرقی و کاندو شوی، ۳۲ جلدیں، (۸۵-۱۸۵۵ء)

مذکورہ کتابیں ہمارے پاس موجود نہیں ہیں، اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اندر کیا لکھا ہے، مگر ظن غالب یہ ہے کہ مسلمانوں کو عذرا و رفتہ انگیز بیان کیا گیا ہوگا، لیکن پروفیسر

جن یوان (CHINYUAN) جو چین کا زندہ مورخ ہے کہتا ہے کہ وہ بغاوتیں جو گذشتہ صدی میں شمالی اور مغربی چین میں رونما ہوئی تھیں، وہ حکام بائجو کے جبر و تعدی ہوئی تھیں

اور مسلمان قانون شکن نہ تھے، اور نہ کسی بات میں ان کو ملامت کیجا سکتی تھی، البتہ وہ شکستہ دل اور  
منسوب ضرور تھے، اور یہی اون کا جرم اور گناہ تھا،

مسلمانوں پر فائدان مانچو کا ظلم اس پر منحصر نہ تھا، کہ اون کی سیاسی قوت توڑ دی جائے، اور  
ہمدون اور مضمون سے ان کو محروم کر دیا جائے، بلکہ ذہنی آزادی اور انہار رلے کا حق بھی اون سے  
چھین لیا گیا، یہاں دو خطوط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس سے قارئین یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حکام مانچو  
مسلمانوں کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور کیا کیا عذاب اون پر نازل کیا،  
پہلے خط کا ترجمہ

از سائزلے، ( SA TZAI )

والسراے کیا نام سوا اور کیا نام سی،

بخدمت اعلیٰ حضرت چینگ لونگ (CHING LUNG) شہنشاہ چین دامت سلطنت

فاکسار اعلیٰ حضرت کا فرمان بردار، نہایت انکساری سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض  
کرتا ہے کہ بندہ کو امسال پانچویں مہینہ کی ۲۷ تاریخ (۲۳) کو "چوچوین" (CHU CHUIN)  
صاحب الشرطہ الفوج، (کو انگ سی) کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ایک مسلمان  
ہائی فوشون (HAIFUSHON) کو گرفتار کر لیا ہے، اور اس کے پاس سے چینی زبان کی  
پانچ کتابیں اور عربی زبان کی کہیں کتابیں برآمد ہوئی ہیں، عدالت کے سامنے اس نے یہ اقرار کیا  
ہے کہ اس کے مذہبی بھائی "یوان آئی" (YUAN AYI) نے جو نائلینگ کا باشندہ ہے،  
"عقائد اسلام" اور حیات محمدؐ دو کتابیں چینی زبان میں لکھی تھیں، اس کو ہدیہ دی ہیں، سنا  
ہے کہ ان کتابوں کا مطبع کیا نام (موجودہ کیا نام سو) میں محفوظ ہے، چوچوین لکھتا ہے،  
کہ ان کتابوں میں بہت سے فقہ انگیز الفاظ پائے جاتے ہیں، اس نے ان کتابوں کو ہائی فوشون

سے مطبع سے مطالبہ وہ تحقیق ان میں جن پر کتاب کا مسودہ کندہ کیا گیا ہے،

کے ہاں سے برآمد ہوئی تھیں، اور جن کے متعلق ملزم نے اقرار کیا تھا کہ اس کے ہم مذہب یوان آئی نے اس کو مدینہ دہی تعین، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ارسال کر دی ہیں، تاکہ نذر آتش ہوں، اس نے مجھ کو یہ تاکید کی ہے کہ یوان آئی اور کتاب کے مقدمہ لکھنے والے "کائی شوائن" (KAI SHOO) (YEN) کو جو ضلع ہوائیٹنگ (HWO TING) کا رہنے والا ہے، اور ان کتابوں کے مولفین "لیوئیسی" (LUI TZE) اور کن تیان چوہ (KINTIANCHUHY) کو جلد از جلد گرفتار کر کے سزا دی جائے،

اس کا خطا پاکر میں یہی سمجھتا تھا کہ ان کتابوں میں واقعہ ہفت فتنہ اور شرارتگیرانہ الفاظ موجود ہیں، اس لئے میں نے تمام ماتحت عامل اور حکام کو حکم دیا کہ اشخاص مذکور بالا کتابیں لے لی جائیں، اس کے بعد حاکم نانکینگ کی طرف سے جواب آیا کہ یوان آئی کے گھر میں بہت سی اسلامی کتابیں جو چینی اور عربی زبانوں میں ہیں برآمد ہوئیں، یوان آئی اور اس کے بڑے بھائی یوان کوئی (YUAN KUI) دونوں کو گرفتار کر کے پوچھا گیا، ان کا بیان ہے کہ مولف کن تیان چوہ "سفر میں گیا ہو ہے، اب اون کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے، اور دوسرا مولف لیوئیسی عرصہ ہوا انتقال کر گیا، اس کا صرف ایک پر پوتا ہے، اس نے عدالت کے سامنے یہ بیان دیا ہے کہ "عقائد اسلام" اور رسوم عرب" دونوں کتابوں کا مطبع شہر چینگ کیا (CHING) کے خاندان تان (TAN) میں محفوظ ہے، حاکم چینگ چیانگ نے حاکم نانکینگ کی ہدایت پر خاندان تان کا گھر گھیر کر کے تمام کتب اور مطبع پر قبضہ کر لیا، اور تان چائے وین (TAN CHAI WEN) کو بھی ساتھ ہی گرفتار کر لیا،

دوسری خبر یہ ہے جو سونگ کیا (SUNG KIANG FU) کے حاکم

ایک شہر جو نانکینگ سے تھیل کے فاصلہ پر ہے،

کی طرف سے آئی کہ ”کائی شوائن“ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ہولینگ کارہنے والا اور  
 حیات محمد کا مقدمہ بھگتا رہا ہے، دفتر فرج اہل کیا لنگ سو، کا ناظم ہے، حاکم سنگ کیا  
 نے یوان آئی، تان چائے وین اور کائی شوائن تینوں کو صوبہ کیا لنگ سو کی فوجی عدالت میں بھیجا ہے  
 مقدمہ کی کارروائی بندہ کے پاس آئی ہے، اور نہایت غور سے اس کا مطالعہ کر رہا ہوں  
 اس اثنا میں (بتاریخ ۸، مہینہ ۶، سال ۶۰) فرمان عالی موصول ہوا کہ اس معاملہ میں بندہ کی  
 کیا رائے ہے، مجھے علم ہے کہ چو چوان نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اپنی یادداشت بھیج دی اور کہا  
 وہ کارروائی بیان کی گئی ہو جو اسلامی کتابوں کی تفتیش اور مسلمانوں کی گرفتاری سے تعلق رکھتی  
 ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ وہ نہایت محنت اور سرگرمی سے اس کام میں مصروف ہے، مگر کوئی  
 لین فو، (مرکز ہنک ہنک) کا حاکم کوئی چونگ ہو (Hui Kong Hui) مسلمانوں کے حق میں بادب یہ سفارش کرتا ہے کہ

”حضور والا، صاحب الغایۃ والکریم کو خاص طور پر مسلمانوں پر رحم اور ترس کھانا چاہئے،  
 اس واسطے میں مع تمام عمال و حکام نہایت خاکساری سے یوان آئی، وغیرہ کے حق میں اعلیٰ  
 سے یہی عرض کرتا ہوں کہ ان کو رہا فرما دیں تاکہ وہ حضور اعلیٰ کی مدد و تھن کرین اور ضبط بندہ  
 کتابین واپس کر دیجائیں تاکہ مسلمان چہن بادشاہ وقت کے ممنون رہیں اور دعائے خیر کریں“

خادم بادشاہ وقت

ساڑنے، واسٹہ لے کیا لنگ سو کیا لنگ سی،

دوسرے خط کا ترجمہ،

بتاریخ ۱۸، مہینہ ۶، سال ۶۰، چیانگ لونگ، (۸۳ء)

”ہم :-

۱۔ ساٹزلے، وائسرائے کیانگ سوو کیانگ سی،

۲۔ می خواوان، (Mee Goo Yua) صاحب الشرطہ والفوج، کیانگ سو،

۳۔ لیو چین، (Lee Chin) رئیس مجلس عاملہ نانکنگ،

۴۔ لی ٹسن فین، (Lee Tsing Fien) انپکٹر جنرل کیانگ سو،

نہایت خاکساری سے اعلیٰ حضرت سے عرض کرتے ہیں کہ می خواوان، صاحب الشرطہ والفوج  
کیانگ سو کو خبر ملی جو صوبہ کوانگ سی کی مجلس شوریٰ سے آئی ہے، کہ وہاں کئی اسلامی کتابوں  
کا انکشاف ہوا، اور ان کتابوں کے مقدمہ لکھنے والے گرفتار کر کے عدالت میں پیش کئے گئے اور  
ان پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے،

عرض ہے کہ یہ معاملہ چوتھین، صاحب الشرطہ والفوج کوانگ سی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پہلے  
پیش کر چکا تھا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ نظر انداز کر دیا جائے  
اور تمام صوبوں کے حکام کو ہدایت کر دی گئی کہ اگر اس قسم کی کتابیں پائی جائیں، تو انکی  
وجہ سے مسلمانوں پر سختی نہ کی جائے تاکہ امن و امان میں خلل نہ ہو،

مصلحت اسی میں ہے کہ مسلمانوں کو نہ چھیڑا جائے، کیونکہ شمال و مغرب چین میں مسلمانوں  
کی تعداد بہت ہے، اور ہر صوبہ میں یہ پھیلے ہوئے ہیں، جہاں کہیں یہ لوگ بسے ہیں،  
ان کے ساتھ اسلامی کتابیں بھی ہیں، یہ کل کے کل نہ فنا کئے جاسکتے ہیں اور نہ  
اون کی کتابیں جلائی جاسکتی ہیں، حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ لوگ قتلہ انگیز اور ضرر رن  
نہیں ہیں، ان کی زندگی اور طرز عمل بالکل بدعت کے رہبان اور لامامت (بدعت) سے  
چھوڑ دیے گئے ہیں، ان کی پیشواؤں کی طرح ہے، مزید برآں عہد سونگ سے لیکر آج تک یہ لوگ اس  
سرزمین پر رہتے چلے آئے ہیں، یہ لوگ پہ لیاں چھو، اور اہل بدعت کی طرح نہیں ہیں، کہ مذہب

کے پردہ میں کوئی فتنہ اور فساد پیدا کرنا، ان کا مقصد اور عام باشندوں میں بد امنی اور شورش پیدا کرنا ان کی غرض ہو، اگر یہ زیادہ ستائے جائیں گے تو امن پسند مسلمانوں میں ضرور بے چینی پھیلے گی، اور ان کو خواہ مخواہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کام لینا پڑیگا،

اعلیٰ حضرت کے نمک خوار اور وفادار نوکروں کو اپنے ماتحت مقامات کے حدود کے اندر اگر ایسے واقعہ کی خبر ملے جو قانون کے خلاف ہو تو مقامی حکومت کے ذمہ دار عہدہ دار ضرور قانون کی رو سے تعزیر تجویز کریں، مگر ان اسلامی کتابوں کی وجہ سے جو عرصہ سے ہمارے ملک میں موجود ہیں مسلمانوں کو قانون کی خلاف ورزی کے مطابق تعزیر دینا کہاں کی عقلندی اور دانش مندی ہے، چوچو این صاحب الشرطہ والفوج کو اننگ سی، نا عاقبت اندیشی اولہ کم فہمی کی وجہ سے اہم اور غیر اہم معاملہ میں فرق نہیں کرتا ہے، اس لئے اس نے فوراً تمام صوبوں کے صاحب الشرطہ والفوج کو لکھا کہ سخت کارروائی اختیار کیجائے، یہ چوچو این کی بہت بڑی غلطی ہے،

ہم ”می غولیوان“ صاحب الشرطہ والفوج کی اننگ سو کی رائے کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ وہ اسلامی کتابیں جو ضبط کی گئی ہیں، محفوظ رکھی جائیں، اور اس سلسلہ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کو رہا کر کے تسکین دلائی جائے، اور تمام صوبوں کے والائے صاحب الشرطہ والفوج اور انسپکٹر جنرل کو یہ حکم ارسال فرمایا جائے کہ صوبہ کو اننگ سی کی مجلس شوریٰ سے جو خطوط ان کو ملے ہیں، ان کے مطابق کارروائی اختیار نہ کیجائے، اسلامی کتابوں کے متعلق تفتیش نہ کریں، اور بعض خاص حکام کو یہ تاکید فرمائی جائے کہ وہ دربار کو اطلاع دیں کہ مقامی حکام شاہی فرمان کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں کر رہے ہیں.....“

ان دونوں خطوط سے جنکو حکام کی اننگ سو نے بادشاہ چین جیا انگ لو انگ کی خدمت میں

اگر سال کیا تھا، شہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہو کہ چین کے مسلمانوں نے بائچو کے زمانہ میں بے حد آسانی اور انسانی آفتیں اٹھائیں، اور بروجو مصیبتیں گزریں، خدا ہی بہتر جانتا ہو حقیقت یہ ہے کہ حکومت چین کی عنان جب تک خاندان بائچو کے ہاتھ میں رہی مسلمانوں کی سیاسی فضا تیرہ و تار رہی، اور ان کے ذہنی و دماغی قوانین و نما اور ترقی سے محروم رہے، تقریباً تین سو سال تک نہ مسلمانوں کو سیاسی حریت مل سکی، اور نہ وہ ذہنی آزادی کی طبعی اور فطری سانس لے سکے، اور ان کی جسمانی اور روحانی دونوں قوتیں سلب کر لی گئیں آزاد خیالی کا مرغ زرین ذبح کر دیا گیا، اور آزادانہ اظہار رائے کو ممنوع قرار دیا گیا،

ایسے عالم میں مسلمانوں کے منہ سے سولے آہ و فغان کے اور کیا نکل سکتا ہے، وہ یاس و غم کی حالت میں تھے، جو ر و ظلم کی وجہ سے اور ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے، اور جگر پاش پاش تھے،، حاکم وقت کی سیاسی ضرب ان کے سینے پر ایسی لگی کہ زخم کی مرہم پٹی عرصہ تک نہ ہو سکی، مسلمان یہ سمجھ چکے تھے کہ ان کی کشتی زندگی اب ظلم و ستم کی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب جانے والی ہے لیکن قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ چین کی سیاسی فضا میں دفعۃً ایک طوفان اٹھا، انقلاب کی یہی چمکی اور چین کے طول و عرض میں بغاوت کا نعرہ گرج کی طرح گونجنے لگا، حاکم اور محکوموں میں خوب کشتی ہوئی، اور ظالموں اور مظلوموں میں شدید تصادم ہوا، مسلمان بھی یہ موقع غنیمت سمجھ کر انقلابیوں کے ساتھ اٹھکے، اور اپنے دشمن کے اوپر ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ بائچو کے تخت شاہی کو الٹ دیا، اور ان کے استبداد کا خرمین جلا خاک کر ڈالا، غرض کہ جب طوفان بے تیزی رک گیا، سیاسی ہنگامہ موقوف ہو گیا، اہل استبداد کی ہوا اکھڑ گئی، اور بغاوت کا شعلہ فرو ہو گیا تو مسلمانوں کا سیاسی مطلع صاف ہو گیا، اور ان کی زندگی کا ایک جدید دور شروع ہو گیا،



مسلمان موت کے دروازہ پر کھڑے تھے لیکن ۱۹۱۱ء کے انقلاب نے اون کو ہلاک ہونے سے بچا لیا، کیونکہ اس انقلاب عظیم کے بعد چین میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی، جو پانچ قوموں میں مشترک ہے اور مسلمان بھی اس کے ایک جزو ہیں، افراد کی مساوات اور ذہنی اور مذہبی آزادی کی حکومت کا بنیادی اصول تسلیم کر لیا گیا، اس وقت چینی مسلمانوں کو جو پرستش زندگی حاصل ہے، وہ انقلاب چین کی بدولت ہی، اب مسلمانان چین اپنے ہموطنوں کے ساتھ جو کچھ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں، اور قومیت اور اتحاد چین کی عمارت کی تعمیر میں جتنا وہ حصہ لے سکتے ہیں یا مدد دے سکتے ہیں، لے رہے ہیں، اور دے رہے ہیں، کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ چینی قوم کی ترقی اور ان کی اپنی ترقی ہو اور ان کا تنزل اپنا تنزل ہے، اگر ان کا ملک آگے آگے ہے، تو وہ بھی آگے آگے ہونگے، اگر وطن پیچھے رہ گیا تو وہ بھی پیچھے رہ جائیں گے، غرض کہ مسلمانوں کی موت و حیات چین کی موت و حیات پر، اور ان کی بعث و فنا چینی قوم کی بقا و فنا پر منحصر ہے، مبارک ہیں وہ لوگ جو خواب غفلت سے جاگیں، اور رفتار زمانہ کے ساتھ چلیں، اور بد نصیب ہیں وہ لوگ جو زمانہ کی پکار کر سکر جواب نہ دیں!

## تیسرا باب

### چینی قوموں میں مسلمانوں کی حیثیت

۱۔ اقوامِ خمسہ میں چینی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ چین میں جو لوگ بتے ہیں وہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل سے

نہیں ہیں، بلکہ مختلف قوم اور مختلف نسل سے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۴۷ء میں مانچو خاندان کا خاتمہ ہوا اور نانکنگ میں جمہوری حکومت کا اعلان کیا گیا، تو اتحادی اقوام خمسہ، کانفرہ بلنڈیا گیا، اور سیاسی میدان میں اقوام خمسہ کے حقوق قانوناً اور اصولاً تسلیم کئے گئے، قارئین غالباً دریافت کریں گے کہ ان اقوام خمسہ میں کون کون لوگ شامل ہیں، ہاں اقوام خمسہ میں وہ لوگ شامل ہیں، جو ملک چین اور اس کے ملحقات میں رہتے ہیں، جن کے مجموعہ کا نام توپینی ہے لیکن ان میں تبتی، ہنگوئی، مانچو، مسلمان اور ہانتی شامل ہیں، عام طور پر ہانتی چینی کہلاتے ہیں، کیونکہ وہی چین کی سب سے پرانی قوم ہے، جو کسی زمانہ میں بحر اسود کے سواحل سے ہجرت کر کے چین میں آباد ہوئی ہے، مگر درحقیقت وہ صرف چینی قوم کا ایک جزو ہے چونکہ سرزمین چین میں ہانتی قوم کا تمدنی اثر زیادہ ہے، اور وہی اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں اس لئے باہر کے لوگ بھی ان کو چینی پکارتے ہیں، مگر جب وہ خود اپنے گروہ کے لوگوں سے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم "ہان زین" یعنی ہانتی ہیں،

جس طرح ہانتی چینی قوم کا ایک جزو ہیں، اسی طرح مسلمان بھی چینی قوم کا ایک جزو ہیں، جمہوریت چین میں ان کی خاص حیثیت ہے، مسلمان ہونے کی وجہ سے چینی قوموں کے مقابلہ میں ان کو خاص خصوصیت حاصل ہے، اگر یہ کہا جائے کہ انکو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں کچھ امتیازات حاصل ہیں تو یہ کوئی مبالغہ کی بات نہ ہوگی، اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانان چین اگرچہ غیر مسلموں کے ملک میں رہتے ہیں، جہاں بدھ پرستی اور اسلام پرستی کا چرچا ہے، مگر توحید ان کا ایمان ہے، ان کے نزدیک اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے، دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانان چین کا خون و نسل اور لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ اور خالص ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ اور مذہب کے لوگوں

لے ممکن ہے کہ یورپ کی اصطلاح میں "ہون" (Huns) کہتے ہوں،

سے مناکحت اور ازدواج کا رشتہ بہت کم قائم کرتے ہیں، وہ بھی بشرطیکہ منکوحہ مسلمہ ہو، اس لئے انکے خون میں غلط ملط ہونے کا کم احتمال ہے، خون و نسل کا تحفظ ایک ایسی خصوصیت ہے جس پر قومی امتیازات کی عمارت تعمیر ہوتی ہے، خون و نسل کا جذبہ ایک ایسا جذبہ ہے جس سے خواہ مخواہ غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے، چنانچہ چینی مسلمان اپنے متعلق سمجھتے ہیں کہ نحن فضل القوم بنیہم، جس کی وجہ سے لوگوں کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوتا ہے، اور یہیں سے مساوات کا احساس، قلب انسانی میں پیدا ہوتا ہے،

عبدستین (Zou Taofen) (۱۸۶۵-۱۹۲۷ء) سرزمین چین میں دو ہونہ (Hun) یعنی پانچ غیر مذہب نسلوں نے طوفان پیدا کر دیا تھا، جس کی وجہ سے چینی قوموں میں سخت تصادم ہو گیا، ہانسی قوم نے اپنے زہرہ اور پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے تلوار اٹھائی، اور چیننگ کو شا، کو اپنا سرور بنا یا، جو، لانگ یا لانگ، یا بادشاہ لانگ یا، کے لقب سے ملقب ہوا، اور اس مقام کو اپنی نسل کے لئے محفوظ کر لیا، اگر ہم اپنی نگاہیں چینی مسلمانوں کی طرف اٹھائیں تو دیکھیں گے کہ ان کی ناک بہت اونچی ہے، اون کے نزدیک دوسری قومیں میچ ہیں اور وہ نہایت حقارت کی نگاہ سے اون کو دیکھتے ہیں، اور اپنے تکبر کا سر آسمان تک اٹھاتے ہیں، شمالی اور مغربی چین کے مسلمانوں نے صدیوں سے اپنے حدود کو محفوظ کر رکھا ہے، اور اب تک وہ ان پر قابض ہیں، اگرچہ ان مقامات میں اور قومیں بھی آباد ہیں، مگر مسلمان ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، مسلمان اپنی بستیوں میں رہتے ہیں، اور غیر مسلم اپنی بستیوں میں، یہی وجہ ہے کہ شمالی اور مغربی چین میں مسلمانوں اور دیگر قوموں کے تعلقات شروع سے اچھے نہیں رہے، تاہم شائد ہے کہ وہاں بسا اوقات ان میں سخت تصادم ہوتا رہا ہے، اور اب تک مخالفانہ اور حسدانہ جذبہ لوگوں کے سینوں سے نہیں نکلا ہے، مگر زمانہ حاضر میں خصوصاً انقلاب چین کے بعد حکومت چین اور عوام اس کوشش میں ہیں کہ

مختلف نسلوں کو اتسا اور اتفاق کے رشتہ سے جوڑ دیا جائے، اور ان میں ہم آہنگی، مساوات اور  
اخوت پیدا کی جائے، کیونکہ چین کی ترقی اسی میں ہے، اور انسانیت کی ترقی بھی اسی میں ہے،

## ۲۔ مسلمان اور دیگر چینی اقوام،

ہائنی قوم ملک چین میں سب سے زیادہ مذہب اور تمدن قوم سمجھی جاتی ہے، ان کی تہذیب  
میں خاص کشش اور ان کے تمدن میں خاص جاذبہ ہے، جو غیروں کو اپنی طرف کھینچتا اور ان کو  
اپنی طرز معاشرت میں مدغم کر دیتا ہے، باوجود اس کے کہ انھوں نے کوئی خاص کوشش نہ کی کہ لوگوں  
کو اپنی تہذیب اور تمدن کے قبول کرنے پر آمادہ کریں، اور ان کو اپنے اندر غلط ملط کر دیں، مگر انکی  
تہذیب نے قانون فطرت کے مطابق لوگوں پر جو اثر ڈالا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، چین میں جو نسلیں  
رہتی تھیں، ان میں کوئی ایسی نہیں جو ہائنی کے تمدن اور تہذیب سے متاثر نہ ہوئی ہو، تاریخ بتلاتی ہے کہ اس  
قوم نے بہت سے قبیلوں اور نسلوں کو اپنے اندر مدغم کر دیا ہے، تلوار کے زور سے نہیں اور قوت کے  
زور سے بھی نہیں، بلکہ حسن معاشرت و حسن سلوک سے،

تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں چین میں "جوشی پائے" قوم تھی، اور نوین دسویں صدی میں  
لمتھا چین کے تمام وحشی قبائل ہائنی قوم میں جذب ہو گئے، ہائنی قوم کا گھوارہ  
جہاں تک چینی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، صرف دریائے زرد کے سوا اعلیٰ اور احاطہ پر تھا، لیکن دوسری  
قوموں کو اپنے اندر جذب کر کے چین کی سب سے بڑی اور ممتاز قوم بن گئی، ہائنی قوم کی قوت جاذبہ کا ہم  
اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہائنی قوم جس کو چین کی اقوام نے خاص اہمیت حاصل تھی، وہ بھی ان کی  
تہذیب اور تمدن کے گرداب میں غرق اور اسکی نسل میں مدغم ہو گئی،

تاریخ پر اگر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ ہائنی قوم زمانہ قدیم سے، سرزمین چین میں آباد ہے،

تہذیب اور شائستگی میں ان کی حیثیت ایسی ہے جیسی ہمد چاؤ (CHOW) میں قبائل توشین کی، یا ہمد ہان میں قبائل آئی لیو کی، یا ہمد سوی (SUI) میں قبائل موشیہ کی، یا ہمد سوگ میں کین کی تھی تو دن اولی اور وسطی میں انکی اپنی خاص تہذیب تھی جو ہانتی قوم کی تہذیب کی ہمسرتھی، موقع پارک ماچو نے، خاندان مینگ کا خاتمہ کر دیا، اور تخت چین پر قابض ہو گیا، حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ ہانتی اور دیگر قبیلوں اور نسلوں کو اپنے اندر مدغم کر لیا، لیکن نتیجہ اس کے خلاف نکلا، چین کے حاکم بنے، لکھنؤ میں سو سال بھی نہیں گزے تھے کہ وہ تخت حکمرانی سے گر کر ہانتی قوم کے محکوم بن گئے اور سولے اس کے ان کو مفر نہیں بلکہ ہانتی قوم میں جذب ہو جائیں تاکہ ان کو وہ حقوق حاصل ہو جائیں جو جوہریت چین کی طرف سے اور قوموں کو دیئے گئے ہیں، ان کی قومیت قبا ہو چکی ہے، انکی سکونت کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں ہے، آجکل وہ زمین جس کو ہم منچوریا کہتے ہیں، جاپانی اور چینی مہاجرین سے آباد ہے، مانچو قوم کے اگرچہ کچھ افراد اس میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ نہایت قلیل تعداد میں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مانچو قوم کے لوگ چین کے یہودی ہیں، جو حضرت علیہ السلام الذلہ والمسکنتہ کی صفت سے متصف ہیں، جس طرح یہودیوں کو اپنے ملک سے نکالا گیا تھا، اسی طرح انکو بھی منچوریا سے نکالا گیا، اور وہ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں!

اس میں شک نہیں کہ پوئی (PUYI) جو خاندان مانچو کا وارث ہے، جاپان کے زیر اثر منچوریا کو دوبارہ اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے یہودی قوم انگریزوں سے مدد لیکر فلسطین کو بیت الیہود بنانے کے لئے کوشش کرتی ہے، لیکن اگر وہ کامیاب بھی ہو گیا، تو اصلی مالک وہ نہ ہوگا، بلکہ جاپان ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ پوئی نہ ادھر کارہا اور نہ ادھر کا، وہ جاپان کا ہمسرتین ہو سکتا، بلکہ محکوم ہو سکتا ہے، وہ کسی چینی کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکو حق شہریت سے اس جرم کی بنا پر محروم کر دیا گیا ہے کہ اس نے چینی قوم اور حکومت

کے ساتھ غداری کی ہو، باقی رہے اس کے ہم نسل، تو وہ سب کے سب اسکو برا کہتے ہیں، اس نے نہ صرف اپنے آپ کو جاپانیوں کے ہاتھ بیچ دیا ہے، بلکہ اپنی پوری قوم کو ایسے حوالہ کرنا چاہتا ہے، فرزندِ بائو، کوریہ کی مثال دیکھ کر خوب سمجھتے ہیں کہ جاپان کے ماتحت رہ کر انکو کچھ نہ ملے گا، اس لئے بہتر ہے کہ چینوں کے ساتھ رہیں، کیونکہ وہ بھی چینی قوم کا ایک جز ہیں، ان کا چینی تہذیب تمدن کا اختیار کرنا ممکن ہے، لیکن جاپانیوں سے ان کا اتحاد قیاس سے بعید ہے،

### ۳۔ مسلمان آخر مسلمان ہی ہیں !

اب ہم مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اگرچہ ایک لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ چینوں میں بالکل ضم ہو چکے ہیں، لیکن دوسرے اعتبار سے دیکھئے تو باوجود غلط ملط ہونے کے مسلمان اور دیگر چینوں میں ایک میں فرق ہے، ہانسی تہذیب میں اگرچہ خاص کشش اور قوت جاذبہ ہے، اور وہ دوسری قوموں کو نہایت آسانی کے ساتھ اپنے اندر جذب اور مدغم کر سکتی ہے، لیکن ہزار سال کے امتزاج و اتحاد اور غلط ملط کے باوجود مسلمان مسلمان ہیں اور غیر مسلم غیر مسلم ! مسلمانوں پر ان کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا اور ان کو اپنی قومی خصوصیات کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ہے،

ایک ازدواج کو لے لیجئے مسلمانانِ چین اس میں بالکل اپنے آباء و اجداد کے دستور پر چلتے ہیں، وہ اپنی لڑکی کو کسی غیر مسلم کے نکاح میں ہرگز نہیں دے سکتے ہیں، ان کے مناکحت اور ازدواج کا دائرہ صرف مسلمانوں کی جماعت تک محدود ہے، زمانہ نے نئی نئی تشکیل اختیار کیں، سلطنت میں انقلاب ہوا، خیالات میں تبدیلی ہوئی، آداب و عادات میں بھی تغیر ہوا، لیکن مسلمانانِ چین میں ازدواج کا دستور وہی قائم رہا،

جواب سے ہزار سال قبل تھا، زمانہ قدیم سے لیکر آج تک اس میں بال برابر فرق نہیں ہوا، اس معاملہ میں وہ دوسری قوموں کی تقلید نہیں کرتے کہ جی چاہا کسی غیر قوم کی لڑکی سے شادی کر لی، اور جی چاہا اپنی لڑکی غیر مذہب کو دیدی، البتہ بعض مواقع پر مسلمانانِ چین اپنی عورتوں سے اس شرط پر شایان کر لیتے ہیں کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہوں لیکن ایسا شاذ نادار ہی ہوتا ہے،

مسلمانانِ چین کی قومی خصوصیات کے تحفظ کا دوسرا سبب، مذہب ہے، ان کے عقائد ایک ہونے کے وجہ سے، ان کے خیالات میں ہم آہنگی اور تناسب ہے، ان پر وہ اپنی قوم کی عمارت تعمیر کرتے ہیں، اور آپس میں محبت و اخوت کا رشتہ قائم کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ انھوں نے قومیت کے لئے کوئی کوشش نہیں کی، پھر بھی وہ ایک متحد قوم ہیں، عالمِ اسلامی میں مختلف قومیں سب سے زیادہ ان کی زبان، رسم و رواج، عادات و اخلاق ایک دوسرے سے جدا ہیں، لیکن ان کا مقصد ایک ہے، اس مقصد کے حاصل کرنے میں وہ سب متحد ہیں، مسلمانانِ چین ایک علیحدہ قوم اسی لئے سمجھے جاتے ہیں کہ مجموعی حیثیت سے ان میں بہت زیادہ اتفاق و اتحاد ہے، دوسری قوموں کے مقابلہ میں سب ایک جسم کے ہاتھ پاؤں بن جاتے ہیں، جس کی وجہ سے غیر قومیں نہ ان پر اپنا اثر ڈال سکتیں اور نہ ان کو فنا کر سکتیں، حکومت مایچونے ان پر اگرچہ کافی دباؤ ڈالا تھا، لیکن بحرِ غرضی تکلیف کے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی، مایچونہ ہو گئے، لیکن مسلمانانِ چین اب تک زندہ ہیں، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے،

عیسائیت کے داخل ہونے سے قبل چین کے عوام کی زبان پر اہل دین کے متعلق دو عام اصطلاحیں تھیں، (۱) دایچو، (دین عمومی) (۲) کے چو، (دین خصوصی) دایچو میں

بدعت، لامامت، اور ٹوٹمت (TOISM) شامل ہیں جن کے جتنے باشندے تھے، عام طور پر ان تین مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرتے تھے، لیکن کے حیو مسلمانوں کے لئے مخصوص تھا، کے حیو کا لفظ عزت و اخوت کا مترادف سمجھا جاتا تھا، کوئی مسلمان جب کسی غیر مسلم سے باتیں کرتا تھا تو ”مین“ یا ”ہم“ کے بجائے ”کچھو من“، یعنی اہل دین خصوصی استعمال کرتا تھا، اور مین اور ہم سے صرف ان لوگوں کو مخاطب کرتا تھا جو مسلمانوں کے ہم پل تھے، چونکہ چین کے مسلمان کسی مذہب کو اسلام کے برابر نہیں سمجھتے تھے، اسی لئے غیر مسلم ان کے نزدیک قابل تحارت تھے، اور ان کے سامنے مین یا ہم کا لفظ استعمال کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے، کیونکہ مسلمان کا ہم صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہو،

اس جذبہ اور احساس نے اگرچہ چینی قوم کی تعمیر میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، لیکن مسلمانوں کی خصوصیت کو محفوظ اور ان کی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے بڑا کام کیا، اگرچہ چینی مسلمانوں میں یہ جذبہ نہ تھا، تو وہ بھی ہانتی قوم میں مدغم ہو کر فنا ہو جاتے، اور آج کل ان کی ہستی اس سرزمین میں جہاں مسلمانوں نے کبھی اپنی حکومت قائم نہیں کی، بالکل نیست و نابود ہو جاتی، خدا کا شکر ہے کہ اسلام ایک ایسا رشتہ ہے، جو تمام افراد کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے، اس نے جس طرح چین کے تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں منسلک کر رکھا ہے، اس طرح تمام عالم اسلام کو بھی ایک دوسرے سے مربوط و متحد کر دیا ہے، اسلئے جب تک دنیا میں اسلام موجود ہے تب تک چین میں مسلمانوں کی بھی ہستی باقی رہے گی،

## دنیاوی امور میں مسلمانوں کی حیثیت

اب یہ دیکھنا ہے کہ مسلمانان چین کو اپنے اندر خاص خاص رسم و رواج کے جاری



رکھنے اور جذبہ مذہب کے احترام کرنے سے کیا کیا نقصانات برداشت کرنے پڑے، اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں، کہ ازدواج و مناکحت کے معاملہ میں وہ بہت زیادہ محتاط ہیں اور تکلفین و تدفین کے مسئلہ میں بھی وہ دیگر قوموں سے مختلف ہیں، وہ اسلامی رسم و دستور کے پابند ہیں، تنہا وہ اس پر قائم ہیں، اور اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے، اس پابندی اور احترام نے عام معاشرت پر کافی اثر ڈالا ہے، مسلمانوں کا ماحول اور رہے، اور غیر مسلموں کا ماحول اور جس کی وجہ سے بعض مقامات میں مسلمان اور غیر مسلمان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں، خصوصاً شمالی و مغربی چین میں، یہاں تفصیلی بحث کی گنجائش کم ہے، اسلئے ہم مسلمانان چین اور دیگر قوموں کے تعلقات کا ذکر کسی دوسری جگہ کے لئے اٹھا رکھتے ہیں،

مسلمانان چین اپنے خاص ماحول میں رہنے کی وجہ سے دنیاوی امور میں غیر قوموں سے کہیں پیچھے رہ گئے ہیں، عام طور پر بلکہ مجموعی طور پر ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صنعت و حرفت میں دوسروں کے ہمسر نہیں ہو سکتے، تجارت میں اگرچہ ان کا کافی حصہ ہے لیکن دوسروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، البتہ زراعت کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں، تو کسی سے آگے بھی نہیں ہیں، دیگر کاروبار میں یا تو ان کو جگہ نہیں مل سکتی یا خود اس میں جانا نہیں چاہتے، فوجی ملازمت میں ان کو بیشک امتیاز حاصل ہے، اور ان کی تعداد بھی کافی ہے، مگر حکومت ڈرتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قوت ان کے ہاتھ میں آجائے، بعد وہ بغاوت کر بیٹھیں، یا اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لیں، چنانچہ اخبار کے صفحات میں اکثر یہ بحث ہوتی رہتی ہے کہ آیا مسلمان جزون اور گورنروں کے دل صاف ہیں یا نہیں، اور وہ حکومت کے ساتھ خلوص رکھتے ہیں یا نہیں، خیر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ان شکوک کو جو غیر مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھ گئے تھے، جنرل ماچان شان (مہتمم چین)

نے دور کر دیا، اس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا، نہ وہ حکومت کا غدار تھا، اور نہ وہ میدان جنگ سے بھاگنے والا تھا،

غرض کہ مسلمانانِ چین اور قوموں کے مقابلہ میں اہل چین کے نزدیک ہر لحاظ سے قابلِ احترام ہیں، وہ ضرورت کے وقت ملک کے جان نثار فرزند ہوتے ہیں، اسلام کی بدولت ان کے اخلاق اور رون سے کہیں بہتر ہیں، اگر لوگ ان کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں، تو وہ بھی محبت سے پیش آتے ہیں، وہ کسی سے نہیں ڈرتے اور نہ لوگوں کو ڈراتے ہیں، زندگی کے بعض شعبوں میں اگرچہ ان کو امتیاز حاصل نہیں ہے تاہم ان کی زندگی ایسی نہیں ہے کہ قابلِ حقاقت و ذلت ہو، ان میں بلاشبہ مفلس بہت ہیں، لیکن متوسط درجہ لوگ اور مالدار بھی کافی ہیں، ان میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ وہ دوسری قوموں کے قرضدار نہیں ہوتے، وہ غریب ہیں مگر اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہیں، کسی کے دست نگر نہیں ہوتے،

مندرجہ بالا باتوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چینی قوم کی تعمیر میں حکومتِ چین مسلمانوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی، بلکہ ان کے ساتھ تعاون ضروری سمجھتی ہے، کیونکہ انہی قوم کے بعد مسلمانوں کا نمبر آتا ہے، ان کا اثر مانچو، تبتی، اور منگولی کے مقابل میں کہیں زیادہ ہے، شمالی و مغربی چین میں ان کا اقتدار ہے، مسلمانوں کو اپنے ساتھ رکھنے سے حکومت چین کو تقویت ہوتی ہے، کیونکہ نہ تو مانچو سپاہی ہیں نہ تبتی، اور نہ منگولی، ضرورت کے وقت خصوصاً لڑائیوں کے موقع پر انکو مسلمانوں ہی سے زیادہ مدد مل سکتی ہے، جان نثاری کا مادہ ان میں زیادہ ہے، اور جی تبتی جنگی ہیں، جزل چائینگ کا ٹی شیک سے وہ کسی طرح کم نہیں ہیں، مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے سے حکومت چین کے لئے ایک مصلحت یہ بھی ہو کہ وہ ان کے ذریعہ ممالک اسلام سے اپنے

تعلقات آسانی سے قائم رکھ سکتی ہو، موجودہ چین و جاپان کے معاملہ میں تمام ممالک اسلام کی ہمدردی چین کے ساتھ ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ عالم اسلام کے سیاسی حالات چین سے زیادہ بہتر نہیں ہیں، جس طرح چین سرمایہ داری اور ملوکیت کے پٹے میں گرفتار ہے، اسی طرح ممالک اسلام بھی، دوسرے اس وجہ سے کہ چین میں چار کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں، چین کے دب جانے سے وہاں کے مسلمان بھی دب جائیں گے، اس لئے ممالک اسلام چین کا ساتھ دیتے ہیں، حکومت چین کا فائدہ اور مصلحت بھی اسی میں ہے کہ وہ مسلمانوں کا دامن پکڑے، اور اسکو نہ چھوڑے، کیونکہ اس وقت وہ آزادی کی جدوجہد میں ہو، اسی سلسلہ میں مسلمانان چین سے مدد لینا اور ان سے تعاون کرنا اس کا ایک سیاسی فرض ہے، جس کے بغیر چین کا استقلال مکمل نہیں ہو سکتا، مسلمانان چین بھی یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ جنگ آزادی میں حتی الامکان حکومت کا ساتھ دیں، کیونکہ چین کی آزادی سے ممالک اسلام کو بڑی تقویت پہنچتی ہو، اور آزادی کی راہ میں جو مشکلات ہیں بہت جلد دور ہو سکتی ہیں۔

پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ مسلمانان چین اقوامِ خمسہ میں ایک علیحدہ قوم ہیں، اور مسلمان ہونے کی وجہ سے انھوں نے اپنے مذہبی خصوصیات کو باقی رکھا ہو، اگرچہ معاشرت میں وہ اور قوموں کے ساتھ ہیں، اور ان کو خاص امتیازات حاصل ہیں اور چین میں ہزار سال سے بے پتے چلے آتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کی ہستی فنا نہیں ہوئی، یہ خلاف ان کے دوسری قومیں ہوائی قوم میں مدغم ہو کر فنا ہو گئیں، اب سیاسی جدوجہد میں حکومت چین کو ان سے مدد لینا ہو، اس لئے ان کی حیثیت بہت اہم ہو گئی ہے، باوجودیکہ انھوں نے چین میں اپنی حکومت قائم نہیں کی، لیکن ان کا اثر و اقتدار حکومت اور عوام پر کافی ہے، ان کو چینی قوم کا ایک اہم عنصر سمجھا جاتا ہو، زمانہ حاضر میں اگر سیاسی نقطہ نظر سے دیکھے تو چین کی اقوامِ خمسہ میں ان کا

دوسرا نمبر ہے، آئندہ زمانہ میں ان کی حیثیت کیا ہوگی، اس کا دار و مدار اسلامی ممالک کے تعلق پر ہے، یعنی ممالک اسلام کی ترقی اور ان کی ترقی ہے اور ان کا تنزل، مسلمان چین کا تنزل ہے، ہر چیز اپنی اصلیت سے تعلق رکھتی ہو، اور مسلمانان چین کا تعلق بھی اپنی مرکزی جمعیت سے ہے،

## پہو تھا باب

### چینی مسلمانوں کی موجودہ پستی اور آئندہ عروج

ہم لکھ چکے ہیں کہ چین کی اقوام خمسہ میں مسلمانوں کی حیثیت مجموعی لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے، لیکن اگر چند خاص باتوں پر نظر ڈالی جائے تو مسلمانان چین اور قوموں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ پیچھے ہیں، ان کی اس پستی کا علاج، مسلم نوجوانان چین اپنا فرض سمجھتے ہیں، قبل اس کے کہ اس سلسلہ میں ہم کچھ بیان کریں، پستی کے اسباب سے قارئین کو آگاہ کر دینا ضروری ہے، چونکہ مسلمان ایک مقام پر نہیں بلکہ مختلف مقامات پر رہتے ہیں، اسلئے ان کی پستی کے اسباب مختلف ہیں، اس امر کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم تمام چین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، ایک تو شمالی و مغربی چین، اور دوسرا اندرونی چین، اب دیکھئے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کی پستی کے اسباب کیا ہیں،

(الف) شمالی و مغربی چین میں پستی کے اسباب

۱۔ سیاسی نظام،

شمالی و مغربی چین چینی مسلمانوں کا گہوارہ ہے، صرف ایک ہی صوبہ سین کیانگ

مین ۲۵۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں اس صوبہ کے باشندوں میں ۹۵ فیصدی مسلمان اور باقی دیگر اقوام ہیں، اس صوبہ کا رقبہ تقریباً سات ہزار مربع میل ہے، حکومت چین کے مرکز سے زیادہ دور رہنے سے وہاں کی سیاسی اور معاشی تربیت اچھی طرح نہیں ہو سکی، چین میں انقلاب کے بعد مسلسل خانہ جنگی اور اندرونی نظام سیاست اور معیشت میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کی وجہ سے یہ صوبہ بالکل اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا، مانچو کے عہد میں اس میں بھی فتنہ و فساد پھیلنا ہوا تھا، اور امن و امان کے دن اس صوبہ کے باشندوں کو بہت کم نصیب ہوتے تھے، مسلمان خاص طور پر ملوکیت اور استبداد کے پیچھے مین دبے ہوئے تھے، مگر وہ سخت جان تھے، کہ باوجود حکام کے مظالم اور عمال کی بدسلوکی کے اب تک زندہ ہیں، بعض شاہی افسروں کی رائے تھی کہ اس سرزمین کا انتظام چونکہ ان کے بس کی بات نہیں ہو، اس لئے اس کا انتظام حکومت چین کے انتظام سے خارج کر دیا جائے، اس بنا پر روس اور برطانیہ میں حسد پیدا ہو گیا، روس چاہتا تھا کہ اس پر اپنا سکہ جمائے، اور انگریز چاہتے تھے کہ اپنا جھنڈا لہرائیں، مگر لی ہونگ چانگ (LI HUNCHANG) جو شاہ کوآنک شو (۱۹۰۹-۱۹۴۵-م) کا وزیر تھا، اس خیال سے متفق نہ ہوا، اس کی کوشش سے سین کیانگ کو ایک ماتحت صوبہ بنا دیا گیا، اور اس کا انتظام بھی دیگر صوبوں کی طرح کر دیا گیا، اس وقت سے سین کیانگ کے بذات خود استقلال کا خاتمہ ہو گیا۔

انقلاب کے بعد جمہوریت چین نے بھی اس کو اپنے صوبوں میں شامل رکھا، اگرچہ وہ صوبہ کے نام سے موسوم ہے، لیکن حقیقت میں صرف سیاسی انتظامات میں وہ حکومت نانکنگ کے ماتحت ہے، دیگر معاملات میں خود مختار ہے، اگر اس کو قسمت خاص (SPECIAL DIVISION) کہا جائے (جیسے شنگھائی ٹیان ٹسن وغیرہ ہیں)

تو قسمت خاص کے جو شرائط ہیں، اس میں مفقود ہیں، یہی وجہ ہے کہ سین کیا ناگ کے مسلمان اگرچہ یہ جانتے ہیں کہ وہ حکومت چین کی رعایا ہیں، لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ ان کے اور حکومت کے درمیان کیا تعلق ہے، ان کے حقوق حکومت پر کیا ہیں، اور حکومت کے حقوق ان پر کیا ہیں، وہ اندرونی چین کے باشندوں سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں، اس کے برخلاف وہ بیرونی ممالک کے ساتھ معاملات اور تعلقات قائم کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل ان کے لئے مضر اور حکومت چین کے لئے خطرناک ہے، شمالی و مشرقی چین اس وقت میدان جنگ بنا ہوا ہے، اور شمالی مغربی چین عنقریب میدان جنگ بنانے والا ہے،

## ۲۔ صوبہ سین کیا ناگ کی بین الاقوامی حیثیت

سین کیا ناگ مسلمانان چین سے گہرا تعلق رکھتا ہے، اس تعلق کی اہمیت سمجھنے کے لئے یہاں ہم سین کیا ناگ کے متعلق مختلف حیثیت سے بحث کرتے ہیں،

سب سے پہلے ہم اس پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس صوبہ کو بین الاقوامی تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے، سین کیا ناگ کے سیاسی حالات تقریباً ہر شخص جانتا ہے، کہ نہایت ناقابلِ طمینان ہیں، اور کسی نہ کسی وقت اس کی حکومت چین کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ہے، یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں ہے کہ بیرونی منگولیا پر روس کا اثر ہے، اور تربت کا اکثر حصہ انگریزوں کے قبضے میں آگیا ہے، اور سین کیا ناگ روس اور انگریز دونوں کے زیر اثر ہے، کیونکہ یہ پامیر سے بہت قریب ہے، پامیر سے ملا ہوا ایران، افغانستان اور ہندوستان ہے جن پر انگریزی اثر حاوی ہو، ان کے باشندوں کے مذہباً مسلمان ہونے کی وجہ سے رسم و رواج بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں، انگریز اس سے فائدہ اٹھا کر ”اتحاد اسلام“ کا نعرہ بلند کرتا ہے، جس سے

مذہب کے نام سے سیاسی اقتدار کا حاصل کرنا مقصود ہے، انگریز اتحاد اسلام کی آواز سے شمالی  
 و مغربی چین کے مسلمانوں کی دھجی کرتا ہوتا کہ وہ وہاں اپنا اثر جاسے سین کیا رنگ کے مسلمانوں  
 میں مذہبیت زیادہ ہے، اُن کی مذہبیت وطنیت پر غالب ہو، وہ جہالت اور تعصب  
 کی وجہ سے مذہب اور وطن کا تعلق نہیں سمجھ سکتے، اور نہایت آسانی سے انگریزوں کے  
 دام میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اگر اس وقت ان کو کوئی ایسا رہنما نہ ملا جو ان کو وطنیت کی  
 سیدھی راہ پر لیجائے، تو ٹیان شان کے شمال کے مسلمان ضرور غلامی کے گرداب میں غرق  
 ہو جائیں گے، نہ صرف انگریزوں نے وہاں اپنی ملوکیت کا دام بھیا رکھا ہے، بلکہ روس  
 کی آنکھیں بھی برابر اس پر لگی رہتی ہیں، وہ وسائل و ذرائع سے اس پر اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے،  
 روس کو چونکہ مشرقی سمندر میں کوئی نمایاں جگہ نہیں ملی، اور بحر اسود میں اس کا اثر کم ہے، اس لئے  
 وہاں اس کو جو خسارہ ہوا اسے وہ مشرق جنوب کے وسیع میدان سے پورے کرنا چاہتا ہوا  
 چین کے شمالی و مغربی علاقے، اکثر اکی گلد بانوں کے لئے اچھی چراگاہیں ہیں، اس نے اپنا اثر  
 چین پر ڈالنے کے لئے دریائے اترش کے جنوبی کنارہ پر اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے، سین کیا رنگ  
 چین کا ایک دور افتادہ صوبہ ہے، آمدورفت کی دشواری سے حکومت چین کا وہاں بہت کم  
 اثر ہے، اس اعتبار سے یہ قیاس کرنا غلط نہ ہوگا کہ یہ کچھ دنوں میں دوسرا بیرونی منگولیہ بن جائیگا  
 اگر حکومت چین نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور ایسی تدبیر اختیار نہ کی کہ وہاں کے پورے  
 انتظامات اپنے ہاتھ میں کر لے تو وہ دن بہت دور نہیں ہے جب کہ وہ اپنی بدقسمتی اور  
 بد بختی پر روئنگی، اور جس طرح پختوریہ کو جاپانیوں نے غصب کر لیا اسی طرح روس اس کو اپنے  
 قبضہ میں کر لے گا،

### ۳۔ معاشی حالات،

دوسری قابل غور بات ان کے معاشی حالات میں، ہمیں کیا ٹانگ میں مادی دولت بہت کافی ہے، ہر قسم کی چیز وہاں پائی جاتی ہے، اس زمین میں معدنیات کا خزانہ رہا ہو، لیکن قدیم دستور کی پابندی کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کی معاشی حالت بہت قابلِ غم ہے، ان میں نہ صرف صنف و حرفت بالکل مفقود ہے، بلکہ زراعت بھی نہیں ہے، انکی زندگی بالکل چرواہوں کی سی ہے، زراعتی نہیں ہے، اگر تجارت کا ذکر کیا جائے تو وہ اور بھی زیادہ قابلِ رحم ہیں، اس سے قبل جو لوگ یہاں کاروبار کرتے تھے، وہ صوبہ سنسی، ہانان اور تیان شین کے تھے، کچھ لوگ ہونان اور ہوپے سے بھی آتے تھے، بڑی تجارت ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی، دیسی باشندوں میں صرف معمولی اور چھوٹے کاروبار تھے، جن سے وہ مشکل سے اپنی زندگی گزار سکتے تھے، موجودہ زمانہ میں وہاں کی حالت اور زیادہ برتر ہو گئی، حکومت چین کی بیرونی پالیسی ہر جگہ ناکام ثابت ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے معاملات میں اس کے اختیارات بہت کم رہ گئے، اس کی نقل و حرکت ہر جگہ محدود ہو گئی، اور قدم قدم پر اس پر پابندی عائد کر دی گئی، یہاں تک کہ سین کیا ٹانگ پر اجنبیوں نے اپنا تسلط جمادیا، اور ان کا اقتدار حکومت چین سے کہیں زیادہ ہو گیا، اجنبیوں نے وہاں پہنچ کر ہر ممکن ذریعہ سے اپنی تجارتی منڈی قائم کی اور چینی تاجروں کو محروم کر دیا، بیوقوف دیسی باشندے اپنے قدیم رسم و رواج اور عادات اطوار پر سختی سے قائم رہے، اور اس سے ایک انچ ہٹنے پر رضی نہ ہوئے، جس کی وجہ سے وہ زندگی کی معاشی مسابقت میں بہت پیچھے رہ گئے، مزید برآں، بیرونی منگولیکہ میں روس اپنا اقتدار قائم کر چکا تھا، وہاں کے



چینی تاجرون پر بے ظلم کئے گئے، ان کی جائیداد منقولہ وغیرہ سب ضبط کر لی گئی، پہلے جو بڑے بڑے تاجر تھے، اب وہ نان شنہ کے محتاج ہو گئے، اور پہلے جو زمین دار تھے اب منفلوک الحال ہو گئے، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس کو پروگنڈے کے پردہ میں نہیں چھپایا جاسکتا، یہ ایک دکھتی ہوئی آگ ہے جس کے شعلوں کو کاغذ کے اندر نہیں دبایا جاسکتا، غربت و مفلسی شمالی چین میں پھیلی ہوئی ہے، تباہی و بربادی کے آثار ہر طرف ظاہر ہیں، ایسی فضا اور ایسا ماحول میں سین کیا نگ کے باشندوں کا کیا حال ہوگا، ملک الموت ان کے سامنے ہے، اور صرف موت ان کے لئے آغوش کھولے ہوئے کھڑی ہے، ایسی حالت میں بحر اس کے نجات کی اور کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ خود جہد و جہد کریں، اور اس ہلاکت اور تباہی سے اپنے کو بچائیں اور حکومت چین کی مدد سے وہاں کے انتظامات کی تجدید کریں، شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کی نجات صرف اسی میں ہے کہ وہ زمانہ کے ساتھ چلیں، اور زمانہ کی گردش کے ساتھ حرکت کریں، جدید ایجادات سے فائدہ اٹھائیں، اور نئی اختراعات سے کام لیں، سین کیا نگ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں کچھ صنعت و حرفت ضرور ہے، لیکن آمد و رفت کی دشواری سے اس کو ترقی نہیں دی جاسکتی، اور اندرونی پیداوار سے وہ زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، روس سیریا ریلوے کے ذریعہ سے وہاں کی تمام اشیاء خام کو اپنے ملک میں کھینچ لجاتا ہے، اور ان سے مصنوعات تیار کر کے سین کیا نگ میں بیچتا ہے، انسان کا ہاتھ مشین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، گدھے اور خر کی رفتار اور تیرن کی رفتار میں کوئی نسبت نہیں ہے، چین کی پیداوار اہل چین کے لئے بیکار ہے، مگر روس ان کو لجاتا ہے اور مصنوعات تیار کر کے خوب کھاتا ہے،

زرعی پیداوار کے علاوہ جانور بھی باشندگان سین کیا نگ کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہیں،

ان کی زندگی کا اس پر دار و مدار ہے، لیکن وہ بھی اس کے تنہا مالک نہیں ہیں بلکہ روس اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

سین کیا ناگ کا معدنی ذخیرہ بہت کافی ہے لیکن اہل چین اسے نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے، انگریز ماہرین معدنیات جو وہاں گئے ہیں، اور وہاں کے حالات کی تحقیق کی ہو وہ کہتے ہیں کہ دنیا سے معدنیات میں سین کیا ناگ کو کافی اہمیت حاصل ہے، چاندی اور سونا اور پٹرول کا خزانہ اس میں دفن ہے، تمام دولت کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی ہیں یہ کہنا بیکار ہے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہیں ہو، ان کی معاش کے ذرائع تو ان کے سامنے ہیں، لیکن ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں اور انکو اپنے قبضہ میں کر لیں حقیقت یہ ہے کہ انکو کوئی رہنما نہیں ملتا، جو ان کو ہدایت کرے کہ کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے، اور ان کو یہ سمجھائے کہ کس طرح دنیا کی رفتار کا ساتھ دینا چاہیے،

### ۴۔ تعلیم،

ان کے معاشی حالات بیان کرنے کے بعد ہم کو ان کی تعلیم کے متعلق بھی کچھ کہنا ہوگا۔ چین کے تعلیمی حالات اگر مجموعی حیثیت سے دیکھے، تو یہ صاف نظر آئے گا کہ شمالی و مغربی چین کے حالات زیادہ افسوسناک ہیں، شمال و مغرب قریب کے باشندے تعلیمی معاملات میں اگرچہ اور صوبوں کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن دور افتادہ مقاموں میں کہیں زیادہ پیچھے ہیں، شمالی و مغربی چین میں مسلمانوں کا کوئی خاص تعلیمی مرکز نہیں ہے، مختلف قوموں اور نسلوں کے آباد ہونے سے ان کی زبانیں اور بولیاں بھی مختلف ہیں، جنوبی تیان شان کے باشندوں میں مذہبی لسانی اور رسمی اتحاد ضرور ہے، جو بیرونی ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ

تعلقات کا نتیجہ ہے، اس کی وجہ سے ان کی معاشرت اور تہذیب و تمدن میں بھی بہت کچھ ہم رنگی ہے لیکن شمال تیان شان میں کچھ اور ہی رنگ ہے، یہاں کے باشندے صرف ابتدائی (PRIMARY) زندگی سے آشنائیں، قریب کے منگولی نسلوں میں کچھ لوگ کالنفوش کے متفقہ پائے جاتے ہیں، وہ ان کو کالنفوش کا فلسفہ پڑھاتے ہیں، جس کو نہ وہ خود سمجھتے ہیں اور نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں،

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان میں تعلیم کا بالکل انتظام نہیں، ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ شمال مغربی چین کے باشندوں میں اسلئے جمود چھایا ہوا ہے کہ آمدورفت کے ذرائع کم ہونے کی وجہ سے ان کو مذہب دنیا سے ملنے جلنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے، لیکن حقیقت ایسا نہیں، تعلیم کی کمی کو جمود کا اصلی سبب سمجھنا چاہئے، ایسی حالت میں کہ تعلیم کا چرچا ان میں نہیں ہے، انکو کس طرح سمجھایا جائے، کہ قوم اور وطن کیا چیز ہے، جہالت کی وجہ سے قوت تمیز ان میں بہت کم ہوتی ہو، عائشی منافع سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں، اور غیروں کے آلہ کار بنکر اپنی زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں، ان حالات کو محسوس کرتے ہوئے، مجبوراً ہم خود آہ سرد کھینچتے ہیں، ماوران کے متعلق افسوس ظاہر کرتے ہیں،

ان کے لئے کسی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ابتدائی اور عمومی تعلیم ان کیلئے کافی ہے، اگر یہ بات ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ وہ بھی چین کے باشندے ہیں، اور چینی قوم کا ایک جز ہیں، تو وہ اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہیں، ماوراپنی اجتماعی زندگی کو تباہ ہوں اور بربادیوں سے بچا سکتے ہیں، جب حکومت چین نے بتیوں اور منگولیوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ کی ہے، اور ان کے لئے خاص درس گاہیں قائم کی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بھی کچھ انتظام نہ کرے، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں

میں سے کسی نے اس کا مطالبہ نہیں کیا جس کی وجہ سے حکومت کو اس طرف توجہ نہ ہوئی، اب سنا ہے کہ مکین میں ایک ایسا مدرسہ قائم کیا گیا ہے جو شمالی اور مغربی باشندوں کے لئے مخصوص ہے اور ٹافوسہانگ جو ایک نامور مسلم جنرل اور حکومت نانکینگ کے رکن ہیں، خاص طور پر اس طرف توجہ فرما رہے ہیں، اور مسلمانوں کی تعلیم میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں، خدا کرے اور ان کی یہ کوشش کامیاب ہو، اور شمالی و مغربی مسلمانوں کے لئے زندگی کی ایک نئی راہ نکل آئے،

## ۵۔ آمدورفت،

شمالی و مغربی چین کے متعلق چوتھی چیز جس کو ہمیں بیان کرنا ہے، وہ وہاں کی آمدورفت ہے، پہاڑی علاقے ہیں، اور پہاڑوں کے اندر وسیع صحار بھی ہے، مسافر یا قبیلے سے جاتے ہیں یا اونٹ سے یا پیدل، سفر دشوار اور نقل و حرکت مشکل، یہی وجہ ہے کہ وہاں کے باشندوں نے تقریباً اپنے سارے تعلقات اندرونی چین سے منقطع کر لئے ہیں، یہاں نہ تو داخلی نظم و نسق کا کوئی خاص انتظام ہے، اور نہ خارجی حملوں کی مدافعت کا کوئی خاص اہتمام ہے، ایسی حالت میں بیرونی قوتوں کو اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دینا نہیں ہے، تو اور کیا ہے، اگر روس یا انگلینڈ اگر اس پر قبضہ کر لیں، تو چین کی کیا مجال ہے کہ ان کو وہاں سے نکال سکے، چین صرف یہ شکایت کرتا ہے کہ بیرونی قوت اس کے اندرونی انتظامات میں مداخلت کرتی ہے، لیکن یہ اپنی غفلت کا تصور ہے، اگر شمالی و مغربی چین میں شاہراہ نکال دی جائے، اور سڑکیں تعمیر کی جائیں، تو وہاں کی حالت فوراً بدل جائے، اور وہاں کے مردہ باشندے زندہ قوموں کے زندہ افراد بن جائیں، اگر آمدورفت میں آسانی پیدا ہو جائے تو اندرونی چین کے تعلیم یافتہ مسلمان وہاں جاسکتے ہیں،

۱۷۔ یہ نامور چینی مسلم قائد اگست ۱۹۳۲ء میں انتقال کر گئے،

اور ان کو زندگی کی ضروریات سے آگاہ کر سکتے ہیں، اور ان کو حکومت چین سے اتحاد کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں، اور اس طرح وہ شمال و مغرب میں بیرونی قوتوں کی مدافعت کر سکتے ہیں حکومت چین کو مطلقاً اسکی فکر نہیں کہ وہ ان فوج بھیجی جائے یا خزانہ سے اون کے لئے کچھ رقم منظور کی جائے،

یہ ایک سوال ہے کہ شمالی و مغربی چین مستقبل قریب میں کسی غیر کے ہاتھ میں چلا جائے گا؟ اگر حکومت چین اسے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی ہے، تو وہ ان کے باشندوں کے لئے تعلیم کا خاص انتظام کرے، اور آمد و رفت کے لئے آسانیاں بہم پہنچائے، ورنہ وہ یا تو روس کے ہاتھ میں چلا جائیگا، یا انگریز اس پر قابض ہو جائیں گے، خیر شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہوگا زمانہ ہمیں خود بتا دے گا لیکن بہت ممکن ہے کہ اندرونی چین کے مسلمان خود ہمت کر کے اٹھیں، اور انکو قعر ہمالیہ سے نکال کر باہم علم و ترقی پر پہنچا دیں، اور انکو اپنے ساتھ لیکر جہاد زندگی کی راہ پر گامزن ہوں، تاکہ دوش بدوش آزادی کی ہوا کھائیں اور حریت کی نعمت سے لطف اندوز ہوں،

## (ب) اندرونی چین میں،

### ۱۔ عام حالات،

اس میں شک نہیں کہ اندرونی چین کے مسلمانوں کے حالات شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں، لیکن اگر انہی قوم سے ان کا مقابلہ کیا جائے، تو ایک بین فرق نظر آئے گا، تعلیم میں، صفت و حرفت میں، معیشت و تجارت میں، مسلمان ان سے بہت پیچھے ہیں، لیکن باوجود اس کمزوری و پستی کے وہ ہرگز اس کا اعتراف نہ کریں گے، کہ وہ

کسی سے پیچھے ہیں، اور لوگوں سے کمزور ہیں، اور وہ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے رات دن کوشش کرتے ہیں، اور مسلسل جدوجہد جاری رکھتے ہیں تاکہ ان کی حالت بہتر ہو جائے، اور وہ زندگی کے تمام شعبوں میں لوگوں کے دوش بدوش چل سکیں، یہ ایک خاص صفت ہے جو مسلمانانِ چین میں پائی جاتی ہے، ان کے بازو کمزور ہیں، مگر ان کے دل زندہ ہیں، شکست کھاتے ہیں لیکن ہمت نہیں ہارتے،

بپتو کے زمانہ میں مسلمان نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، اور حکام و عمال ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک نہیں کرتے تھے، ان کو سیاسی حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا، اور ہر طرح سے ان کو دبانے کی کوشش کی جاتی تھی، ان کی تجارت بھی ممنوع تھی، اور تعلیم کا موقع بھی ان کو نہیں ملتا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہانسی کے ہمسر نہیں ہو سکتے، جمہوریت کے قائم ہونے کے بعد سیاسی میدان میں ان کو قانوناً مساوی حیثیت حاصل ہو گئی، اس لئے ان کے حالات بھی روز بروز درست ہونے لگے، لیکن پھر بھی وہ ہانسی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس وقت ان کو جو کچھ کرنا ہے وہ صرف کوشش اور جدوجہد ہے، اس کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کر کے کامیاب ہونے کی بہت کم توقع ہے، انھیں اسلام کو اپنے لئے شمعِ ہدایت بنانا پڑیگا، اور قومیت کے سہارے سے اپنی زندگی کی راہ میں چلنا ہوگا، کیونکہ قومیت سے بے نیاز رہنے سے ان کو دنیاوی خسارہ ہوگا، اور اسلام کو ہاتھ سے دیدینے سے ان کی زندگی تباہ ہو جائیگی، اس سلسلہ میں ان کو مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ کرنا پڑیگی،

(۱) رہنمائی تلاش، (۲) دینی اور دنیاوی تعلیم میں ہم آہنگی، (۳) سیاسی میدان میں مسلمانوں کا متحدہ عمل (۴) اپنی پوزیشن سے آشنا ہونا،

## ۲۔ ان میں رہبر نہیں ہیں ،

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ چینی مسلمانوں میں کبھی کوئی ایسا شخص نہیں پیدا ہوا جو انکی رہنمائی کر سکے، نہ دینی امور کے لئے کوئی مُصلح ہے، اور نہ سیاسی معاملات میں کوئی لیڈر ہے، موجودہ زمانہ میں چین میں سیاسی مدد و جزر اس طریقہ سے ہو رہا ہے جس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، اور ممالک اسلام کے حالات اس طرح سے متغیر ہو رہے ہیں کہ یہ سمجھنا نہایت دشوار ہے کہ آیا وہ حقیقت میں مطمئن ہیں یا مضطرب، عوام کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکی خیالات چین میں خوب پھیل رہے ہیں حکومت کی روش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکیت ایک ناقابل قبول خیال ہے، اور ایک لمحہ کے لئے وہ اسکو چین میں رہنے نہیں دینا چاہتی، ممالک اسلام میں کبھی ادھر شور و رش ہے اور کبھی ادھر بے چینی، کبھی یہ خبر آرہی ہے کہ فلان ملک میں ترقی ہو رہی ہے، اور کبھی یہ آواز پہنچتی ہے کہ فلان ملک کی حکومت ہاتھ سے نکل گئی، ایسی حالت میں اور ایسے زمانہ میں پیارے چینی مسلمان جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ سیاست اور مذہب میں کیا تعلق ہو، اور جن کو یہ علم بھی نہیں کہ اصلاح دینا، اصلاح دین ہی پر منحصر ہے، کیا طرز عمل اختیار کریں، اگر صرف سیاست میں حصہ لیں تو دینی کام کون کریگا، اگر صرف دینی معاملہ کی طرف توجہ کریں، تو دنیا میں کیسے زندہ رہیں گے، یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو قابل غور ہے، اصلی دشواری یہ ہے کہ مسلمانان چین کو کوئی ایسا رہبر نہیں ملتا جو دینی اور سیاسی دونوں معاملوں میں اذن کی رہنمائی کرے، ایسا رہبران کو پیدا کرنا پڑیگا، یا انھیں تلاش کرنا ہوگا، اگر صحیح رہبر اذن کو مل گیا، تو اس وقت آپ دکھیں گے کہ وہ منزل کے نشیب سے اٹھکر ترقی کی بلندی پر پہنچ جائیگے، اور سرزمین چین میں اپنا سکہ بٹھا دیں گے،

### ۳۔ دینی اور دنیاوی تعلیم میں بے تعلقی،

مسلمانان چین کو اپنے حالات درست کرنے کے لئے دوسرا ضروری کام یہ کرنا ہے کہ دینی اور دنیاوی معاملات میں ایسا تناسب رکھیں، جو ایک دوسرے کے فائدے کے منافی نہ ہو، یا یوں کہئے کہ جو دینی تعلیم پاتے ہیں، ان کو دنیاوی امور سے بھی واقف کر دیں، اور جو دنیاوی تعلیم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ان کو دینی تعلیم سے بے بہرہ نہ رہنے دین چاہیے مسلمانوں کی بستی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جدا جدا انتظام ہے، اور ان میں بالکل بے تعلقی ہے، دینی مدرسہ میں ایسی کتاب نہیں پڑھائی جاتی جو دنیاوی امور سے متعلق ہو، اور دنیاوی مدرسہ میں کوئی ایسی کتاب نہیں مل سکتی جو دینی امور سے متعلق ہو، الغرض ان میں مطلق تضاد ہے، ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں، یہ بات نہایت مضحکہ خیز ہے کہ وہاں کے آہون (AHONG) دینی فرائض کے ٹھیکہ دار ہیں، مذہبی رسوم ان کے ذریعہ سے انجام پاتے ہیں، لیکن اور کاموں سے انھیں کوئی واسطہ نہیں، ان کا کام صرف فاتحہ خوانی، دعا کرنا، توبہ لکھنا، جنازہ پڑھانا، نماز کی امامت کرنا، نکاح پڑھانا، اور مقبروں کی زیارت کرنا، اور مرغ، گائے، اور بکری، وغیرہ ذبح کرنا ہے!

چین کے آہون (مولانا) دنیاوی امور سے بالکل نا آشنا ہیں، عقل ان میں ہے مگر اس پر مہر لگی ہوئی ہے، سمجھ ہے، مگر اس سے کام نہیں لیتے، جاہل تو نہیں، مگر جاہل الحق اور مقلد ضرور ہیں، ایسے لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے، کہ وہ دینی تعلیم و ترقی کی راہ میں لوگوں کی ہدایت کریں گے، ایک طرف تو یہ حال ہے، دوسری طرف دنیاوی امور کے جو ماہرین ہیں، وہ اپنے دھن میں لگے ہوئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی کام سے ان کو بالکل واسطہ نہیں ہے،



ان کو رہنے کے لئے گھر پہننے کے لئے کپڑے، کھانے کے لئے اجناس اور اشیاء و رنج و غم میں شریک ہونے کے لئے بیوی، اور میر و تفریح کے لئے بچے ملین، پس یہی انکا مقصد زندگی ہے، انکے علاوہ وہ اور کسی چیز سے سروکار نہیں رکھتے، مسلمانانِ چین میں ایسے حالات جو پیدا ہو گئے ہیں، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دنیاوی اور دینی تعلیم میں ہم آہنگی اور تناسب نہیں ہو، ورنہ ان کی زندگی ہر لحاظ سے قابلِ اطمینان ہو جاتی،

### ۴۔ مسلمانانِ چین کی پوزیشن،

چین کے مسلمانوں میں عقائد کی یکسانی کی وجہ سے اگرچہ مذہبی اتحاد ہے، لیکن سیاسی حیثیت سے ان میں کوئی خاص روح نہیں ہے جو ان کو ایک ٹیڑی میں منسلک کر دے، بعض مسلم افراد کو حکومتِ چین میں نمایاں حیثیت حاصل ہو، مگر وہ جو کچھ کہتے ہیں اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے کچھ نہیں کرتے، اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چین کے مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو مسلمانوں کے مفاد کے لئے مجموعی حیثیت سے ملکی قانون کی بنیاد پر جدوجہد کرے، سیاسی جماعتوں میں اگرچہ ”جو چین ہوئی“ (انجمن ترقی و اتحاد) اور ”ہوئی چو کون ہوئی“ (مسلم لیگ) اور ”ہوئی چیو ٹینگ نیان ہوئی“ (انجمن مسلم نوجوانانِ چین) وغیرہ موجود ہیں، لیکن منظم شکل میں نہیں ہیں، بلکہ صرف برائے نام ہیں، ان سے کسی کام کی توقع نہیں ہو سکتی، اس میں کوئی منظم اور متحدہ انجمن نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ کے مسلمان دوسری جگہ کے مسلمانوں سے بے تعلق رہتے ہیں، مشرق کی خبر مغرب میں اور شمال کی خبر جنوب میں نہیں پہنچتی ہیں، وجہ ہے کہ سوشل اور پولیٹیکل تحریکوں میں اگرچہ مسلم افراد کا کافی حصہ ہے، لیکن مسلم جماعت کا کوئی حصہ نہیں ہوا اور کوئی متحدہ نظام عمل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی خاص پوزیشن نہیں رکھتے،

نہ وہ قوم وطن کے لئے کوئی متحدہ خدمت پیش کر سکتے ہیں، اور نہ مذہب و ملت کے لئے کوئی متحدہ روح پیدا کر سکتے ہیں، یہ ایک کمی ہے جس نے وہاں کے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا ہے، چین کے مسلمان اگر جماعت کی حیثیت سے ملک کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً کوئی مفید کام کرنا چاہیں، تو بغیر ایک ایسی منظم جماعت کے جس کا مقصد دینی اور ملکی اصلاح ہو کامیاب ہونا بہت دشوار ہے، مسلمانوں کی خدمت اس وقت اہل چین کے نزدیک قابل قدر ہوگی جبکہ وہ جماعتی حیثیت سے کوئی کام کریں گے، ان کی وقعت اسی میں ہو، اور ان کی عزت بھی اسی میں ہے،

اپنی موجودہ پوزیشن سے ناآشکار ہر مسلمانان چین ترقی نہیں کر سکتے، اور مذہبی جذبہ کی وجہ سے، سوشل تحریک میں شریک نہ ہونا، ان کے لئے نقصان عظیم کا باعث ہے، ان کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ چینی مسلمان ہیں، اور چینی مسلمان چینی قوم کا ایک جزو ہیں، بیشک وہ اسلام کے معتقد ہیں، اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں، لیکن ان کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ترکی ان کی مدد کرے گا، یا افغانستان ان کی دست گیری کرے گا، یا اور کوئی اسلامی سلطنت ان کا ساتھ دے گی، بالفاظ دیگر مسلمانوں کو چین میں جو حقوق ملین گئے، اور جو امتیازات حاصل ہو گئے، وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ چینی قوم ہونے کی حیثیت سے حاصل ہو گئے، ان کو چین میں جینا اور مرنا ہے، ان کو اس میں رہنا اور سنا ہے، ان کو دیگر قوموں کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا، اور دیگر قوموں کو بھی ان سے مدد ملنی ہوگی، ان کے اندر جو خرابیاں ہیں، مثلاً سیاسی بے چینی، تعلیم کی کمی، معاشی اضطراب، ملکیت کا دباؤ، عسکریت کا ظلم، اجتماعی بد امنی وغیرہ ہے ان سب کو دیگر قوموں کے ساتھ مل کر دور کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، اور متحدہ قوت سے تعمیری کاموں کو انجام دینا ہوگا، اگر وہ یہ روش اختیار کریں، تو وہ دن دور نہیں کہ چین کی ملکی آزادی

کے ساتھ وہ بھی مکمل طور پر آزاد ہو جائیں گے، اور چین کو ہر قسم کے بیرونی دباؤ سے نجات ملے، پروہ وہ دباؤ بھی جو ان پر ڈالا گیا تھا، خود بخود دور ہو جائیگا، اس وقت وہ نہایت اطمینان اور سکون کی تمام زندگی بسر کریں گے، اور اپنا وقت یاد الہی اور تبلیغ اسلام میں گزاریں گے،

## ۵۔ نو نہال انقلاب اور مسلم مالی !

مسلمانان چین کو ہر لحاظ سے چینی قوموں کا ساتھ دینا چاہئے، اور ان سے کڑا ناتہ چاہئے کیونکہ کوئین ٹانگ (جماعت وطنیہ) کے نمایندوں کی پہلی کانفرنس ہوئی تھی، اس نے یہ اعلان کیا تھا:-

یہ کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ کوئین ٹانگ، اندرونی چین کی تمام قوموں کے حقوق آزادی کو تسلیم کرتی ہے، ملوکیت اور عسکریت کو انقلاب کے ذریعہ سے ختم کرنے کے بعد چین میں ایک جمہوری اور خود مختار حکومت قائم کی جائیگی جو پانچ قوموں پر مشتمل ہوگی، اور ان میں مساوات اور اتحاد پیدا کیا جائیگا،

اس اعلان کے مطابق چینی مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اور قوموں کا ساتھ نہ دیں، اور خود ایک علیحدہ راستہ اختیار کریں، حالات، جذبات وطن اور حریت کی آواز ان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ غیر مذہب والوں کو اپنا نخلص ہمسایہ سمجھیں، اور ان کے ساتھ مل کر کام کریں، اور مادروں کے لئے اپنا فرزندانہ فرض ادا کریں، چنانچہ ہانسی کے مسلمان نمایندگان شی زین (TING SHEH LIN) نے ایک تقریر کے دوران میں یہ رے ظاہر کی:-

۱۹۲۲ء میں پکین ہوٹل میں ہمارے زعمیم ڈاکٹر سن سین سے میری ملاقات ہوئی

لے صوبہ سین کیانگ کا ایک مقام،

اور ان سے سیاسی مسئلہ پر بحث ہوئی، ڈاکٹر سن فرماتے ہیں: ”تم جانتے ہو کہ اصول تینہ کیا ہیں؟ وہ مساوات کے اصول ہیں، جو دبی ہوئی قوموں کے لئے بنائے گئے ہیں، اس اصول کے ذریعہ سے ملکیت اور عسکریت سے ان کو نجات دلانا ہے، مسلمان بھی چینی قوموں میں سے ایک قوم ہیں، وہ عرصہ سے استبدادیت کے نیچے دبے ہوئے ہیں، وہ جتنا زیادہ دبے ہوئے ہیں، اتنا ہی قوی ان میں حریت کا احساس اور آزادی کا جذبہ ہے، اس واسطے میں تم سے کہتا ہوں کہ اب تم کو یہ کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگاؤ، اور ان کو اپنے ساتھ لیکر انقلاب کے میدان میں اترو، مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری دنیا میں مشہور ہے، وہ اپنی جان کی پروا نہیں کرتے، وہ خوب قربانی کر سکتے ہیں، اگر ان کو جگا دیا گیا، تو نو نہال انقلاب کیلئے ایک محنتی مالی مل جائیگا، جو صبح و شام اور دن رات اس چین کو سیراب کرے گا، قومی انقلاب کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ ملکیت کے جراثیم کو جو ریاست چین کے اندر پھیل رہے ہیں، نکال دے، یہ کام بغیر مسلمانوں کے نہیں ہو سکتا، مزید برآں ترکی، افغانستان، ایران، ہندوستان اور عرب سب کے سب اسلامی ملک ہیں، ان میں حریت کا مادہ بہت قوی ہے، آج کل ملکیت کے استبداد سے بہت بے چین ہیں، اگر وہ چین کے ساتھ اتحاد کر لیں تو یورپی ملکیت کے جراثیم جو دنیا کی سیاسی فضا کو خراب کر رہے ہیں، اتحاد ایشیا کی دوا سے فوراً ختم جائیں گے، الغرض چین کے انقلابی کاموں میں مسلمانوں کا شریک ہونا ہر طرح سے ضروری ہے، بغیر ان کے یہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، اور ملکیت کے جراثیم کو فنا کرنے کے لئے سوائے مسلمان مالی کے اور کون ہو سکتا ہے، آؤ نو نہال انقلاب کو سیراب کرو“.....

اس بیان سے مسلمانوں کی حیثیت بالکل ظاہر ہے، ڈاکٹر سن یسین جیسے زعمیت

ڈاکٹر سن یسین کی ایک شہرہ تصنیف،

نے جب اس بات کا اعتراف کیا ہے، کہ فونہالی انقلاب کی سیرابی صرف مسلمان مانی سے ہو سکتی ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دیگر قوموں کا ساتھ نہ دیں، اور حریت کے لئے کوشش نہ کریں، جنگ آزادی میں حصہ لینا، ان کے بقائے زندگی کے لئے ضروری ہے، اور تحریک انقلاب میں شریک ہونا ان کے آئندہ عروج کا باعث ہے،

## پانچواں باب

### عقدا

چینی زبان میں ایک مشہور کتاب ہے، جو حاجی محمد یوسف یونانی کی لکھی ہوئی ہے، اور جسکو ان کے دوست ایلیان یوان نے شائع کر دیا ہے، ایلیان یوان کا مقبرہ ہندوستان کے شہر کانپور میں ہے، جو سیاحت کی غرض سے یہاں آئے اور کانپور پہنچ کر انتقال کر گئے، اور یون مدفون ہوئے، یہ تصنیف بہت مختصر مگر جامع ہے، کائنات اور خالق کائنات کے متعلق جو چینی یونانی اور اسلامی خیالات ہیں، وہ سب اس میں پائے جاتے ہیں، کتاب کے کل جملے ۴۸۰ ہیں، ۵۳۶ حروف ہیں، یعنی چار بچار حروف کا ایک ایک جملہ ہے، جو نہایت زور دار اور مبہم ہے، یہ نہ صرف عام چینی مسلمانوں کے لئے بلکہ چینی ادیبوں کے لئے بھی ایک قیمتی تحفہ ہے، غیر مسلم کو پڑھکر نہ صرف حاجی یوسف کی جادو بیانی سے مسحور بلکہ اس کے مطالعہ سے اس کے دماغ میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے، ایک چینی کے قدیم خیالات کے دیا کو متوجہ اور متلاطم کر دیتا ہے،

۱۔ چینی زبان میں حروف اور الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے،

اور ان میں سکون نہیں ہونے دیتا، یہ کتاب اکثر چینی مسلمانوں کے دل میں گھر کر چکی ہے، اور بہت سے لوگوں کو زبانی یاد ہے، قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے،

## الف) خالق اور کائنات

اللہ سبحانہ تعالیٰ ایک مخفی خزانہ ہے، اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں ہے، اور اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ کسی کو اس کا علم نہیں، وہ غیر منتهی ہے، اور اس کی انتہا کیون نہیں ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا، اسکی ذات خالص ہے، اور کسی شے سے مخلوط نہیں، وہ ایک وجود حقیقی اور وحدت کلی ہے، حسین شئونات مشتمل ہیں اسکی وحدت میں شئونات مشتمل ہونے سے حق سبحانہ تعالیٰ کے صفات ان سے جدا نہیں ہو سکے، پس اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات سے جلوہ گر ہوتی ہے، اس کے افعال شروع سے صادر ہوتے ہیں، پھر ان میں حقائق باری جاری ہوتے ہیں، امر سے کون اول پیدا ہوتا ہے؟ علم و قدرت کو باہم ملا کر اللہ تعالیٰ کون اول کو نفس اور عقل میں تقسیم کرتا ہے، نفس و قدرت کے پھیلانے سے ملکوت انسانی اور آسمانی مکمل ہوتا ہے، پھر ان دونوں کے اندر ایک لطیف جوہر باقی رکھ دیتا ہے جس کو ہیولی کہتے ہیں، یہی ملکوت کی بنیاد اور ملک کا احساس ہے، ہیولی کے اصل کے تقسیم ہونے سے اللہ تعالیٰ حرائیمہ اور قراینہ پیدا کرتا ہے، حرائیمہ میں قوت انبساطی اور قراینہ میں قوت انقباضی ہے، پھر اللہ تعالیٰ حرائیمہ کو آگ اور قراینہ کو پانی بنا دیتا ہے ان دونوں کے امتزاج سے ہوا اور مٹی پیدا ہوتی ہے لیکن ہوا اور آگ باہر نمایاں ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آسمان اور آگ کو آسمان کے تارے بنادیا، لیکن مٹی اور پانی اندر باقی رہ جاتے ہیں پس مٹی کو زمین اور پانی کو سمندر بنایا، جب فوق اور تحت کی تعین ہوئی، تو ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مختلف اجناس پیدا کئے، اس طریقہ سے تخلیق کی انتہا مٹی تک ہوتی ہے، انتہا

کے بعد پھر عروج کی طرف لوٹتی ہے مٹی اور پانی کو باہم ملا کر اللہ تعالیٰ معادن اور اجار پیدا کرتا ہو پھر معادن کو آگ کے ساتھ ملا کر نباتات پیدا کرتا ہے، پھر نباتات کو ہوا کے ساتھ ملا کر حیوانات پیدا کرتا ہے، پھر حیوانیت کو انسانی روح کے ساتھ ملا کر انسان پیدا کرتا ہے،

ہوا، آگ، پانی، اور مٹی والدات اربعہ کہلاتے ہیں، اور جمادات، نباتات، اور حیوانات موالیہ ثلاثہ، والدات اربعہ اور موالیہ ثلاثہ، ارکان سبعین، ان کے پھیلانے سے اللہ تعالیٰ اجناس پیدا کرتا ہے، اوں کی صورت و شکل کے اول بدل کرنے سے مختلف انواع بنا دیتا ہے، ان کے مواد میں تفاوت کرنے سے ان کی خاصیت مختلف ہوتی ہے، ہر چیز کا ملکوت اسکے ملک کے اتباع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے (اور ملک ملکوت کے نزول سے نمودار ہے) عالم کبیر کی تخلیق ایسی ہے جیسی ایک دائرہ جس کا نقطہ ابتدا، نقطہ انتہا ہے، ہستی، انسان، مخلوقات کا نقطہ انتہا ہے، اس میں کچھ خاصیت ہے جس کی لطافت حق تک پہنچ جاتی ہے، جب انکے ملکوت اور ملک مکمل ہوتے ہیں، تو تخلیق بھی پوری ہوتی ہے،

## ۲۔ اجناس کی تفریق اور ان کے خواص،

جب حق تعالیٰ کا وجود جلوہ گر ہوتا ہے، تو اشیا کی حقیقت اور صورت بھی ظاہر ہوتی ہو حقائق تو خدا کے علم میں ہیں، لیکن اوس کی قدرت سے دکھائی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا علم ملکوت سے پہلے ہے، اور اس کی قدرت ملکوت کو ملک کے ساتھ ملانا ہے، ملکوت اجسام سے ظاہر ہوتی ہے، اور ملک ارواح کے تصور سے، جیکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں، تو روحوں کا ہر درجہ اپنی اپنی جگہ قرار پاتا ہے، جب یہ دونوں مجتمع ہو کر تصویر میں آتے ہیں تو حق تعالیٰ کی صفات آشکارا ہوتی ہیں، ان کو انسان کے حق میں علم اور قدرت کہتے ہیں

مگر اشیاء کے حق میں خاصیت چونکہ روح انسانی ایک اور نفس مختلف اس لئے بعض جاہل ہوتے ہیں اور بعض عالم حق تعالیٰ کی ذات ایک ہی ہے، لیکن صفات مختلف ہفتون کے مظاہر، ان کے حال سے مطابق ہوتے ہیں،

جو علم و قدرت کو خدا تعالیٰ کے ساتھ متحد کرتا ہے، وہ خاتم الانبیاء ہے، جو ان دونوں کو بہتر طریقہ سے استعمال کرتا ہے وہ طواعیزم ہے، جو ان دونوں کی اطاعت کرتا ہے وہ رسول ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے آواز حق بلند کرتا ہے وہ نبی ہے، جو ان دونوں کی آرزو تمنا کرتا ہے وہ ولی ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے مدافعت کرتا ہے وہ زاہد ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے عبودیت کو طلب کرتا ہے وہ عابد ہے، جو نفسانی خواہش کے مطابق ان دونوں کو استعمال کرتا ہے وہ گنہگار ہے،

پرند، چرند، نباتات کی حیات اور ان کی نشوونما، معادن کی صلابت اور پتھروں کی سختی، سب کے سب خدا کے علم اور قدرت سے ہیں، مگر وہ علم اور قدرت سے متصف نہیں ہوتا عرش کی خاصیت تکوین و تربیت میں فیض پہنچانا ہے، کرسی کی خاصیت خواص میں نفوذ پیدا کرنا، اور ان میں تصرف کرنا اور عدم سے وجود میں برآمد کرنا، ہر فعل کی خاصیت ہے، مخفی کو نکالنا اور ظاہر کرنا، ہستری کی خاصیت ہے، چھوٹے کو بڑا بنانا، مریخ کی خاصیت ہے، خاصیت اور جوہر کا اظہار کرنا، آفتاب کی خاصیت ہے، اجزاء کو جوڑنا، اور اعضاء کو ملانا، زہرہ کی خاصیت ہے کثیف کو لطیف بنانا، عطارد کی خاصیت ہے تغیر اور ازلہ کرنا، مریخ کی خاصیت ہوئی کی خاصیت ملانا ہے، لگ کی خاصیت نمو کو تقویت پہنچانا ہے، پانی کی خاصیت تر کرنا، ہوا کی خاصیت سکون پیدا کرنا ہے، معادن کی خاصیت ثبات اور وثاقت پیدا کرنا ہے، نباتات کی خاصیت کھڑا رہنا ہے، حیوانات کی خاصیت حرکت کرنا اور چلنا ہے،



تمام مخلوقات کو بہ خاصیت کی ضرورت ہے، کیونکہ ایک دانہ کا اوگنا تسع افلاک کی قوت سے ہوا  
 افلاک کا نظریں آنا شمس و نجوم کے ظہور سے ہے، دن و رات کا تغیر ان کی گردش سے ہے  
 جہات کا تعین عناصر اربعہ کی تمکین سے ہے، سال میں چار موسم کی تقسیم ان کی تاثیر سے ہے  
 اشیاء اور نتائج کا اختلاف زمین کو ہفت اقلیموں میں تقسیم کرنے سے ہے، مواد مہربہ کا پیدا کرنا آثار  
 فصل اربعہ کے ہوا میں پھیلانے سے ہے، کیونکہ بادل، بارش، برف، آوے، بخار، شبنم، سنگریزہ  
 اور غبار سب ان کی تاثیر سے اور ان کے اصلی خواص کی لطافت سے پیدا ہوتے ہیں، جبکہ بڑے  
 اجسام میں نظر ڈالی، ان کے معانی پر غور کیا، ان کی صورت دیکھی اور حقائق کو پہچانا، پس یہی  
 ملکوت اور ملک ہے، یہی ذات وحدانیت کا جلوہ ہے،

### ۳۔ انسان کی تخلیق،

اللہ جل جلالہ نے صفوہ کو جمع کیا، اور اس سے ابوالشر کو پیدا کیا، پھر موحہ اور چھائی کے  
 ظہور کے وقت از دوج اور جل کے ذریعہ شعوب اور قبائل بنائے، ان کی ابتدا ایک نطفہ سے  
 ہوئی، نطفہ کیا ہے؟ ایک بذرہ ہے جو باپ کے صلب میں نخی ہے، پھر مان کے رحم میں اترتا  
 ہے، اس بذرہ کی سستی نزول ملکوت سے متصل ہے، اور اس کی لطافت ملک کی طرف عروج  
 کرتی ہے، جل کی مثال ہیوئی جیسی ہے، جہاں سے لطافت اور کثافت کی تقسیم ہوتی ہے  
 کثافت اور لطافت کے باہم ملنے سے، نطفہ پدر و مادر کے چار طبقے بناتے ہیں، سودا، حمراء  
 بیضا اور صفراء، اور ہر ایک طبقہ ترتیب کے ساتھ دوسرے کا احاطہ کرتا ہے، ان چار طبقات  
 کے مرتفع اور تنزل ہونے سے ظاہری اور باطنی صورت مرکب ہوتی ہے، حمراء قلب بنجاتی ہے  
 صفراء قلب کو گھیرتا ہے، سودا جو جم بنجاتا ہے، اور بیضار گین، جب قلب اور جسم تکمیل ہو جاتے

ہیں، تو اللہ تعالیٰ دیگر اعضا کو پیدا کرتا ہے اور وہ جگر ہے، طحال ہے، پھیپھڑا ہے، گردہ ہے، آنکھ ہے، کان ہے، منہ ہے، ناک ہے، جب اللہ تعالیٰ نے قالب کو تیار اور اعضا کی تکمیل کی تو روح ملکوتیہ کا ظہور ہوتا ہے اور ایک حقیقت ہے، جو ہر نفس میں موجود ہے، اور جو نطفہ کے اندر رویت کی گئی تھی، اور اس کے ساتھ جسم میں جا پہنچی، جسمانی نشوونما کے ساتھ، اس کی قوت نہ بھی متحرک ہوتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قالب کو مکمل بنایا، اور اس کے آثار ظاہر ہوئے، جن میں بنجار اور خون کو جذب کرتا ہے، جو اس کی ناف سے معدہ تک پہنچتے ہیں پھر وثاقت اور ثبوت بھی شروع ہوتی ہے، جو خاصہ معدی ہے، پھر وثاقت و ثبوت کے ذریعہ سے تمام اعضا کو غذا پہنچتی ہے، جب غذا کا جو ہر معدہ سے جگر میں داخل ہوتا ہے، تو نشوونما شروع ہوتا ہے، جو خاصہ بناتا ہے، نشوونما سے جذب اور ہضم کی تقویت ہوتی ہے، جب وہ جگر سے قلب میں جا پہنچتی ہے، تو حیات آتی ہے، جو حیوانی خاصہ ہے، حیات کے آنے سے کثرت شروع ہوتی ہے، جب وہ قلب سے دماغ تک پہنچتی ہے، تو ادراک ظاہر ہوتا ہے جو روح نفسانی کہلاتا ہے، روح نفسانی سے حواس خمسہ ظاہرہ اور حواس خمسہ باطنہ کا ظہور ہوتا ہے،

مذکورہ بالا امور چار مہینہ میں مکمل ہوتے ہیں، پانچویں مہینہ میں خاصہ معدنیت کے ظہور سے اس کی ہڈیاں سخت ہونے لگتی ہیں، چھٹے مہینہ میں خاصہ بناتا ہے کے ظہور ہونے سے اس کے بال اوگنے لگتے ہیں، ساتویں مہینہ میں خاصہ حیوانی کے ظہور ہونے سے وہ متحرک بناتا ہے، اس کی پیدائش کے چالیس دن بعد روح نفسانیہ کے ظہور ہونے سے شہوت اور غضب اس کو لاحق ہوتا ہے، جب وہ بالغ ہو جاتا ہے، اور اس پر عبادات فرض ہوتے ہیں

اور تیز اور فکر سے اپنی صفات کی آرائش کرتا ہے، تو خاصہ انسانہ ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنی عبادت اور ریاضتوں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے، امد تعالیٰ کی معرفت کما حقہ حاصل ہو جاتی ہے، حقائق اسکے اوپر منکشف ہو جاتے ہیں، اور اب وہ اشیاء مادی سے بے نیاز ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ خدا کی صفات اس کو قوی بنادیتی ہیں، تو روح اضافیہ ظاہر ہوتی ہے، اور وہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات کا منظر ہے، اسی کو وصال اللہ اور فنا فی اللہ کہتے ہیں، انسان کے یہاں تک پہنچنے پر تخلیق کی غایت پوری ہو جاتی ہے،

## ۴۔ خواص الانسان،

نفس کے بغیر قلب نہیں پایا جاتا، اور قلب کے بغیر نفس کا ظہور نہیں ہوتا جس وقت یہ دونوں متفق ہوتے ہیں، تو حایات کا جلوہ ہوتا ہے، قلب میں سات کراہتیں ہیں جن سے روح منور ہوتی ہے، اسلام سینہ میں ہے، اور ایمان قلب میں، رقد شفاف میں، حق الموقرہ فواد میں، حق کی طرف غلوں کے ساتھ توجہ کرنا، قلب کی آنکھ میں مخصوص اسرار کا انکشاف قلب کے سویڈا میں اور حق کا جلوہ قلب کے خون میں جب وہ جلوہ قلب پر منکشف ہو جاتا ہے، تو اس کی کراہتوں کی کوئی انتہا نہیں رہتی ہے، کیونکہ حق اور اس کی صفات نہیں چھپی رہتی ہیں، اور نہ بند رہ جاتی ہیں، ملکوت کا ظہور آنے ارٹنے سے، اور ملک کا ظہور جانے چڑھنے سے آنا اس قلب سے ہے، اور اس کی طرف ہی جانا ہے، جب کہ دو قوسین منطبق ہوتی ہیں، تو اعادت کے ختم ہونے پر ایک دائرہ بن جاتا ہے، انسان ایک آلہ مصباح ہے، حق کا نور اس کی آگ ہے، جو شخص حق تک نہیں پہنچتا، وہ آلہ محض ہے، انسان کامل وہ ہے جو حق سے متصل ہو، ہر جمالی میں ایک منتظم ہوتا ہے، جب انسان اپنے آلہ کو خوبصورت بنادیتا ہے، تو نور حق کا جمال بھی لوٹ

آنا ہے، حق کی روشنی کثیف اور مجسم لطیف میں جاری و ساری ہے، حق کا ہمارے پاس آنا اس کی تخلیق محض سے ہے، اور ہمارے حق کے پاس جانا، ہمارے بشری اعمال سے ہے، پس ہم کو چاہئے کہ ہمارا وجود مقید ذات مطلق کا طالب بن جائے تاکہ جب ایک دوسرے سے ملے تو آثار بشری فنا ہو جائیں، ہاں، انبیاء حق سے ملتے ہیں اس مقام پر پہنچتے ہیں، اس کا دروازہ دوسروں کے لئے بند ہے، کیونکہ وہ ظلم کے ازحجاب سے خشک اور شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں، تفرق اور تعصب کی راہ میں چلے گئے ہیں، اس مقام سے انبیاء مخلصین علما اور جہلدار کی تقسیم ہوتی ہے، اور ان سے مخالفین، مبتدعین، منافقین، اور کافرین کی تفریق ہوتی ہے،

انبیاء کے لئے نہ حجاب نورانی ہے، اور نہ ظلماتی مخلصین کے لئے نقص ہے، جبکہ وہ ان کے حقائق منظمہ ہوتے ہیں، علما کا نفس منظم ہوتا ہے، اور جہلدار کا دل منظم، یہ ظلمت ماوراء کے لئے حجاب بنتی ہے، حجاب کی وجہ سے حق منکشف نہیں ہوتا، مخلصین کا حجاب انانیت ہے، علما کا حجاب ان کے علوم، اور جہلدار کا حجاب اون کی خواہشات، حجاب تو معمولی، مگر مانع سخت جس کی وجہ سے حق تک نہیں پہنچ سکتے محبوب لوگوں میں سے بعض راہ حق سے معرض ہوتے ہیں، دینی معاملات میں جو کترایا وہ مبتدع ہے معاملات میں جو مستقیم رہا، اور حق سے کترایا، وہ شرک ہے، اپنے دل میں جس نے حق و باطل دونوں کو جمع رکھا، اور اس کو یہ علم نہیں کہ کون سا ٹھیک ہے، تو وہ گمراہ ہے، جس نے اپنے قلب کی اطاعت کی، مگر جسم کے خلاف کیا، وہ مقتصر ہے، جس نے جسم کی اطاعت کی، مگر قلب کو جھٹلایا، وہ منافق ہے، جس نے جسم سے اعراض کیا، اور قلب کا انکار کیا، وہ کافر ہے،

شرک، حق سے کچھ کچھ دور رہتا ہے، شرک اس سے بالکل اعراض کرتا ہے، شرک اور شرک دونوں کی وجہ سے لوگ مادیات اور انانیت میں غرق ہو جاتے ہیں، یہاں تک

حق ان سے منقطع ہو جاتا ہے، مگر ان لوگوں سے جنہوں نے عبادت میں بنی کرم مسلم کی اتباع کی، حق منقطع نہیں ہوتا، کیونکہ یہ لوگ جب شریعت کے مطابق ریاضت کر کے اپنے دلون کو طریقت سے منور کر لیتے، اور اپنے نفوس کو روح اضافیہ تک پہنچا دیتے ہیں، تو وہ کلیتہً حق کی طرف پھر لوٹ آتے ہیں، ان کے شہودین خدا کی ذات ہی باقی رہ جاتی ہے، اور ان میں خدا کی تمام صفیتیں ظاہر ہوتی ہیں، ایسی حالت میں وہ انسان کامل ہوتے ہیں، کیونکہ وہ قلب ابتدائی کی طرف پھر لوٹ آتے ہیں،

## ۵۔ جامع ماتقدم،

واحد کوئی عدد نہیں ہے، تمام اعداد عین واحد ہیں، حق کے وجود ابتدائی میں احدیت اور تعدیات مثل ہیں، احدیت ذات باری تعالیٰ ہے اور تعدیات اس کی شئونات ہیں، ان دونوں کے عدم تمیز کا نام احدیت ہے، ذات سے شئونات کی ابتدا ہوتی ہے، جو وحدیت کے نام سے پکاری جاتی ہے، اس کی ذات میں اعادہ ہونے کو متحدہ کہتے ہیں، آحاد ثلاثہ کا مضموم، تین عدد نہیں ہے، بلکہ ایک حقیقت ہے جس کے لئے تین معانی ہیں، احدیت تخلیق کا مادہ ہے، واحدیت اس کا حاصل، اور متحدہ اس کی بنیاد،

تخلیق کی ابتدا اس کے افعال سے ہے، افعال ذات کی صفات کا اظہار کرنا ہے، یہ امر سے حاصل ہوتا ہے، امر کے لئے ملکوت میں ولایت ہے، اور ملک میں نبوت ہے، تخلیق کی فنا طاعت سے، طاعت علم اور مشاہدہ سے شروع ہوتی ہے، طاعت کی غایت حق سے عدم انقطاع ہے، تخلیق ایک دائرہ ہے جس کی انتہا مبداء کی طرف لوٹ آتی ہے، تخلیق کا آغاز ذات احدیہ کے انقضاء سے ہے، اور اس کا انجام اس کے اقتضاء سے اس کا اعادہ ہوتا ہے، جو

اقتصاد سے نہیں ہے، وہ ذات احدیت سے نہیں ہے، ذات احدیہ غیر مقابہ ہے، البتہ اس کے ناموں اور شکلوں میں ملا بہت ہے، مگر ان دونوں کے لئے کوئی اعتماد نہیں، کیونکہ ان دونوں کا اعتماد ذہنی معرفت پر مبنی ہے، اور معرفت دالمی نہیں ہوتی، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کا فنا ہونا ضروری ہے، اسی لئے ہر چیز کی صورت فنا ہو جاتی ہے، نہ کہ اس کی حقیقت کیونکہ حقیقت ہی حق ہے،

جمع کی آنکھ ایک ہی دیکھتی ہے، اور فرق کی آنکھ کو دو نظر آتا ہے، شک کی وجہ سے لوگ موانع میں پڑ جاتے ہیں، اس لئے انکو ہر چیز کا وجود باطل دکھائی دیتا ہے، کون سی ایسی چیز ہے جو وجود حق سے تعلق نہیں ہے؟ کون سی چیز ہے جو شان حق سے نہیں ہے؟ ہر شئی خالص اور کامل ہے، کون کسے گا کہ وہ ناقص اور غیر خالص ہے؟ کیا ہر دانہ اور ہر ذرہ کی حقیقت، حق کی شان سے نہیں ہے؟ انسان فانی کی ہر ایک سانس میں جو اس کے اندر داخل ہوتی ہے، اور باہر نکل آتی ہے، وہ بات مخفی ہے جس سے عالم کی ابتدا اور اس کی انتہا کا پتہ لگا جاسکتا ہو، چھوٹی چیز میں بڑی کی جھلک ہے، آسمان دانہ کے اندر ہے، حق کی عظمت میں اشیاء کی خاکساری ہو، آسمان مادرِ اربعہ ہے، جب زمانہ کا انبساط ہوتا ہے تو ہر نفس میں ایک اولیٰ، اور ایک آخری نظر آتا ہے، اور جب دہر کا اندراج ہوتا ہے تو اولیٰ اور آخری دونوں ایک ہی نفس میں منضبط ہوتے ہیں، جب اعداد، ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں، تو انسان اور آسمان مضحل ہو جاتے ہیں، اس وقت اشیاء اور انا، حق میں غائب ہو جاتے ہیں، یوں کہو کہ احدیت وجود مطلق میں، پس کسی چیز کی صورت وجود مطلق کا حجاب نہیں ہو سکتی، اور شہوت بشری اس کی مانع نہیں ہو سکتی، ہر چیز کے معانی لطیفہ کے ظہور سے حق کا مشاہدہ ہوتا ہے، ہر شئی کی حقیقت کے نمود سے خدائی جلال کا انکشاف ہوتا ہے، حق تعالیٰ کی تجلی کا ظہور پہلے خالق سے ہوتا ہے، پھر اودن کی تصویر

میں دکھائی دیتی ہے، جب تصویروں سے وجود حق ظاہر ہے تو بندہ اور فرد و فن و فن مکمل اور حاضی ہیں،

## (ب) خاتم الانبیاء،

۱۔ کائنات میں انسان ہی اشرف المخلوقات ہے، انسانوں میں انبیاء ہیں، حکماء ہیں، علماء ہیں، اور جہلاء ہیں، نبیوں میں انبیاء مطلق ہیں، مرسلین ہیں، الواعزم ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں، خاتم الانبیاء ہی افضل الانبیاء ہیں، نبیوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر ہیں، وہ سب نبیوں سے افضل ہیں، وہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں،

۲۔ تخلیق عالم سے قبل ارواح نودرجون میں تقسیم کی گئیں، خاتم الانبیاء کی روح کا درجہ سب سے اوپر ہے، مشیت خاک سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انسان کا ملکہ نودرجون میں تقسیم کیا گیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ملکہ سب سے مکمل اور عالم ملکوت میں وہ سب سے اعلیٰ ہیں، عالم اجسام میں وہ سب سے اونچے ہیں، اسلئے وہ خاتم الانبیاء ہیں،

۳۔ آسمان نوین، زمین ساٹ جو مخلوقات اور کائنات کا مسکن اور مکان ہے، آسمان زمین سے افضل ہے اور عرش آسمان سے، عرش آپ کی روح مبارک کا مسکن ہے، جو فضیلت میں تمام مسکن سے بڑھ کر ہے،

۴۔ کرۂ ارض پر ہفت اقلیم ہیں، اقلیم عربستان سب سے افضل ہے، آپ عرب ہیں، عربستان میں حرمین شریفین تمام مقامات سے افضل ہیں، مکہ میں آپ کی پیدائش اور مدینہ میں آپ کی وفات، دنیا کی تمام فضیلتیں آپ کے ساتھ،

۵۔ عرب کے قبائل میں قریش سب سے افضل ہے، آپ قریشی ہیں، بنی ہاشم سب سے افضل ہیں، آپ ہاشم کے پوتے ہیں، قبائلی حیثیت سے آپ سب سے افضل ہیں،

۶۔ ہر عہد میں انبیاء آتے ہیں، مگر وہ ایک وقت کے لئے یا ایک مقام کے لئے محدود وقت کے خارج اور ان کی کوئی آواز نہیں، اور محدود مقام کے باہر ان کی رسالت نہیں، لیکن

آپ نے تمام ادیان کو اسلام میں مدغم کیا، اور تمام خدائی احکام کو قرآن مجید کے اندر جمع کر دیا، دین اسلام دنیا کا بہترین دین ہے، اور قرآن شریف دنیا کی بہترین کتاب ہے، یہ سکانِ عالم کے لئے ہادی ہے، اور مسافروں کے لئے رہبر ہے، یہ ہر آپ کی فضیلت کا نشان،

۷۔ ہر بشر کے اسلاف مسلسل دس پشتوں یا مسلسل کئی دس پشتوں تک اشراف نہ تھے، اور نہ خدا کے نیک بندے ہو سکتے تھے لیکن آپ کے والد ماجد سے لیکر ابوالبشر تک عینی پشتیں ہوئی ہیں، سب اشراف اور صاحبِ جلال تھے، یا تو وہ نبی بنے، یا وہ بادشاہ ہوئے، ہر عہد میں ان کو اعزاز ملے، اور ہر زمانہ میں وہ صاحبِ الاکرام رہے، یہ ہے آپ کی فضیلت کی دلیل،

۸۔ دو طریقے سے انسان چلتے ہیں، سیدھے اور پیڑھے، سیدھے سے مشرق اور پیڑھے سے مغرب، اور آپ سیدھا پسند کرتے ہیں، کیونکہ جنت سیدھے ہاتھ میں ہے، راستے میں ہیں، دایمن، بائیں اور درمیانی، بائیں میں معصیت، دائیں میں عصیت اور درمیانی میں اطاعت بھی بہترین راہ ہے، جو آپ نے اختیار کی ہے، یہ ہے آپ کی فضیلت کی برہان،

۹۔ عالم کی تخلیق اگر درخت عسی ہے، تو آپ ہی ہیں اس کا ثمر، اگر زینت مکان کی عسی ہے تو آپ ہیں نگار، اگر حکومت کی عسی ہے، تو آپ ہیں بادشاہ دربار، اور اگر فوجی نظام کی عسی ہے، تو آپ ہیں سپہ سالار،

۱۰۔ آپ کا نام مبارک عرش پرکتوب ہے، آسمان کے دروازے پر نقوش ہیں، قدیم کتابوں میں مذکور ہے، انس و جن کی زبان پر محفوظ ہے، آپ کا نام محمد ہے، اور آپ کی ذات محبوب ہے، آپ ہیں سید الکونین، و الشقیین، آپ ہیں ہادی الہدین و آخرین، آپ کے ہاتھ میں کتابیں ہیں، جو لوگوں کے لئے سراجِ منیر ہے، انسان کی نجات آپ کی ہدایت سے ہے، اور امت کی حیات آپ کی اطاعت سے ہے،



## چھٹا باب،

### چینی مسلمانوں کے چند فرقے اور انکی تحریکیں

شرع شروع میں چینی مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہ تھا، فرقہ نہ ہونے سے مذہبی مناقشات اور نزاعات کا احتمال کم تھا، یہ حالت تقریباً ہزار سال تک رہی، یعنی ساتویں صدی سے لیکر سترہویں صدی تک چینی مسلمانوں کے اندر ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا، جس کو مذہبی نزاع کہا جاسکے، وہ صرف یہ جانتے تھے کہ وہ حنفی تھے اور چار اماموں میں مولے امام اعظم کے کسی کے پیرو نہ تھے، شیعہ اور سنی اوں کے لئے نامعلوم مطلقاً نہیں تھے، اور وہابی وغیرہ کا ان کے ذہن میں کوئی منہوم نہ تھا، مگر سترہویں صدی کے بعد فرقہ بندی کی تحریک کا آغاز ہوا، چینی مسلمانوں نے جس بات پر فرقہ کی بنیاد لی ہے، وہ دراصل نہایت معمولی اور غیر اہم تھی، اور حقیقت میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے اختلاف کی وجہ سے فرقہ کا نام اپنے اندر نہ داخل کرنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس سے قبل ان چھوٹی باتوں میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا، اسلئے اس کے ظہور ہونے پر بعض لوگ ایک دوسرے کو فرقہ سے منسوب کرنے لگے، اور ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرنے لگے، موجودہ زمانہ میں مذہبی فرقوں کا کافی زور ہے، خیریت یہ ہے کہ کشت و خون کا کوئی واقعہ اب تک سننے میں نہیں آیا، مگر اکثر اوقات مختلف جماعتوں کی عداوت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ عدالت اعلیٰ تک پہنچنے کی نوبت آتی ہے۔

## ۱۔ مالزی فرقہ بندی کا بانی،

سب سے پہلے جس نے اس فتنہ کی بنیاد ڈالی ہے اس کا نام مالزی ہے، یہ صوبہ کا نسو ضلع ہاجاؤ کا باشندہ تھا، کم سنی میں اس نے بنجارا کا سفر کیا، وہاں تعلیم پائی، یہ مین مین (محمد امین) کا ہم جماعت تھا، اور ان دونوں کے استاد ایک تھے، بنجارا سے تعلیم پانے کے بعد جب وہ ملک میں واپس آیا تو اس کے دل میں مذہبی جوش دریا کی طرح موجیں مار رہا تھا، اسلام کی اشاعت وہ اپنا فرض سمجھتا تھا، اس کی نیت غالباً نیک اور اچھی تھی، اور اس میں کسی قسم کی دیناوی غرض شامل نہ تھی جہاں تک ہمیں معلوم ہے انکی غرض بری رہیمن اور خراب عادتوں کی اصلاح تھی، اور مسلمانوں کا اتحاد بھی اس کے پیش نظر تھا، کیونکہ ذرائع ریل و رسائل کی کمی کی وجہ سے چین کے مسلمان ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق ہو چکے تھے، ان میں سولے عقائد اسلام کے اور کسی قسم کا رشتہ نہ تھا، ان کو ایک جماعت بنانے کے لئے اس نے یہ تحریک شروع کی، جس وقت وہ حج کے لئے مکہ شریف جارہا تھا، اس کو وسط چین سے گزرتا پڑا، صوبہ ہانان و شانشنگ میں وہ جن مقامات پر پہنچا، لوگوں نے نہایت جوش مسرت سے اس کا استقبال کیا، اور اس نے موقع دیکھ کر تبلیغ کرنا شروع کیا، مگر اسکو کیا خبر تھی کہ اس کی اس تبلیغ سے کوئی نیا فرقہ بھی پیدا ہونے والا ہے، وہ خود بے تصور تھا، تصور اس کے پیروں کا تھا، کہ انھوں نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر بعض عقائد اس کی طرف منسوب کر دیئے، جس کی وجہ سے چین میں جدید و قدیم فرقہ کا آغاز ہوا، جو مالزی کے پیروہین، وہ مذہب خوازی سے منسوب ہیں، خوازی، مالزی کا لقب تھا، اور لوگوں نے اپنا مذہب اس کے لقب کی طرف منسوب کر دیا، آج کل صوبہ شانشنگ اور

ہامان کے بعض مقامات میں اس فرقہ کے لوگ کافی پائے جاتے ہیں، یہ فرقہ چانگ لوگ کہلاتے ہیں،  
 کے عہد میں وجود میں آیا،

## ۲۔ مامین شین (محمد امین)،

جبکہ مامین شین اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر وطن واپس آیا، تو اس وقت خوازی فرقہ کا اثر ملک  
 میں بہت کافی پھیل چکا تھا، اس کا دل بھی مذہبی جوش سے بھرا ہوا تھا، مگر وہ اپنا منہ کھول نہیں  
 سکتا تھا، کیونکہ خوازی فرقہ کے لوگ اس کے ساتھ نہایت بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، اور انکو  
 ہر قدم پر ٹوکتے تھے، مگر مامین شین بھی ہمت ہارنے والا نہ تھا، آخر وہ صوبہ کاشنوک کے ایک دیہات  
 میں جو کوان چوان کے نام سے موسوم ہے، جا پہنچا اور اپنی دعوت اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا،  
 کچھ عرصہ کے بعد اس نے وہاں جڑ پکڑ لی، اور اپنا اثر جما کر وہاں اپنی تبلیغ کا مرکز قائم کیا، بعد میں  
 لوگ مامین شین کے پیروں کو کوان چوان فرقہ کے نام سے پکارنے لگے،

کوان چوان کے ظہور سے خوازی کو حسد ہوا، آخر باہم مناقشات ہونے لگے، ایک فرقہ دوسرے  
 فرقہ کو کچھ نہیں سمجھتا تھا، اور نہ ایک دوسرے کے ماننے والے تھے، ایک مشرق قصی کی طرف  
 چلا، اور دوسرا مغرب قصی کی طرف، حد سے زیادہ تجاوز کرنے سے دونوں میں نزاع اور تصادم  
 ہو گیا، جس کی وجہ سے عدالت لانگ چاو میں دونوں کو حاضر ہونا پڑا، لانگ چاو صوبہ کاشنوک  
 کا مرکز ہے، اس صوبہ کی عدالت اعلیٰ وہاں ہے، چونکہ خوازی فرقہ کا اثر اور اس کے حامیوں کی  
 تعداد زیادہ تھی، اور مالزی کی شہرت مامین شین سے قبل اس صوبہ کے طول و عرض میں پھیل چکی  
 تھی، اس کے علاوہ وہ لوگ جو فرقہ بندی کے مخالف تھے، انھوں نے خوازی کا ساتھ دیا،  
 اس لئے عدالت نے خوازی فرقہ کے حق میں فیصلہ کر دیا، اور اصل حقیقت اور فتنہ سے چشم پوشی

کر کے اثر اور قوت کو ترجیح دی، فیصلہ کرنے کے بعد عدالت کی طرف سے ماین شین کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا، اور اسکو لانگ چاؤ مین قید کر دیا گیا،

ماین شین کی گرفتاری کی خبر پا کر اس کے مرید جو کوان چوان مین تھے لانگ چاؤ چلے آئے اور شہر کو گھیر لیا، مقامی حکام کو اب ہوش آیا کہ انھوں نے غلطی کی ہے، عوام کا غصہ و غضب آگ کی طرح بھڑک رہا تھا، حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ اب لانگ چاؤ ان کے غصہ کی آگ میں جل کر خاکستر ہو جائیگا، اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حکام نے ماین شین سے معافی مانگی اور اس سے التجا کی کہ تفصیل پر بڑھ کر اپنے پیروؤں کو سمجھائے، عوام نے ماین شین کے ارشاد و ہدایت کے مطابق خوش خوش اپنے گھر کی راہ لی، کیونکہ ماین شین نے ان کو یقین دلایا کہ مقامی حکام اسکو ضرر نہیں پہنچائیں گے، اور چند روز کے بعد نہایت عزت اور شان کے ساتھ اسکو اپنے وطن میں پہنچا دیں گے،

اس واقعہ کے بعد چینی مسلمانوں میں تین فرقے پیدا ہو گئے، ایک خفیہ، دوسرا قریہ، اور تیسرا جوہریہ، کوان چوان مین جو فرقہ ہے، اور جس کی بنیاد ماین شین نے ڈالی ہے، جوہریہ کہلاتا ہے، یہ فرقہ زور سے تداوت کا قائل ہے، حقیقت میں اس میں اور خواری فرقہ میں زیادہ فرق نہ تھا، صرف ایک آدھ نہایت چھوٹی اور معمولی بات میں اختلاف تھا، خواری فرقہ نے بعد میں خفیہ کا لقب اختیار کیا، ان فرقوں کے پیدا ہونے سے آپس میں نزاع کی خبر برابرسننے میں آتی رہی،

## ۳۔ مذہبی فرقے اور حکومت مائنجو،

ان مذہبی فرقوں کا ذکر کرنے میں اس بات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی

وجہ سے پانچو حکومت نے مسلمانوں کی کیا مظلوم کئے،

اس وقت حکام پانچو کے ظلم کا پیا لہ لبریز ہو چکا تھا، انھوں نے یہ تلخ پیا لہ مسلمانوں کو خوب پلایا، مسلمان اپنے اختلافات کے نشے میں مست تھے، کہ حکام نے چیرہ دستی شروع کی، انھوں نے انسداد فتنہ کا نام لیکر غلط و صواب کو دریافت کئے بغیر تمام مسلمانوں کا سر قلم کرنا شروع کیا، کہتے بے قصور مسلمان اس میں مقتول ہوئے، ہمیں اسکی ٹھیک خبر نہیں، یہ ایک بڑا حادثہ ہے جوہر کا نسو کے مسلمانوں کے سر پر گزرا، پانچو کے مورخوں نے اس حادثہ کو بغاوت سے تعبیر کیا، اس کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ میں جلدوں میں ہیں،

حادثہ لانگ چاو (長沙) میں مائین شین شہید کر دیا گیا، کیونکہ وہ ان کے حکام نے مائین اور اس کے ساتھیوں کو جو اس کے ساتھ مجبوس ہوئے تھے، ایک اندھیری رات میں قتل کر ڈالا اور باہر کسی کو خبر نہ ہوئی، اگر موقع پر مسلمانوں کو خبر ہو جاتی تو کوئی تعجب نہ تھا، کہ وہ شہر پر قبضہ کر لیتے اور فوراً اس کا انتقام لیتے،

کچھ دن کے بعد مائین شین کا ایک شاگرد جو دیان او آہون کے نام سے پکارا جاتا تھا، مسلمانوں کی مظلومی کے حالات دیکھ کر صبر نہ کر سکا، اس کے دل میں برابر یہ خیال آتا رہا کہ اپنی حیات و بقا کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے، آخر اس خیال نے اس کو خروج پر آمادہ کر دیا اس نے ۱۹۳۷ء میں تین ہزار مجاہدین کی ایک جماعت لیکر لانگ چاو پر حملہ کیا، حکام نے چند شرائط پر اس سے صلح کرنی، اس کے مجاہدین منتشر ہو کر اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے، صلح کے شرائط یہ تھے، کہ مسلمان پھر بغاوت نہ کریں گے، اور پانچو حکام بغیر کسی جرم کے مسلمانوں کے نہ ستا دیں گے، لیکن دیان او آہون نے دھوکہ کھایا، اس کے گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ حکام اپنے عہد کی

خلافت ورزی کر لین گے مسلمان بالکل بے خبر تھے، انکو غافل پا کر اچانک سرکاری فوجوں نے آگھیرا، اور مسلمانوں کے ساتھ دیاں او آہون بھی تلوار کی نذر ہو گئے، اس کے بعد سے مسلمان اور باجو حکام کے تعلقات دن بدن بگڑتے چلے گئے، اور حکومت مانچو کے آخر دم تک نہ بن سکے،

## ۴۔ مائین شین کے اوچند شاگرد،

مائین شین کا دوسرا شاگرد مودا، پیگ لانگ کا باشندہ تھا، وہ المخطب کے لقب سے ملقب تھا، اس نے اپنے استاد کی تبلیغ کو جاری رکھا، حکام وقت کے ڈر سے خفیہ طور پر جوہریہ کا خیال پھیلاتا رہا، اس تحریک کو پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے کسی قسم کا واقعہ پیش نہ آیا، اور مسلمانوں کا حکام کم کیسا کوئی تصادم نہ ہوا، اس نے بہت سے شاگرد چھوڑے، ان میں سے جنھوں نے زیادہ شہرت حاصل کی وہ یہ ہیں:-

۱۔ ہوزی لوپائے (صاحب الخیم) یہ نینگ ہیا کا باشندہ تھا، دینی علوم میں اس کی خاص شہرت تھی، المخطب کا سب سے لائق شاگرد سمجھا جاتا تھا، اس نے یہ کوشش کی کہ ہر معاملہ کا فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کیا جائے، اس سے قبل جو مذہبی فرقے پیدا ہو گئے تھے، انکا استیصال کرنا چاہتا تھا، لیکن یہ اس سے نہ ہو سکا، کو ان چوان میں جو جوہریہ فرقہ تھا، وہ جدید اور قدیم دو جماعتوں میں تقسیم ہو گیا، اس زمانہ میں نینگ ہیا میں جو مسلمان ہیں ان میں اکثر قدیم جوہریہ کے پیرو ہیں، فرقہ فرقہ میں تقسیم ہونے سے چینی مسلمانوں کا شیرازہ بالکل بکھر گیا، اور ان میں مرکز جمعیت کا قائم ہونا ناممکن سا ہو گیا،

۲۔ ماہون، اس کا اصلی نام کیا تھا، ہمیں علم نہیں، مگر ماہون کے لقب سے مشہور تھا، وہ بھی نینگ ہیا کا باشندہ تھا، اس کے ارد گرد اس نے دعوت و تبلیغ شروع کی، وہ جدید جوہریہ

کا حامی تھا، لوگوں کی نظر سے بچنے کے لئے اکثر اوقات ہی کو ادھر ادھر کا دورہ کرتا تھا، اور اپنے خیلے لوگوں سے ظاہر کرتا تھا، بعد میں حکام کو معلوم ہوا تو اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا، اس کے اہل و عیال بھی جو صوبہ خیلون کیا ہوگئے، گرفتار کئے گئے، وہ پہلے پکین میں آیا تھا، اور چین میں کئی مسیحیوں کی تقریر کی تھی، وہاں کے لوگوں نے متاثر ہو کر جدید جوہر کو اختیار کر لیا، اب تک اونکے خیلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے،

ماآہون کے انتقال کے بعد اس کے فرزند مائے نے اپنے والد کے تسلیفی کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، مگر نہایت آزادی سے نقل و حرکت کرتا تھا، اس کی زندگی میں کسی قسم کا واقعہ نہیں پیش آیا، اس کے بعد ماخو لونگ، جو مائے کا بڑا فرزند تھا، اس کا جانشین ہوا، اس کے آٹھ بھائی تھے، مگر وہ عمر میں اور ذہانت و فطانت میں سب سے بڑھا ہوا تھا، وہ ٹائی بینگ (TAI

PING ۱۸۶۴ء) کی تحریک میں شریک ہو گیا تھا، تاکہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے استقلال کی تحریک شروع کرے، چونکہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد نہ تھا، اور بغاوت ٹائی بینگ چوتھہ سال کی کشمکش کے بعد ناکام ہو گئی، اس وجہ سے ماخو لونگ کی کارروائی نے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، اس کے آٹھ بھائی اس تحریک میں برباد ہو گئے، صرف دو چھوٹے سے لڑکے جن کی عمریں دس سال سے زیادہ نہ تھیں بچ گئے، مگر ان کو بھی صوبہ ہانان کے ایک گوشہ کا ٹائی فانگ میں نظر بند کر دیا گیا، یہ ۱۸۶۵ء کا واقعہ تھا، بعد میں بڑا بھائی کا ٹائی فانگ میں انتقال کر گیا، اور چھوٹا بھائی

گردش زمانہ کے لئے چھوڑ دیا گیا، اس زمانہ میں چانگ کا کوہ (CHANG KA KOH.

میں جو مسلمانوں کا گہوارہ ہے، ایک شخص کا ظہور ہوا، جو استاد لی کے نام سے مشہور ہوا، وہ اسکے ساتھ مل گیا، پھر چانگ کا کوہ میں اپنے والد کی تحریک کو جاری رکھا، وہ ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہا، اس کی کوشش سے ماخو لونگ کی روح بھر زندہ ہو گئی،

اس سے قبل ہم نے ذکر کیا تھا کہ مابین شین لائنگ چاؤ مین شید ہو گیا تھا اس کے بعد اس کے اہل و عیال صوبہ یون نان مین جلاوطن کر دیئے گئے، اس کی ایک پوتی تھی جس کا نکاح پلوے سے کر دیا گیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، ۱۹۶۷ء کے بعد اس نے ایک تحریک جاری کی، وہ چاہتا تھا کہ اپنے اثر سے مسلمانوں کو متحد کر دے، اس غرض کے لئے وہ کانسوگیا، پھر چانگ کا کوہ آیزہن مسلمانوں کے اٹھ حملات تھے، ان کو اپنا مرکز بنایا، اس کو لوگ صاحب ثالث پکارتے تھے، وہاں اس کا اقتدار کافی تھا، اس کے مرنے کے بعد اس کا فرزند مایوان چانگ اس کا جانشین ہوا، اس نے چانگ کا کوہ کے شمالی پہاڑ پر ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا، جو شوان خوا کا ٹنگ کے نام سے موسوم تھا، اس نے وہاں اپنا سکھ لوگوں کے دل پر بیٹھا دیا، اس کے اشارہ پر لوگ مرنے کے لئے تیار تھے، لیکن اسکی نیت غالباً اچھی نہ تھی، اور ظن غالب یہ تھا کہ وہ دین کے پردہ میں دنیاوی عظمت حاصل کرنا چاہتا تھا، اسلئے خدا کو یہ منظور نہ ہوا، کیونکہ وہ ۱۹۷۱ء میں زلزلہ کا شکار ہو گیا، اسی کے بعد سے چینی مسلمانوں میں کوئی خاص تحریک جاری نہ ہوئی، مگر فرقوں کا تصادم برابر ہوتا رہا ہے،

## ۵۔ مذہب قدیم اور مذہب جدید

مندرجہ بالا بیانات سے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی، کہ کانسوان فرقہ بندیوں کا گہوارہ تھا، اور مالزی کے پیر و جو غوازی کے نام سے مشہور تھے، مذہب قدیم کے حامی بن گئے، اور مابین شین کے شاگرد جو کوان چوان فرقہ کے نام سے پکارے جاتے تھے، مذہب جدید کے دلدادہ ہو گئے، یہ تحریک پہلے تو کانسوا ریون نان مین محدود تھی، لیکن بعد میں تقریباً چین کے ہر گوشہ میں پھیل گئی، اب یہاں ہم کو یہ عرض کرنا ہے کہ آخر ان میں کیا اختلافات تھے؟

قارئین مکرر درمیں گے اور تہقہہ لگائیں گے کہ چین کے دینی علمائے ایسے ہیودہ اور

مہسکن دعوت تبلیغ، لے تہ یخ چین میں یہ سب سے زیادہ دہشتناک زلزلہ تھا، جس میں لاکھوں آدمی تباہ ہو گئے،



لاہی خیاالات پر مختلف فرقوں کی عمارت کھڑی کی، حقیقت یہ ہے کہ ہر فرقہ کی تحریک مضحکہ خیز باتوں سے خالی نہیں، آنحضرت صلیع کے ظہور کے بعد سے اسلام میں جتنے فرقے پیدا ہوئے ہیں، ان میں انسانی حماقتوں کو پورا دخل ہے، اب آپ کو سنا تا ہوں کہ مسلمانان چین کے دینی پیشواؤں کی حماقتیں کیا ہیں ؟

مذہب قدیم اور مذہب جدید میں جو اختلافات ہیں، وہ نہ اہولی ہیں اور نہ فروعی، بلکہ انہیں چینی رسم و رواج کو زیادہ دخل ہے، ہر فرقہ کو اقرار ہے کہ خدا ایک ہے، اور محمد صلیع اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا ضروری ہے، ملائکہ، قرآن، اور میت پر یقین کرنا، جزا، ایمان ہے، نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے، روزہ کا ہیمنہ وہی ہے، حلال و حرام سب کے نزدیک وہی ہیں، غرض کہ جہاں تک عقائد اور اسلامی معاشرت کا تعلق ہے سب متفق ہیں، انہیں ذرہ بھی اختلاف نہیں ہے، لیکن جو مسائل متنازع فیہ ہیں، وہ یہ ہیں :-

| مذہب قدیم                      | مذہب جدید                     |
|--------------------------------|-------------------------------|
| ۱۔ ہدیہ لین گے،                | ۱۔ ہدیہ نہیں لین گے،          |
| ۲۔ سورہ طہ پڑھیں گے،           | ۲۔ سورہ طہ نہیں پڑھیں گے،     |
| ۳۔ تلاوت قرآن سب ملکر کریں گے، | ۳۔ فرداً فرداً پڑھیں گے       |
| ۴۔ تشہد میں سب اٹھائیں گے،     | ۴۔ تشہد میں سب اٹھائیں گے،    |
| ۵۔ مذہبی دعوت کھائیں گے،       | ۵۔ مذہبی دعوت نہیں کھائیں گے، |

انکے علاوہ اور بہت سی مضحکہ انگیز باتیں ہیں، جن کو میں یہاں چھوڑتا ہوں، ان چند مثالوں سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے، کہ چینی مسلمانوں کے علماء میں کس قسم کی حماقتیں ہیں، ان مثالوں کو واضح کرنے کے لئے یہاں اور چند سطریں اضافہ کر دیتا ہوں،

بات یہ ہے کہ ہر عینی مسلمان قرآن شریف کی تلاوت نہیں کر سکتا ہے، مگر خوشی یا غم کے موقع پر ہر مسلمان نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا ہے کہ محفل کرے، اور لوشیو "دلا" اور آہون "مولوی" کو بلائے، اور ان سے قرآن اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھوائے، ان کی تلاوت کے تین طریقے ہیں، (۱) ختم القرآن، (۲) عم، اور (۳) قرآن کامل، ختم القرآن میں آیہ کرتسی، سورہ یسین، سورہ تبارک، سورہ طارق، سورہ اعلیٰ، سورہ فضیٰ، سورہ انشراح، سورہ قدر، سورہ زلزلہ، سورہ مکارنا، سورہ عصر اور سورہ فیل سے لیکر سورہ ناس تک شامل ہیں، عم میں آیہ کرتسی، سورہ یسین، سورہ تبارک، سورہ فتح اور پارہ عم شامل ہے، قرآن کامل، قرآن کے تین پارے ہیں ختم القرآن میں ایک لوشیو یا دو کی دعوت دی جاتی ہے، عم کی تلاوت میں عموماً تین چار اور پانچ تک کی دعوت ہوتی رہے اور قرآن کامل میں سات آدمی سے تین تک مدعو ہوتے ہیں، یہ دعوت دینے والے کی مقدرت پر منحصر ہے،

جس قسم کی تلاوت ہو دعوت دینے والا یہ اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے کہ تلاوت کرنے والے کو ضرور کچھ روپیہ مسیہ تلاوت کے عوض میں دیدے، جسکو عینی مسلمان ہدیہ کہتے ہیں، اس ہدیہ کے لینے میں جدید اور قدیم فرقوں میں سخت اختلاف ہے، فرقہ قدیم کہتا ہے کہ ہمارے آباء و اجداد ایسا کرتے چلے آئے ہیں، ہم کیوں اسکو چھوڑیں، فرقہ جدید کہتا ہے کہ قرآن کریم میں یہ آیہ موجود ہے کہ لا تشترُوا بآیاتنا شیئاً، تلاوت کے عوض میں ہدیہ کا لینا گویا معمولی دام پر آیت کا بیچنا ہے، اس لئے حرام ہے،

عینی مسلمانوں میں یہ دستور (کب سے شروع ہوا، مجھے علم نہیں) چلا آ رہا ہے کہ مسیت کو غسل دیتے وقت سورہ طہ پڑھائی جاتی ہے، لیکن فرقہ جدید اسکو بدعت قرار دیتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مردہ کچھ نہیں سنتا، لیکن فرقہ قدیم یہ کہتا ہے کہ سورہ طہ اس لئے تلاوت کی جاتی ہے کہ ممکن ہے کہ

خدا اس کے ذریعہ سے میت کا گناہ معاف فرمادے، یا اس میں تخفیف کر دے،

باقی رہا قرآن شریف کا ملکر پڑھنا، یہ بھی ایک دستور ہے جو عرصہ سے چین میں رائج ہے،

فرقہ قدیم کے لوگ اس کے پابندین لیکن فرقہ جدید کی دلیل ہے کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ واذ اقرء

القہان، فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون،

منہی دعوت سے مراد وہ ہے جس میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، فرقہ قدیم کے لوگ چاہتے

تلاوت کرین گے، اور کھائیں گے بھی، لیکن فرقہ جدید کے لوگ اگر جائیں گے اور تلاوت کریں گے

تو کھانا نہیں کھائیں گے، اس کے متعلق مجھے ایک واقعہ یاد آیا، یہ ۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ جس وقت

خاکسار چند پینی جاجون کے ساتھ ہانگ کانگ پہونچا، تو وہاں ایک شریف اور بادقار

ہندوستانی خاندان نے ہماری دعوت کی، ان کا نام مجھے یاد نہ رہا،

غرضیکہ ہم سب گئے، ہمارے ساتھ فرقہ جدید کا ایک عالم تھا، کھانا کھانے کے بعد

ہمارے معزز میزبان نے اس عالم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف کی آیتیں سنائے جس کے پڑا

میں اس نے یہ کہا، "اقرء انت بنفسک انا لا اقرء کلا فی اکالت، یعنی آپ خود پڑھئے، میں

نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ میں نے کھانا کھالیا ہے،

اس پر ہمارے میزبان حیران تھے، مگر ہم خاموش تھے،



# ساتواں باب

## ٹنگ چینگ اور ہوی ہوی

چینی زبان میں جس طرح اسلام کیلئے دو نام ہیں اس طرح مسلمانوں کے لئے دو نام ہیں چینی مسلمان اپنے آپ کو ”چیومن“ (اہل دین) کہتے ہیں، اور غیر مسلمان مسلمانوں کیلئے ”ہوی ہوی“ اور اسلام کیلئے ”ٹنگ چینگ چیو“ اور ”ہوی ہوی چیو“ دو نام استعمال کرتے ہیں، ٹنگ کے معنی پاک یا مقدس چینگ کے معنی خالص یا حقیقی، اور چیو کے معنی دین ہے، اگر تینوں کو ملا دیا جائے، تو دین مقدس اور خالص کا مفہوم ہو جاتا ہے، اتنی تہید کے بعد اب ہم ان خیالات کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں جو مسلمانان چین نے ٹنگ چین اور ہوی ہوی دو نام قبول کرنے اور پسند کرنے میں غلط کئے ہیں،

### ۱۔ ٹنگ چینگ،

دین ٹنگ چینگ ایک آسمانی دین ہے، جس کا ظہور خلق عالم کیساتھ ہوا ہے، آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ودیعت کیا گیا تھا، یہی دین گذشتہ پیغمبروں کو ملا، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حامل ہوئے، آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک ایک ہی دین چلا آ رہا ہے، اور اس کے اصول میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے، کیونکہ عالم اور کائنات کی تخلیق سے قبل صرف

ایک ذات واحد تھی، جو تمام چیزوں کی خالق اور مالک تھی، جس کو عربی زبان میں اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہ عدم محض سے کائنات کو وجود میں لایا، اس نے لطافت و کثافت کی آمیزش سے زمین و آسمان پیدا کیا، پھر کائنات کو ان دونوں سے مزین کیا، دنیا کو جنت بنایا، پھر ملک عرب میں آدم کا ظہور ہوا، عرب کو ارض کا مرکز ہے، چار تین دہین جا کر ملتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے مقصد یہ تھا کہ وہ خلیفۃ الارض بنیں، خدا کے احکام انس و جن تک پہنچائیں، آداب و دستور قائم کریں، اور رہنے سننے کا طریقہ بتائیں، ان تمام چیزوں کے مجموعہ کا نام دین ہے، اس دین کا طریقہ روز ازل سے اب تک چلا آ رہا ہے، ہر عہد اور ہر زمانہ میں اسکی پابندی کی جاتی رہی ہے،

بعد میں جب آدم کی اولاد دنیا میں پھیلی، مشرق اور مغرب اس کی نسلوں سے آباد ہوئے، نسلوں کے پھیلنے سے اگرچہ ایک کا طرز زندگی دوسرے سے کچھ مختلف ہونے لگا، لیکن بدعات اور خرافات کا آغاز نہیں ہوا، وجہ یہ ہے کہ یو اور شون، کا عہد آدم علیہ السلام کے زمانہ سے زیادہ دور نہیں تھا اور دین آدم کی روایات اور حکایات ان کے قانون میں محفوظ تھیں، جس کی وجہ سے اس زمانہ میں خرافات کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، مگر عہد چین اور ہان کے بعد ۳۶۱ ق م سے ۱۹۶ ق م میں خرافات کا آغاز ہوا، اور مختلف خیالات پھیل گئے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں مختلف تصانیف اور اقوال نے چینوں کے دماغوں کو گرد آلود کر دیا، ان کی چشم بصیرت کو حتی تناسی سے محروم کر دیا، اور یقین و ایمان کی جگہ شک و بدعت نے لے لی، اس وقت سے اہل چین کو اپنی زندگی تاریکی بن گذارنی پڑی، مگر یاد رہے کہ عرب لوگ اس نعمت سے محروم نہ رہے، جس کو ہم نبوت کہتے ہیں، عرب

یو اور شون (YOO SHON) چین کے دو نامور بادشاہ تھے، یعنی روایات کے مطابق ۲۳۵۵ ق م

۲۳۵۵ ق م، اور ۲۲۵۵ ق م میں چین پر حکومت کرتے تھے، رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے غلب

قربانیاں کیں،

سامی بین جنین برابری آتے رہے، اور ان کو ہدایت دیتے رہے، چچہ بچے صدی کے آخر میں ان کے سر سے بڑے نبی آئے جو محمد صلعم کے نام سے موسوم ہیں، ان کو ایک ایسی کتاب ملی جس میں زندگی کی ہر قسم کی ہدایتیں مفصل موجود ہیں، اور رہنے سننے کا دستور مکمل درج ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کا دین بہت زیادہ مقدس اور خالص سمجھا جاتا ہے، مقدس کا ترجمہ چینی زبان میں ٹسنگ ہے، اور خالص کا ترجمہ چینگ، اس واسطے چینی زبان میں ہم اس دین کو ٹسنگ چینگ کے نام سے پکاریں گے، اور اس دین کے مقدس کو چو من، (اہل دین) کہیں گے، یہ بالکل ٹھیک اور موزون نام ہے، لفظ ٹسنگ کے ایک اور معنی بھی ہیں، یعنی پاک اور لفظ چینگ کے بھی ایک اور معنی ہیں، یعنی حقیقی ٹسنگ چینگ چو، اس مہتی کا دین ہے جس کی ذات ہر چیز سے پاک اور حقیقی ہے، یعنی وہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے وجود کا ہر ذی عقل وغیر ذی عقل انکار نہیں کر سکتا، اور باوجود اس کے کہ اس کا وجود ہے لیکن وہ زمان و مکان سے پاک ہے،

نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا، وہی ازلی ہے، اور وہی ابدی، وہ ہر چیز میں موجود ہے لیکن ان سے مخلوط نہیں ہو سکتا، اس کا وجود اشار کے وجود جیسا نہیں ہے، کائنات میں کوئی اس کے مثل نہیں ہے، زمین و آسمان اس کے قبضہ میں ہیں، چھوٹا اور بڑا اس کے تصرف میں، انس و جن اس کے بندے ہیں، غریب و امیر اس کے حکم سے مرتے اور جیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس مہتی کو چینگ یعنی حقیقی کہتے ہیں، ٹسنگ چینگ چو، اسی مہتی کا دین ہے، جو آدم کو ملا، اور مختلف زمانہ کے انبیاء اس کے حامل ہوئے، آخرین یہ محمد رسول اللہ صلعم کو ملا، یہ دین فطری اور طبعی ہے، یہ چینی مصنفوں کے افکار اور مفکرین کے خیالات سے پاک ہے، یہ آسمان سے نازل ہوا، نیون سے نیون کو ملا ہے، اس میں انسانی افکار نہیں ہیں، ان وجوہ کی بنا پر اس دین کو مقدس اور خالص کہتے ہیں، اگر یہ دین انسان کو سکھایا جائے، تو انسان بھی مقدس اور مخلص ہو جاتا ہے، بدعات اور

خرافات اس کے دل سے بجائے ہیں، شہرت اور دولت اسکو نہیں ہیکا سکتی، اگرچہ اس وقت وہ جہانی زندگی گزارتا ہے لیکن اس کو روحانی مسرت ملتی ہے، اور اگرچہ وہ ہنگامہ خیز دنیا میں رہتا ہے لیکن اس کے قلب میں نہایت سکون اور اطمینان رہتا ہے، انسان کی ایسی سکون اور اطمینان کی زندگی مقدس اور پاک زندگی کہلاتی ہے، اس کا دل صرف ایک خدا کو یاد کرتا ہے، وہ اس کے اوامرو اور نواہی کا پورا احترام کرتا ہے، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے، وہ اپنی ذمہ داری سے غفل نہیں رہتا، ایمان داری اور وفاداری کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، حیا و آداب کا سرچشمہ قرآن کی تعلیم ہے، دنیا میں حقیقی انسان وہ ہے جو ایماذرا اور وفادار ہو، جس میں شرم و حیا ہو، اور جو اذرا و محاط سے واقف ہو، مسلمانوں میں یہ سب صفیتیں موجود ہیں، اس لئے ان کو حقیقی اور مخلص انسان کہنا چاہئے، مزید برآں ان کا خدا مقدس ہے، ان کا دین مقدس ہے، خدا کی ذات حقیقی ہے، اسلام دین خالص ہے، اسلئے جو ایسے خدا کو مانے اور جو ایسے دین میں داخل ہوا، اسکو ٹنگ چینگ چین (اہل دین خالص) کہنا چاہئے، مگر چینی مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے کیوں پکارتے ہیں، انہوں سے پکارتے ہیں کہ دنیا انسانی زندگی کا مسافرانہ ہے، یہ اس کا دائمی اور ابدی وطن نہیں ہے، جبکہ انسان اس مسافرانہ میں رہتا ہے، تو اس کا دل برابر اپنے اصلی وطن کو یاد کرتا ہے، وہ ہرگز اپنے اصل مرکز اور مرجع کو فراموش نہیں کر سکتا، اس لئے اگرچہ اس کا جسم مادی زندگی بسر کرتا ہے لیکن اس کا قلب اس مرکز کی طرف رجوع کرتا ہے، جہاں سے اس کا روحانی تعلق ہے، جبکہ انسان دنیا میں اپنے آپ کو اعمال و عبادات سے مزین کرتا ہے، اور اسکی عمر ختم ہوتی ہے، تو اس کی روح پھر ذات باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہے، ایک تو مادی زندگی میں انسانی قلب کا رجوع دوسرا مادی زندگی کے بعد انسانی روح کا رجوع، جب دو رجوع ہیں تو مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے لے لفظ ہوی کے معنی رجوع کے ہیں، ہوی ہوی، ایک نقطہ کی تکرار ہے، اسکی تشریح آگے آئیگی،

پکارنا بالکل ٹھیک ہے،

## ۲۔ ہوی ہوی کی تشریح

”ٹنگ چنگ چیون“ کا اصل نام عربی میں مسلم ہے، یہ امت محمدی کا خاص نام ہے، اس سے قبل کوئی امت اس نام سے موسوم نہیں ہوئی، مزید برآں، اسلام محمد (صلعم) کے ظہور سے دنیا میں پھیلا، اس لئے جو محمد رسول اللہ (صلعم) کا ماتے والا ہے، وہ اسلام پر عقیدت رکھتا ہے، اور جو اس پر عقیدت رکھتا ہے، وہ مسلم ہے، لیکن چین میں مسلمانوں کو ”ہوی ہوی“ کیون پکارتے ہیں،؟ یہ لفظ کہاں سے آیا؟ اور کس وقت سے مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے پکارنے لگے؟

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مغرب سے مشرق کی (چین کی) طرف پھیلا، اور عہد مانگ میں بری راستہ سے چین میں داخل ہوا، اس کا راستہ ترکستان اور تیان شان تھا، ترکستان چین و عرب کی سرحد تھی، ان میں ”ہوی جھی“ ایک قبیلہ تھا، مسلمانوں کی قوت جب وہاں پہنچی تو یہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوا، پھر ان کی نسلیں چین کے شمالی و مغربی حصوں میں پھیل گئیں، چونکہ وہ ہوی جھی قبائل اسلام لائے، اور انھوں نے عربی تہذیب اور تمدن کو اختیار کر لیا، اس لئے چین کے حکام مسلمانوں کو ہوی جھی کے نام سے پکارنے لگے، کیونکہ وہ مسلم ہو گئے تھے، لیکن عہد سونگ اور یوان میں عربوں کی کثرت آمد سے ان کے عالمن کو علم ہوا، کہ مسلمانوں کے لئے ہوی جھی کا لفظ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس کا بالکل کوئی مطلب نہیں ہے، اسی واسطے جھی کا لفظ ہوی میں تبدیل کر کے اسکو ہوی بنا دیا، تلفظ تو ہوی جھی سے ملتا ہے، لیکن معنی میں بہت فرق ہو گیا، ہوی ہوی، کا لفظ نہایت مخفی ہے جس کی تشریح کی ضرورت ہے، بغیر اس کے لوگ اس کے مختلف مفہوم کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہوی کے معنی کزنے کے ہیں، مسلمانوں کو اس قسم کے لفظ سے متصف

ایک اور لفظ جس کا تلفظ اس کے تلفظ سے بالکل ملتا ہے،

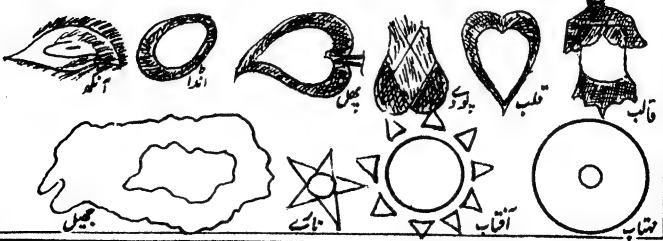


نہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا لیکن یہ تاویل غیر صحیح ہے، کیونکہ ہوی کے صحیح معنی راجح الی اصلہ کے ہیں، اگر کترانے کا مفہوم بھی لیا جائے، تو زیادہ فرق نہیں آسکتا، کیونکہ اسلام تو انسانوں کو برائیوں اور بد اخلاقیوں سے کترانا سکھاتا ہے، چیز کا اپنے اصل کی طرف رجوع کرنا، اور انسان کا برائی سے کترانا اس لحاظ سے بھی یہ لفظ ٹھیک ہے، لیکن یہ اس کا اصل مفہوم نہیں ہے، اب اس کے اصل مطلب کی تشریح کے لئے ہلکوا اور چند سطریں لکھنی ہیں،

نجومی کہتے ہیں، کہ آسمان اور زمین کے اندر زکوری اور انائی دو عناصر ہیں ایک دوسرے کو برابر کھینچتے ہیں، اور ایک دوسرے کی طرف راجع ہوتے ہیں، اس کا مطلب معمولی آدمی سمجھ نہیں سکتا، حقیقت یہ ہے کہ آسمان اور زمین خدا کی قدرت سے قائم ہونے کے بعد، آسمان زمین کو اپنے اندر شامل کر لیتا ہے، اس کی صورت یہ ہے (○) باہر کا دائرہ آسمان اور اندر کا زمین ہے، اب اس شکل کو لفظ ہوئی (□) کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو یہ لفظ عناصر زکوری اور انائی کا مفہوم ادا کرتا ہے، کائنات کس سے وجود میں آئی، ان دو عناصر سے، ان دو عناصر کا مرکز کمان ہے، باری تعالیٰ کی ذات ہی، اب اس لفظ کے معنی اسکی شکل سے ملا دیجئے، ہوئی کے معنی رجوع ہیں، پس جس چیز کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہے، پھر اسکی طرف رجوع کرنا ہے،

علماء کا قول ہے کہ انسان کا قالب اور دل بھی اس لفظ کی شکل سے ملتا ہے، پھول کے پوے، درخت کا پھل، پرندے کے انڈے، انسان کی آنکھ جھیل، سمندر کے آقباب اور ماہتاب سب اس لفظ ہوئی (□) کا مرکز ہیں،

اس لفظ سے جو شکل بن سکتی ہو، وہ یہ ہے۔



ہوئی کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے، بلکہ اور گہرا اور باریک ہے، اس کے معنی احاطہ کرنے کے بھی ہیں، عالم ملکوت ارواح کی جولا نگاہ ہے، اور عالم اجسام کا منظر گاہ، ارواح مخلوقات لطیفہ ہیں جو ہر قسم کے لوث سے پاک ہیں، اجسام روح و نفس سے مرکب ہیں، جو باوجود کثیف ہونے کے لطیف بھی ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان دونوں کو یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کو اپنے قابو میں رکھتا ہے، کیونکہ وہ ہر شے کو محیط ہے، اس لحاظ سے ہومی ہومی چیو ایک ایسا دین ہے، جو روحانی اور جسمانی دونوں زندگی پر حاوی ہے، وہ دونوں زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، عربی میں اس دین کو اسلام کہتے ہیں، لیکن چینی مسلمانوں نے اس کا نام ہومی ہومی چیو، اسلئے پسند کر لیا ہے کہ اس کا مفہوم اس قدر جامع اور مانع ہے، جو اسلام کے مطلب کو پورا ادا کرتا ہے، اور چین کے تعلیم یافتہ طبقے بآسانی سمجھ سکتے ہیں، اسلام کے بجائے ہومی چیو کا استعمال کرنا بھی کافی ہے، لیکن ہوئی کی تکرار سے یعنی، ہومی ہومی چیو کے کہنے سے مطلب ہے کہ یہ دین صرف ایک ہی زندگی پر حاوی نہیں ہے، بلکہ دو زندگیوں پر ایک زندگی جسمانی اور دوسری زندگی روحانی،

## آٹھواں باب

### تصانیف

یہ بات بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے، کہ ساتویں صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک اگرچہ مسلمان چین میں کافی پھیل چکے تھے، لیکن چینی زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو اسلام یا عربی علوم کے متعلق ہو، حیرت اس پر نہیں ہے، کہ ہمدانگ میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی، بلکہ حیرت اس

بات پر ہے کہ عبدیوان مین جب سرزین چین مین مسلمانوں کا زور تھا، تب بھی انھوں نے اس کیلئے کوشش نہیں کی، حالانکہ قو میلائی خان کے دربار میں مسلمان کافی تھے، اور وہ علوم اسلامی سے اچھی طرح واقف تھے، اور شمالی و مغربی چین، تزاری اور ترک مسلمانوں سے آباد ہو چکا تھا، چینی تاریخ میں اس عہد کے مسلمان لازون اور عہدہ داروں کا ذکر ہے، لیکن اسلامی تصانیف کا ذکر کہیں نہیں ہے، البتہ عہدینگ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوا کہ دارسلطنت چانگ ان (CHANG AN) کے شاہی کتب خانہ میں عربی کتابوں کا ذخیرہ تھا، جس کی اکثر کتابیں علم نجوم سے متعلق تھیں، جبکہ ترجمہ بعد میں چینی زبان میں ہو گیا تھا، ان کتابوں کے ترجمہ کے متعلق چند سطریں ذیل میں لکھی جاتی ہیں:۔

عہدینگ کا پہلا فرمان روا ٹائی چو (۱۳۹۹-۱۳۷۸ مسیحی) جب تخت چین پر شکن ہوا تو اس نے ان عربی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لئے جو عبدیوان کے شاہی کتب خانہ میں پائی گئی تھیں، مسلمانوں کے شیخ المشائخ کو ایک فرمان لکھا، ان کتابوں کا ترجمہ ہونے کے بعد جب اون کی ترتیب ہوئی، تو ٹائی چو کے وزیر معارف و چونگ پے (WUCHONG PEH) نے اس پر ایک مقدمہ لکھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ٹائی چو کو ان کے ترجمہ کا خیال کیونکر پیدا ہوا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ عربی علوم کی ان کے نزدیک کیا قدر تھی، اور شیخ المشائخ کون تھے،

شاہ ٹائی چو ۱۳۶۶ء میں تخت پر بیٹھا، اور ۱۳۸۱ء میں شیخ المشائخ کو علم نجوم کی کتابوں کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا، یہ کام ایک سال میں ختم ہوا، جس کا ثبوت شاہی فرمان اور وزیر معارف کی دستاویز سے مل سکتا ہے، شاہ ٹائی چو کا فرمان جو شیخ المشائخ کے نام جاری ہوا، اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

”مجھے اچھی طرح علم ہے، کہ عقلمندوں کی طریقت جب کامیاب ہوتی ہے، تو وہ خوش نصیب

سمجھے جاتے ہیں، ورنہ بد نصیب، اگر اس کا مطلب یہ نہیں ہو کہ فی نفسہ طریقت میں کوئی خرابی ہو

بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب طریقت کی لیاقت ناقص ہے، یہاں تک کہ ان کے

خیالات کی معمولی وجہ سے رک جاتے ہیں، اور اشاعت نہیں پاسکتے،

ہمارے ملک کی لغت عقود اور اشارات سے شروع ہوئی تھی، پھر پا کو ائی نے اون کی جگہ پیا کو ائی سے چیاں میں، اور چیاں سے دفتر کی صورت میں تبدیل ہوئی، دفتر کے ذریعہ سے قدیم حکماء اور علمائے اقوال محفوظ کر لئے گئے، پھر رفتہ رفتہ حکمت کا ذخیرہ جمع ہو گیا، اور علوم و فنون کی اشاعت ہوئی، ہونود (۳۶۰ء) کی ابتدا میں میرافوجی جزل، جب دارالسلطنت میں داخل ہوا، تو شاہی کتب خانہ میں بہت سے کتابیں جن کی تحقیف کی ضرورت تھی پائی گئیں، خبر مشہور تھی کہ وہ حکماء اور علماء کی یادگار ہیں جن میں حکمت اور عقل کی باتیں مدفون ہیں، مگر سب چینی زبان میں ہیں، دربار میں کوئی انکو نہیں سمجھ سکتا، میں نے سنا تھا کہ تم اس زبان سے واقف ہو، اور ان کتابوں سے تمہیں خاص دیکھی ہے، اس لئے تم کو علم دیا تھا کہ ترجمہ کر ڈالو، اب کئی مہینے ہو گئے ہیں، جو کچھ ترجمہ ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ فوق السما اور تحت الارض کی باتیں سب اس میں موجود ہیں، بارزا و عین افکار ہیں مستور ہیں، افلاک اور سیارات کے ادوار سب اس میں مندرج ہیں، ادارہ نجوم کا ناظم تمہارے بھیکے

لے شروع شروع میں چیاں کی کوئی لغت نہ تھی، عقود اور اشارات سے کام لیا جاتا تھا، اپنی جو کتنی سے متعلق ہو اس کیلئے رسی میں گرہ بنا لیتے تھے، ایک گرہ ایک عدد سمجھا جاتا تھا، اور جو کتنی سے متعلق نہ ہو تو دیوار یا پتھر پر یادداشت کیلئے کچھ نشانات بنا لیا کرتے تھے، بعد میں پا کو ائی کی ایجاد ہوئی، جس کے خاص نشانات ہیں، جن سے سیارات کی حرکات و سکنات معلوم کیا جاسکتی تھیں، پا کو ائی، کے نشانات یہ ہیں: -  
 اسکے بعد انشا کی شکل کے مطابق لغت بنائے گئے، مثلاً آکھ کیلئے اور منہ کے لئے سب نقشے بانس کو تون اور ریشی کیڑوں پر بنائے جاتے تھے جس کو چیراں کہتے ہیں، پھر ان نشون سے موجودہ چینی حروف بنے، مثلاً آکھ کیلئے اور منہ کے لئے یہ کاغذ کی ایجاد کے بعد دفتر میں درج کر دیئے گئے، جو بعد میں لغت بن گئے،  
 قدیم چینوں کا خیال تھا کہ سلطنت کا عروج اور زوال تاروں کی گردش سے وابستہ ہے، اسلئے ہر عہد میں ادارہ نجوم کا خاص طور سے اہتمام کیا جاتا تھا، وہاں علم نجوم کا ماہر مقرر کیا جاتا تھا تاکہ تاروں کی نقل و حرکت سے یا اونکے ظہور و ستور سے ملک کی برکت و آفت، اور حاکموں کی سعاد و شقاوت سے بادشاہ کو اطلاع دے،

ان کو سمجھ سکے، اور تم کو بغیر کمال دکھائے ہوئے، کیونکر استاد زمانہ کہے؟ اس واسطے تمہارے اعزہ اور کئی تم کو، ہینٹین کا خطاب دیا جاتا ہے، اور تم کو ادارہ ترجمہ کا مدیر مقرر کیا جاتا ہے، امید ہو کہ قبول کرو گے، (۱۳۸۳ء)

## ۲۔ وزیر معارف و چوونگ پہ کا لکھا ہوا مقدمہ،

جیکہ شیخ المشائخ نے شاہی فرمان کے مطابق ان کتابوں کا ترجمہ کیا تو وزیر معارف و چوونگ پہ نے اپنے ہاتھ سے مقدمہ لکھا، جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”بادشاہ زمانہ، آسمانی حکم کے مطابق چین کی نگرانی کرتا ہے، اور اخوت کی تبلیغ کرتا ہے، اس لئے اہل السیف والشم اس کے گرویدہ ہوتے ہیں، ہون وود کے شروع میں جب فوجی جنرل نے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا، تو بہت سی کتابیں برآمد ہوئیں جو حکماء سلف کے افکار میں، یہ کئی ہزار کتابوں کا ایک ذخیرہ تھا، جو عہد ان کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ تھا، سنا ہے کہ فرصت کے وقت، علماء اور حکماء جمع ہو کر ان کا مطالعہ کرتے تھے، اور ان پر بحث کرتے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ ان سے مواد لیکر حکومت کا دستور بنایا جاسکے، ان کتابوں میں سے جو دارالسلطنت میں برآمد ہوئیں، کئی سو عربی کتابیں بھی تھیں، حردن ابنی اور زبان غیر تھی، یہاں ان کا کوئی جاننے والا نہیں تھا، ۱۳۸۳ء کے موسم خزاں میں بادشاہ مائی چو نے ایک دربار کیا، جس میں ہینٹین، لی چون (Lee Chun) اور مجھ کو خاص طور پر بلایا، اور ہم سے فرمایا:-

”آسمانی طریقہ پوشیدہ اور پراسرار ہے، وہ انسانوں کو بتلاتا ہے کہ حاکم وقت آسمانی حکم سے حکومت کرتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنے سے کامیاب ہوتا ہے۔“

”قدیم زمانہ کے حکمران، نجوم کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتے تھے، اور موسموں کی تبدیلی کی

لٹھرائی محمد بن دوسرے درجہ کا خطاب ہو، (2ND CLASS TITLE IN CIVILIAN RANK)

حقیقت دریافت کرتے تھے، تاکہ ان سے سبق سیکھیں، اور انسانیت کی تربیت کریں، اشیاء میں ہم آہنگی اور تناسب پیدا کریں، ان کی بدولت علم کا عروج اور تہذیب کا چرچا ہوا،

”موجودہ زمانہ میں عرب قلم نجوم کے ماہرین، افلاک کی گردش اور سیارات کی حرکات کے متعلق صمیم رائے رکھتے ہیں، ان کے تجربات اور مشاہدات بڑھے ہوئے ہیں، ان کی کتابوں میں کواکب اور نجوم کے متعلق جو معلومات مل سکتی ہیں، اور کتابوں سے نہیں مل سکتیں، یہ ایک اہم علم ہے جہاں انسانی اور آسمانی تعلقات کا راز مضمر ہے، ان کتابوں کا ترجمہ ہونا چاہئے، تاکہ آسانی سے ان کا مطالعہ کیا جاسکے، اور ہم ان کی مدد سے علامات نجوم کا مشاہدہ کر سکیں، ان علامات کے مطابق آفات و بلیات کی نفاذ اعمال حسنہ کی اشاعت اور آسمانی حکم کی اطاعت کریں، اور انسانی جذبات کا محاذ رکھیں۔“

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے، بادشاہ نے ایک فرمان لکھا، اور لین ٹائی کے دائرہ نجوم کے ناظم حیدر عطف الدین، قاضی المسلمین و شیخ المشائخ محمود وغیرہ کو دربار میں بلایا، شاہی کتب خانہ سے کتابوں کا ذخیرہ نکالا، اور ان کو ان کتابوں کے ترجمہ کرنے پر مامور کیا، جو قلم نجوم اور نظام شمسی و قمری سے متعلق تھیں اور یہ فرمایا:-

”تم لوگ مسلمان ہو، ممالک مغرب کے باشندے ہو، عربی زبان سے واقف ہو چینی زبان بھی سمجھ سکتے ہو، زبان سے لوگوں کو سمجھا سکتے ہو، قلم سے معانی بیان کر سکتے ہو، تیار ہو جاؤ، ان کتابوں کا ترجمہ کر دو، ناغہ نہ کرو، غفلت میں نہ پڑو، مجھ پر تمہارا احسان ہے، تمہارے لئے میری طرف سے انعام...“

انھوں نے اس فرمان کے مطابق ”یون ٹوٹن ہن“ کے دہانہ پر ایک ادارہ قائم کیا، اور ترجمہ کا کام شروع کر دیا، کتابوں کا مغز اور نچوڑ ایک جگہ جمع کر دیا، یہاں تک کہ ترجمہ کا کام مکمل ہو گیا، مسودہ منضو کرنے کے بعد شاہ ٹائی چو کی خدمت میں پیش کیا گیا، پھر وچونگ پک کو چیک ہوا کہ اس کتاب کا مقدمہ لکھو

اسے تمام کا نام جہان رصد گاہ تھی، اسے شہر نائکنگ کا ایک دروازہ،

مین نے یوں لکھنا شروع کیا:-

”روایت ہے کہ فونی نے پاکوائی، بنایا، ٹانگ اور یود (Yod - Ya) نے جنری تیار کی، شون (Shon) نے اعظم نے سات ریاستوں کو متحدہ کر دیا، اور مقدس یوہ (Yoh) نے نوہرین کھدوائیں، عہد بھم کی رویتیں اور ہر ہر زمانہ کی حکمتیں، سب دفتر دن میں درج کر دی گئیں، جنین زمین و آسمان کی تبدیلی شمس و قمر اور کواکب کی گردش، عناصر ذروری و انائی کے مطابق سرودی گرمی کی ترکیب، دن اور رات کی ترتیب، انسان کی سعادت و شقاوت اور ایشیا کے بقا و فنا کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی، اب عربوں کے علم نجوم کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسین جو باتیں ہیں، اگر اون کا چینی روایات سے مقابلہ کیا جائے، تو ہماری رسل یہ ہے کہ اون کی اصل ایک ہے، اور شاخ مختلف، کیونکہ دنیا کا ہر گوشہ حقائق سے لبریز ہے، اور حق کی باریکیاں ایشیا میں جلوہ افروز ہیں، ان میں نہ مشرق و مغرب کی خصوصیت ہے، نہ چین و عرب کی،

”خدا کرے کہ ہمارے بادشاہ کا دل مسرور ہو، اس کا سینہ علم و حکمت کی شراب سے لبریز ہو، نیست میں خلوص ہو، عمل میں جوش ہو، قول میں صداقت اور فعل میں سچائی ہو، یہ بات سب پر روشن ہے کہ وہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتا ہے، اور آسمانی حکم کے مطابق جو سرا پادانش و حکمت ہے، حکومت کرتا ہے، اب بادشاہ کو حکمت کا ایک خزانہ ملا ہے، یہ خزانہ کیا ہے؟ عرب کی حکمت نجوم ہے، جس کے ذریعہ سے انسان اور آسمان کے تعلقات معلوم ہو سکتے ہیں، خدا ہمارے بادشاہ کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے، آمین!.....“

ہر

و چونگ پہ وزیر معارف،

لے یافت کا بگڑا ہوا نام،

”ان ترجمہ شدہ کتابوں کے نسخے اب تک محفوظ ہیں، یا غیر محفوظ، خاکسار کو کچھ معلوم نہیں، ہمدینگ کی تاریخ اور چین کے خزانہ المعارف میں ان کے حوالے کین کین ملتے ہیں، مگر وہ مکمل صورت میں موجود نہیں اور رنگہائی کے کمپل پریس میں جو چین کا واحد پریس سمجھا جاتا ہے، جس کے ماتحت مشرقی کتب خانہ قائم تھا جو حال میں جنگ چین و جاپان کی وجہ سے خاکستر ہو گیا، اس کی فرست میں بھی عربوں کے علم نجوم کا ذکر نہیں، اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل نسخہ غائب ہو گئے ہونگے، بہر حال یہ قابل تحقیق ہے۔“

ہمدینگ میں نہ صرف عربوں کا علم نجوم چینی زبان میں منتقل کیا گیا، بلکہ اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا گیا، اگرچہ ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کون سی کتابیں تھیں جن کا ترجمہ ہوا، لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں جو کتابیں ترجمہ ہوئیں وہ علم نجوم پر منحصر نہ تھیں، بلکہ اور کتابیں بھی تھیں، کیونکہ جیات محمدی کے تعلقات میں حاکم چکیانگ (Chchiang) کا ایک مقالہ ہے جو ۱۳۱۷ء میں لکھا گیا تھا، اس زمانہ میں ہمدینگ کا آخری فرمان روا جھونگ چینگ (JHONG CHANG) تخت پر تھا، اور حاکم چکیانگ کا نام شان اپن پانگ (Shan-ping) تھا، اس نے اپنے مقالہ کا عنوان ”مختلف کتابوں کا مجموعہ“ رکھا تھا، مقالہ کے شروع میں اس نے یہ لکھا ہے:-

”..... اس مجموعہ کو میں نے مختلف کتابوں سے انتخاب کر کے جمع کیا یہ اس طرح سے ہوا، کہ جب اتفاقاً کسی کتاب میں کوئی پسندیدہ مضمون ملا، تو اس میں شامل کر دیا، اس کے مطالعہ کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ بلاد عرب کے منظر میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں، آہ! وہ شان! آہ! وہ عظمت!

نئے میرا من غالب یہ ہے کہ یہ مسلمان تھا، کیونکہ اس کی زبان سے ثبوت ملتا ہے،



.....“

ان چند جملوں سے یہ بات بالکل صاف ہے کہ علم نجوم کے ترجمہ کے علاوہ اور کتابوں کا ترجمہ بھی ہوا،

### ۳۔ عہد سنگ میں اسلامی تصانیف اور ان کے مؤلفین

جب ہم عہد سنگ کو چھوڑ کر عہد سنگ میں داخل ہوتے ہیں تو اس زمانہ کے چینی مسلمانوں کی ذہنی نشیت میں آثار ترقی نظر آتے ہیں، کیونکہ یہ زمانہ محض ترجمہ کا زمانہ نہیں تھا، بلکہ تصنیف اور تالیف کا دور شروع ہو گیا تھا اٹھارہویں صدی میں جس نے تالیف کے ذریعہ سے اپنے کو زندہ رکھا ہی، وہ کیونٹی، (میرزا محمد علی) مؤلفین کے تمام مسلمان اسکو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں، اس وجہ سے نہیں کہ وہ پیروی کرتے تھے، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ مصنف اور مؤلف تھے انھوں نے اپنی تحریر سے نہ صرف چینی مسلمانوں کے ذہن کو جلا دی تھی بلکہ غیر مسلموں کے دریائے خیالات میں بھی طوفان پیدا کر دیا تھا مگر افسوس ہم اس بزرگ کے حالات زندگی سے اچھی طرح واقف نہیں ورنہ کچھ اقتباسات یہاں درج کر دیتے ”حیات محمدی“ جو اس کی سب سے مشہور تصنیف ہے، اس کے دیباچہ میں اس نے اپنی زندگی کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے:-

”..... تالیف آسان کام نہیں ہے، میں نے نہ اسال کی عمر سے کتاین پڑھنا شروع کیا نہ سال کی مسلسل محنت سے میں نے معتقدین کا نفوش اور دیگر مؤلفوں کی تصانیف کو ختم کر ڈالا، چھ سال کی مدت میں عربی زبان سیکھی، اور ایک سال تک بدھ مت کا مطالعہ کیا، بعد میں مغربی تصانیف سے اس بزرگ کے حالات زندگی دریافت کرنے کے لئے میں نے مدیر نفاذہ اللہال دیکھیں ا کو لکھا، جواب آیا کہ حالات نہ کسی نے لکھے اور نہ اون کا اسکو علم ہے،

میں سے ۳۴ کتابیں پڑھیں جن کی وجہ سے میرے دل میں کچھ روشنی پیدا ہو گئی، اس کے بعد علوم اسلامی کی تحقیق اور ان کا مطالعہ کیا، اسلام کے متعلق میں نے سو سے زیادہ کتابیں لکھیں، مگر جو چھپ کر شائع ہوئی ہیں، وہ صرف رسوم عرب اور عقائد اسلام کی چند کتابیں ہیں، رسوم عرب کیا ہے، دستور العمل ہے، عقائد اسلام کیا ہے؟ دستور دین ہے، اب میں نے حیات محمدی کی تکمیل کی، اس خیال سے کہ لوگوں کو عمل و دین کے بانی مہمانی سے واقف کرا دوں، اور لوگوں کو یہ سمجھا دوں کہ حقیقت عالم ایک ہی ہے۔“

”.... حیات محمدی کے مواد جمع کرنے کی غرض سے میں مشرق گیا، پھر مغرب شہال گیا، پھر جنوب الجزائر کے لبتجانے دریافت کئے اور علماء کی چوکھٹ پر حاضر ہوا، مگر کہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق کوئی تصنیف نہ ملی، آخر دار السلطنت نائٹینگ میں پہنچا، وہاں ایک خاندان دو (WU) تھا، اس کے لبتجانہ سے بہت سی عربی کتابیں ملیں جو عہد یوان کے امراء چھوڑ کر گئے تھے، جن سے انتخاب کر کے موجودہ مسودہ تیار کیا، بیچ ۱۸۶۲ء میں کام شروع کیا، اور تین سال کے اندر اس کی تکمیل کی، اس اثنا میں کبھی جھگڑا آرام نصیب نہیں ہوا، کیونکہ مجھے کبھی ادھر جانا پڑا، اور کبھی اودھر، ایک جگہ پر بیٹھ کر لکھنے کا موقع نہیں ملا....“

ان بزرگ کے متعلق جو میرا علم ہے، صرف یہ ہے کہ یہ نائٹینگ کے باشندے تھے، خاندان لیو (Lui) سے متعلق تھے، جبکہ انھوں نے حیات محمدی لکھی، تو ان کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی تھی، حیات محمدی ۱۸۶۲ء میں تکمیل کو پہنچی، اس قیاس سے وہ ۱۸۲۲ء سے قبل یا بعد میں پیدا ہوئے ہونگے، حیات محمدی ۱۸۶۲ء میں پہلی دفعہ چینی زبان میں شائع ہوئی، مگر بہت محنت اور مشقت کے بعد، کیونکہ اس کا مسودہ حکومت نے ضبط کر لیا تھا، پھر واپس کر دیا، اس نے خود

لکھا ہے، کہ اوس نے ستو سے زیادہ کتابیں لکھی تھیں، مگر اون کی اشاعت نہیں ہوئی، اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس زمانہ میں نہ ٹائپ ایجاد ہوا تھا، اور نہ لیتھوگرافی، جو کوئی کچھ چھپوانا چاہتا تھا، سب سے پہلے مسودات کو لکڑی کے تختوں پر کندہ کرتا، اور تختوں پر اتنی کتابوں کے مسودات کے کندہ کئے جانے کے لئے صرف کثیر کی ضرورت تھی، اور وقت بھی بہت درکار تھا، اس لئے اون کی اشاعت نہ ہو سکی، مگر اون کے مسودات کہاں گئے کچھ پتہ نہیں، البتہ رسوم عرب، عقائد اسلام، ارکان خمسہ اور حیات محمدی، چین میں مروج ہیں، ان کے کئی ادیشن، بکسل پکچر ہیں، انکے نئے ایڈیشن ۱۹۲۵ء میں نکلے، تبتی ونگولی کمیشن کے صدر مافو میا نگ نے اپنے ذاتی خرچ سے مذکورہ بالا چاروں کتابوں کو چھپوایا، جو مسلم اور غیر مسلم میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں،

حیات محمدی کے نئے ادیشن میں، مالین ای (Malinaye) سابق وزیر معارف پکن کا دیا چہ ہے، جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ آنحضرت صلیع کے ظہور کا کائنات کو علم تھا، اور وہ آنحضرت صلیع کو دنیا کا پیغمبر اعظم تسلیم کرتا تھا، اس دیا چہ کی تھوڑی سی عبارت یہاں نقل کرتے ہیں :-

”.... شاہ شیانگ (Shiang) کے وزیر کی کائنات سے ملاقات ہوئی، اس نے یہ دریافت کیا، کیا آپ پیغمبر ہیں، کائنات نے جواب دیا: ”میں پیغمبر کیسے ہو سکتا ہوں! میں صرف حکیم اور عالم ہوں، پوچھا: ”کیا شان وان (Shan wan) پیغمبر تھے؟“ جواب دیا: ”وہ پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں، وہ صرف عقلاء اور شرفا میں سے تھے، پوچھا: ”اوی (Wu) پیغمبر تھے؟“ جواب دیا: ”وہ رحمدل اور خوش مزاج تھے، پیغمبر نہ تھے، پوچھا: ”آخر پیغمبر کون ہے؟“ جواب دیا: ”مغرب میں پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے، وہ حکومت کریں گے، لیکن قوت سے نہیں، وہ من قائم

لہ شان وان چین کے سب سے پہلے تین بادشاہ تھے، اور اوی اون کے بعد کے پانچ شہنشاہ،

کر دیئے، لیکن زور بازو سے نہیں، لوگ اون کی باتوں پر یقین کریں گے، اور بغیر دیکھے ہوئے ان پر ایمان لائیں گے، فوج در فوج اون کے دین میں داخل ہونگے اور مروج در مروج اون کی تعلیم قبول کرینگے، یہ ہیں پیغمبر، مگر انکے نام کا مجھے علم نہیں،.....“

لیونٹنی کے علاوہ اور بہت مصنف تھے، ان میں قابل ذکر (۱) وانگ ٹائی پو (۲) ماچوسی، (۳) مائین (۴) کینگ تیان چوہ (۵) یہ میں پان وغیرہ ہیں،

وانگ ٹائی پو نے ”حقیقت اسلام“ اور ”دین قیم“ دو کتابیں چھوڑیں، ماچوسی نے ہدایہ اسلام لکھی، مائین کی ”اصول اربع“، کل ایہ راجعون، ”نغمہ اسلام“ اور ”تایخ عرب“، مچا رکتا میں ہیں، کینگ تیان چوہ نے ”دافع الشکوک عن الاسلام“ تالیف کی ہے، یہ میں یان نے فشاۃ الاسلام، الاسلام و انفسہ کفر و بدعت اور قرآۃ المبادۃ فی العربی تصنیف کی، ماچوہ جو یونان کا باشندہ تھا، اسکی بہت سی کتابیں ہیں، جو عربی، فارسی اور چینی تین زبانوں میں لکھی گئیں، ان میں جنگو خاص اہمیت حاصل ہے، وہ فصل، ہمات، مشتاق ہیں، یہ تمام عربی مدارس میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں، ۱۹۳۴ء میں چانگ ٹہ (Chang) میں انجمن معین المسلمین کے ماتحت مسلسل آٹھ کتابیں جو چینی اور عربی دونوں زبانوں میں تھیں لکھی گئیں، وہاں کے لوگوں نے یہ کوشش کی تھی کہ اون کو جدید تعلیم کا نصاب قرار دیں، مگر جب لوگوں نے یہ معلوم کیا کہ مصر میں بھی کتابیں نکل رہی ہیں تو قرآۃ الرشیدہ نے اون کی جگہ لے لی، اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ سپین کے لوگوں نے اپنے اہتمام سے اس کا غام اڈیشن تیار کیا ہے، جو تمام عربی مدارس میں تقسیم کیا جاتا ہے،

## ۴۔ قرآن شریف کا ترجمہ،

کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن شریف اس روز سے سر زمین چین

میں پہنچا ہوگا جس روز پہلا مسلمان چین کے دروازہ کے اندر داخل ہوا، مگر یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں، نہ کسی نے اس کے ترجمہ کرنے کی کوشش کی، اور نہ کسی کا خیال اس طرف رجوع ہوا، بعض عربی دان جوتھے، وہ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرنا ایک بدعت ہے، مسلمان کو ہرگز اس کا مرتکب نہ ہونا چاہئے، مگر زمانہ کے ساتھ کون لڑ سکتا ہے، علما کی وہی دیوار جو طوفان نیز دریا کے کنارے پر کھڑی تھی، اسکو زمانہ کا سیلاب بہا لے گیا، وہ نہ سیلاب کو روک سکتی تھی، اور نہ طوفان کا مقابلہ کر سکتی تھی، بلکہ خود گردش ایام سے گر گئی،

اس شاندار میں ایک غیر مسلم اٹھا، اور وہ کام جو دینی علماء انجام نہ دے سکتے تھے اس نے انجام دیا، اس غیر مسلم کا نام لی ٹی چینگ (LEETEI CHING) ہے اس نے ۱۹۳۲ء میں

جاپانی زبان سے چینی زبان میں مکمل قرآن شریف کا ترجمہ کیا، اور تیان سن کے چائنا پریس (CHINA PRESS) سے چھپوا کر شائع کیا، جب یہ ترجمہ چھپا تو مسلمانوں میں شور مچ گیا کہ ایک غیر مسلم نے قرآن شریف کا ترجمہ کیوں کیا؟ وہ شور مچانا جانتے ہیں، مگر ان کو یہ شرم نہیں آتی کہ خود کچھ کام نہ کر سکے، ان کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ ایک غیر مسلم نے اسلام کی خدمت کی ہے، کیونکہ اس سے قبل چین کے سارے تعلیم یافتہ طبقے قرآن پاک کی حقیقت سے بالکل ناواقف تھے، یہ ترجمہ ہو جانے سے کم از کم کفار چین کے کانون میں قرآن پاک کا پیغام پہنچ گیا، اور علی طبقوں کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہو گئی، اور اب وہ اسلام سے دلچسپی لینے لگے، اس سے قبل کفار چین اسلام اور مسلمانوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، اور برابراں کو برا کہتے تھے، مگر اب اگر وہ قصد اسلام کے خلاف کچھ لکھنا بھی چاہیں، تو ان کو نہایت گہرائی سے قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑیگا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قرآن شریف پر حقباغور کیا جائیگا، اتنی ہی حقیقت اور سچائی نظر آئیگی، میرا قیاس یہ ہے کہ مستقبل قریب میں چین میں ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا ہو جائیگی جو

کا نفوش کی تعلیم اور اسلام کی قائل ہوگی، کیونکہ اس زمانہ میں چینی مسلمانوں میں جو روشن خیال طبقے ہیں وہ کا نفوش کی تعلیم کو برا نہیں سمجھتے ہیں، وہ اس سے بہت متاثر ہیں، اگر غیر مسلموں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو جو اسلام کی قائل ہو، تو بہت جلد یہ دو جماعتیں ایک دوسرے سے بغل گیر ہونگی، اور ان کی آمیزش سے ایک جدید مذہبی جماعت کا ظہور ہوگا،

خیر! یہ تو ایک ضمنی بات تھی، میں یہ کہہ رہا تھا، کہ ایک غیر مسلم نے جاپانی زبان سے مکمل قرآن شریف کو چینی زبان میں منتقل کیا، اس میں شک نہیں کہ اس سے قبل مسلمانوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ناکام رہے، کیونکہ چند اجوار کے ترجمہ کرنے کے بعد پھر رک گئے، اور تکمیل تک نہیں پہنچا سکے، پہلی دفعہ چینی زبان میں قرآن شریف کا جو مکمل ترجمہ شائع ہوا ہے، وہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں ہوا جو لی ٹی چینگ نے ترجمہ کیا ہے، اس ترجمہ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں میں بھی غیرت آگئی، انھوں نے پیکن میں ایک انجمن قائم کی ہے، جس کا صدر دانگ چینگ زائی (WANG CHING ZAI) کو بنایا ہے، دانگ چینگ زائی کو مسلمانان چین میں علمی لحاظ سے وہی حیثیت حاصل ہے، جو مولانا سید سلیمان کوہندوستان میں، انھوں نے پیکن میں ایک دارالترجمہ قائم کر کے قرآن شریف کا ترجمہ عربی زبان سے کرنا شروع کیا، حال میں خبر آئی ہے کہ ترجمہ مکمل ہو گیا ہے، اور طبع ہو کر گذشتہ ماہ رمضان شریف کی ۲۷ کو شائع کیا گیا ہے، یہ ترجمہ غالباً زیادہ مقبول ہوگا بہ نسبت اس ترجمہ کے جو لی ٹی چینگ نے کیا ہے،

ان دونوں مکمل ترجموں کے علاوہ اور ایک مکمل ترجمہ ملتا ہے، جو جی زومی (JEE ZUMI) نے ترجمہ کر کے تنگھائی سے اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع کرایا ہے، اس کی اشاعت اور ترجمہ کرنے کیلئے ایک یہودی نے جس نے انگریزی شہریت اختیار کی تھی، مالی امداد خوب پہنچائی، اس کا نام ہارڈون (HARDON) تھا جو اگست ۱۹۳۱ء میں انتقال کر گیا، یہ تنگھائی کا سب سے بڑا سا ہوگا

اور زمیندار تھا، اس نے ..... ۱۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر بچھوڑے تھے،

چینی زبان میں قرآن شریف کے جو ترجمے ہوئے یا ہو رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

| نام مترجم     | مقام اشاعت | کس زبان سے         | تاریخ پبلیکیشن | کیفیت   |
|---------------|------------|--------------------|----------------|---|
| سلم علی ادارہ | تنگھائی    | عربی اور انگریزی   | جنوری ۱۹۲۶ء    | غیر مکمل۔ مگر ترجمہ ہوا۔ قطعاً قطعاً الاعلام تنگھائی میں شائع کر دیا گیا،                     |
| ما فوجہ       | یونان      | عربی سے            |                | غیر مکمل۔ ترجمہ قطعاً قطعاً (جس اسلام، یونان میں شائع ہوتا رہا،                               |
| لی ٹی چینگ    | تیان ٹسن   | جاپانی سے          | دسمبر ۱۹۲۷ء    | ترجمہ مکمل، لیکن مترجم غیر مسلم،  |
| جی زومی       | تنگھائی    | انگریزی اور جاپانی | اکتوبر ۱۹۳۱ء   | ترجمہ مکمل، لیکن مترجم غیر مسلم،  |
| یاکچین شیون   | پیکن       | عربی سے            |                | صرف ایک جز کی اشاعت ہوئی،   |
| وانگ چینگائی  | پیکن       | عربی سے            | ..... ۱۹۳۲ء    | دارالترجمہ پیکن کے زیرِ اہتمام چھاپا جا رہا ہے،   |
| لی پوزینگ     | چینگ آن    | عربی سے            |                | صرف نمونہ چھپا تھا، اور اسکے ساتھ تفسیر بھی،  |
| ہنگ ہنگ کوئی  | پیکن       | عربی سے            | جنوری ۱۹۳۲ء    | یہ کام اسی سال شروع ہوا۔ ترجمہ کیساتھ تفسیر بھی جو وقتاً فوقتاً انعام اللہ میں شائع ہوتا رہا، |

اب کی خبر سے معلوم ہوا کہ ایک اور مکمل ترجمہ جو زیرِ طبع ہے تین سال کے اندر شائع ہو جائیگا، مترجم کا نام ہانگ من چینگ ہے، اور طبع کے مصارف کا اندازہ پانچ ہزار ڈالر لگایا جاتا ہے، ترجمہ عربی سے کیا گیا ہے، مائی یوان کے بڑے بڑے رسالے کی کوشش سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام ۱۹۳۷ء کے آخر میں مکمل ہو جائیگا، اس ترجمہ کے بعض ضروری مقامات میں تاہم تفسیر بھی درج کی جائیگی،

## ۵۔ رسالے اور اخبار

چینی مسلمانوں میں اسلامی رسالے اور اخبار کا اجراء ۱۹۱۱ء میں شروع ہو چکا تھا، مگر کچھ سبب مالی دشواری یا اور کسی وجہ سے اچھی طرح نہ چل سکے، ۱۹۱۱ء میں یون نان میں مجلہ اسلامیہ اور پکن میں ”اسلامی ادب“ دو ماہوار پر پچے نکلے، ۱۹۱۲ء میں کنٹن سے ”خانگی تعلیم“ ۱۹۲۰ء میں شنگھائی سے ”نور الاسلام“ کوئی کیا ننگ سے علوم اسلامیہ ۱۹۲۱ء میں کنٹن سے ”شباب مسلم“ ۱۹۲۶ء میں کنٹن سے ”مجلہ نشان المسلمین“ اور ۱۹۲۹ء میں ”جمیۃ المسلمین“ وغیرہ یکے بعد دیگرے نکلے لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے انکو بند ہونا پڑا،

اصلی بات یہ ہے کہ یہ سب مذہبی رسالے تھے، اور مفت تقسیم کئے جاتے تھے، اس امید پر کہ مفت تقسیم کرنے سے یہ پرچے تمام جگہ پہنچ جائیں گے، مگر ناثرین کو کہاں اتنی قدرت ہو کہ اپنے جب سے ان کو چلائیں جب تک ان کی حیب میں کچھ رہتا ہے ان کو چلاتے رہتے ہیں، آخر میں مجبوراً بند کر دینا پڑتا ہے، اس وقت چین میں جو اسلامی رسالے جاری ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

| ردیف | نام رسالہ      | مقام شاعت | سندہ اجراء | قیمت یا مفت | کیفیت   |
|------|----------------|-----------|------------|-------------|---------|
| ۱    | جوس اسلام      | یون نان   | ۱۹۲۶ء      | قیمتہ       | ماہواری |
| ۲    | مجلہ اسلامیہ + | "         | "          | "           | "       |
| ۳    | نور الاسلام +  | "         | "          | "           | "       |
| ۴    | الخبر          | "         | "          | "           | "       |

سب سے بعض رسالوں میں عربی نام ہے اور بعض میں نہیں، اگر نام نہیں ہے تو اس کا مترجم نام درج کیا ہو، اور اگر نام ہے تو اس کے سامنے یہ + نشان بنایا ہو،



| سج | نام رساله         | تمام اشاعت    | سنه اجراء | قیمت یا مفت | کیفیت            |
|----|-------------------|---------------|-----------|-------------|------------------|
| ۵  | اسلامی فنون       | "             | ۱۹۳۲ء     | قیمہ        | "                |
| ۶  | نضارة الملل +     | پیکن          | ۱۹۲۸ء     | "           | ہینہ بین تین بار |
| ۷  | چینگ چون          | "             | ۱۹۲۹ء     | "           | ماہوار           |
| ۸  | الصرط المستقیم +  | پیکن          | ۱۹۳۱ء     | "           | "                |
| ۹  | نور المؤمن        | "             | مفت       | مفت         | ہینہ بین دو بار  |
| ۱۰ | رسالة المعلمین    | "             | ۱۹۲۷ء     | "           | ماہوار           |
| ۱۱ | الاعلام +         | تشنگہائی      | ۱۹۲۶ء     | قیمہ        | سہ ماہی          |
| ۱۲ | مسلم طلبہ         | "             | ۱۹۳۰ء     | مفت         | ماہوار           |
| ۱۳ | مسلم فوجان        | "             | ۱۹۲۹ء     | "           | "                |
| ۱۴ | نور الاسلام +     | طیان ٹن       | ۱۹۲۸ء     | "           | "                |
| ۱۵ | الاخلاق           | "             | "         | "           | "                |
| ۱۶ | بیدار وقت         | مکڈن          | ۱۹۲۲ء     | "           | "                |
| ۱۷ | المومن +          | کنٹن          | ۱۹۳۱ء     | قیمہ        | "                |
| ۱۸ | الحجة الاسلامیہ + | "             | ۱۹۲۹ء     | مفت         | "                |
| ۱۹ | المسلم +          | ہانگ کانگ     | ۱۹۳۱ء     | قیمہ        | "                |
| ۲۰ | چانگ ٹہ مسلم      | چانگٹ (ہونان) | ۱۹۳۲ء     | "           | "                |
| ۲۱ | لوخو مسلم         | لوخو (کیانسو) | ۱۹۳۱ء     | مفت         | وقت غیر معین     |

# نوان باب

## تعلیمی انتظامات

اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چینی مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق کچھ بیان کروں، چونکہ میں عرضہ سے ہندوستان میں رہتا ہوں اور اس آئین میں جو کچھ تبدیلیاں وہاں ہوئی ہیں، ان سے ابھی طرح واقف نہیں، اسلئے اول کی تعلیم کے متعلق تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکوں گا، مگر اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ ان کے عام تعلیمی حالات کیا ہیں، مختصر یہ کہ چینی مسلمانوں کی تعلیم دو شعبوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے، ایک دینی اور دوسرا دنیاوی،

### ۱۔ دینی تعلیم کے عام حالات

چین میں دینی تعلیم کے انتظامات عموماً ممالک اسلام کے دینی تعلیم کے انتظامات کے مشابہ ہیں یعنی اون کی تعلیم مساجد میں ہوتی ہے، یہی طریقہ ہندوستان میں اور یہی ممالک اسلام میں ہو چکا ہے۔ چین جہاں دینی تعلیم کا زور ہے، وہ صوبہ کانسو اور یون نان ہیں، ہاچاؤ (HOCHOW) میں جو کانسو میں مسلمانوں کا مرکز ہے، اکثریت سے دینی علماء جمع رہتے ہیں، اور طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں جس طرح جامع ازہر میں تمام دنیا کے مسلم طلبہ موجود ہیں، اس طرح ہاچاؤ میں تمام چین کے مسلم طلبہ پائے جاتے ہیں، دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لوگ دور دور سے جاتے ہیں، اور وہاں سے

فارغ ہو کر پھر اپنے وطن کو واپس آتے ہیں، اور دینی خدمات انجام دیتے ہیں،

اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں یونان کی دینی تعلیم مشہور تھی، اور کونین فوجی طور پر یونان کا پایہ تخت ہے، علوم دینی کا مرکز تھا، اور مشرق و مغرب کے طلبہ علم کی تلاش میں وہاں جایا کرتے تھے، اور وہاں کے علمی حلقوں سے سیراب ہوتے تھے، مگر جب دو دین شوی (محمد علیہ السلام) جس نے پچیس سال تک وہاں ایک مستقل حکومت قائم کی تھی، ۱۸۸۰ء میں شاہی فوجوں سے بالکل شکست کھا گیا، اور وہاں کے مسلمانوں کا مرکز توڑ دیا گیا، تو وہاں کا علمی حلقہ بھی خشک ہو گیا، مگر یونان کے بجائے ہاجاؤ کی سرزمین سے ایک نیا چشمہ ابلا، جو ۱۹۲۸ء تک تشنگان علم کو سیراب کرتا رہا، مگر جب عیسائی جنرل فانگ یوہانگ نے ہاجاؤ پر حملہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو پامال کر دیا، تو مسلمانوں کا تعلیمی مرکز یکین قرار پایا،

اگرچہ دینی تعلیم کسی نہ کسی طرح جاری ہے، مگر اس کی حالت زیادہ امید افزا نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ دینی تعلیم پاتے ہیں، اکثر غریب ہیں، چونکہ ان کو کچھ کام یا ذریعہ معاش نہیں ملتا ہے، اسلئے ان کے والدین یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ ان کو عربی مکتب یا مدرسہ (عموماً مسجد میں) داخل کر دیں، تاکہ وہاں وہ اپنے اوقات گزاریں، جب کوئی لڑکا دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو خوشی لوگ اسکی مدد کرتے ہیں، کیونکہ مسجد کے امام اور مولوی نے ان کو بتا دیا ہو کہ یہ ثواب کا کام ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں کمین مسجد ہوتی ہے، وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ ضرور ہوتا ہے، ان چھوٹے مدرسوں میں اگرچہ ایسے لوگ بھی پڑھتے ہیں جن کو معاش کی فکر نہیں ہو، مگر زیادہ تر غریب طلبہ پڑھتے ہیں جو صرف لوگوں کی بخشش اور صدقات پر گزارہ کرتے ہیں، ان میں جب کبھی کوئی ہونہار طالب علم نکلتا

لے بروم ہال اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ دو دین شوی نے صرف سو لہ برس تک حکومت کی، یہ بیان غلط ہے، کیونکہ عینی مورخ لکھتا ہے کہ دو دین شوی ۱۸۸۰-۱۸۵۵ء تک بغاوت کرتا رہا، لیکن بروم ہال نے صرف ۱۸۵۶-۱۸۶۳ء لکھا ہے، (دیکھو بروم ہال کی کتاب صفحہ ۲۰۶)

تو اس کے لئے کچھ رقم جمع کر کے اس کو دوسری جگہ بھیج دیا جاتا ہے، جہاں دینی تعلیم پہلے مقام سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، یہ لوگ پھر واپس آکر اپنے محلہ کے امام اور دینی پیشوا ہو جاتے ہیں، ان کی درسی کتابوں میں چند سورتیں، نماز کے احکام و ارکان، نوافل و فضو وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں، جب کو عربی زبان کا شوق ہے، انکو ملا جامی، مخضر المعانی، عوالم، مصباح اور مراح الارواح وغیرہ بڑے حدیثی ہیں، اگر کسی کو فقہ سے دلچسپی ہے، تو عمدۃ الرعاۃ، ہدایۃ، در المختار پڑھاتے ہیں، حدیث کی تعلیم شاذ و نادر ہے، البتہ علم الکلام اور عقائد کا زور کافی ہے، تفسیر تین جلدیں، بیضاوی، بڑے عربی مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں، فارسی زبان کی ہمت اور فوز النجات، فقہ کے نصاب میں داخل ہیں، عربی ادب بہت کم پڑھایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض چینی علماء بعض فقہی مسائل میں تو بہت ماہرین لیکن ایک لفظ عربی نہیں بول سکتے ہیں، ان سے کسی غیر ملک کے عربی دان سے ملاقات ہوتی ہے، تو باوجود اس کے کہ وہ عربی نہیں بول سکتے ہیں تاہم وہ اس سے مسائل دین اور احکام فقہ پر بحث کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا سوال صرف یہ ہوتا ہے کہ ”ہل هذا يجوز ام لا یجوز؟“

## ۲۔ دنیاوی تعلیم

چینی مسلمانوں میں دنیاوی تعلیم کا چرچا نسبتاً زیادہ ہے، جہاں کہیں مسلمانوں کی بستی ہے وہاں ابتدائی اسکول ضرور ہے، لڑکے بخوشی وہاں جایا کرتے ہیں، جو لوگ دنیاوی تعلیم پاتے ہیں، وہ متول اور خوشحال لوگوں کی اولاد ہیں، ان کے سارے اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں، اکثر مقاموں میں تعلیم مفت ہوتی ہے، لیکن بعض جگہ فیس بھی لی جاتی ہے، مگر بہت ہی کم، ابتدائی تعلیم کی مدت تین سال ہے جو چھ ٹرم (TERM) میں منقسم ہے، فیس دس اسکولوں میں فی ٹرم غالباً چار روپیہ تعلیمی فیس لی جاتی ہے، ابتدائی اسکولوں میں کوئی دارالاقامہ نہیں ہوتا،

اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ باہر کے چھوٹے بچے نہیں آتے ہیں، اگر آتے بھی ہیں تو وہ اپنے عزیزوں کے یہاں رہتے ہیں، جو بچے ابتدائی اسکولوں میں پڑھتے ہیں وہ محلہ کے قرب و جوار کے ہوتے ہیں، جو نصف میل سے زیادہ دور نہیں رہتے، ان اسکولوں کا نصاب اور غیر اسلامی اسکولوں کا نصاب تقریباً ایک ہی ہے، کیونکہ جو کتابیں ان میں پڑھائی جاتی ہیں، دوسرے اسکولوں میں بھی وہی پڑھائی جاتی ہیں، نصاب تو معلمین مدارس مرتب کرتے ہیں، لیکن کتابیں ایک خاص معیار کے مطابق جسکو محکمہ تعلیم نے مقرر کیا ہے نصاب میں داخل کی جاتی ہیں، جن پر محکمہ مذکور کی باقاعدہ مہر ہوتی ہے، ان کتابوں کے علاوہ جسکو نصاب میں داخل کرنے کی اجازت دی گئی ہو، اور کوئی کتاب نصاب میں داخل کرنا قابل گرفت ہے، البتہ مسلمانوں کے لئے ایک خاص رعایت ہو کہ اگر وہ خود چاہیں تو ایک آدھ دینی کتاب نصاب میں داخل کر سکتے ہیں،

ابتدائی اسکولوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی ہے، ان کا طریقہ تعلیم غیر مسلم اسکولوں سے بالکل ملتا ہے، اور تعلیمی حالات بھی تعلیم مخلوط ہے، لڑکے اور لڑکیاں دوش بدوش پڑھتی ہیں، اگرچہ بعض مقامات میں لڑکیوں کے لئے خاص اسکول ہیں، لیکن ان میں چھوٹے بچے بھی داخل کئے جاتے ہیں، اسکول کے معلمین میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، ان تمام اسکولوں کے اخراجات یا تو اصحابِ کرم برداشت کرتے ہیں، یا محصولِ ذبحہ سے پورے کئے جاتے ہیں، جو لڑکا یا لڑکی اسکول میں پڑھتی ہے، اسکویونیفارم (باصطلاح چینی لباس طلبہ) پہننا لازمی ہو، طلبہ کے لباس سردی میں سیاہ اور گرمی میں سفید ہوتے ہیں، ان کی ٹوپی فوجی ٹوپی سے مشابہ ہوتی ہے، اور ہر طالب علم کو ایک بیج (BADGE) اسکول کی طرف سے دیا جاتا ہے جس میں

لے پریس سے جو کتابیں شائع ہوتی ہیں اگر وہ اسکولوں کے لئے ہیں، تو ان پر محکمہ تعلیم کی مہر ہوتی ہے، اور لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب فلان درجہ کے لئے ہے،

اسکول کا نام درجہ کا نام اور طالب علم کی عمر درج ہوتی ہے، یہ بیچ کوٹ کے بائیں طرف اوپر کے حیب پر لگا رہتا ہے، اگر کسی طالب علم سے کوئی واقعہ پیش آیا، تو فوراً پتہ لگایا جاسکتا ہے، کہ یہ لڑکا کون ہے، اور کہاں پڑھتا ہے،

مسلمان بچوں کے لئے ہر جگہ اون کے ابتدائی اسکول ہیں، لیکن ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں، مسلمانوں کا قائم کردہ ثانوی اسکول شاذ و نادر ہی ملے گا، اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان میں پیشہ نہیں ہے، بلکہ اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ وہ آسانی کے ساتھ غیر مسلم اسکول میں جاسکتے ہیں، ان کو نہ اس کا اندیشہ ہے کہ غیر مسلم اپنے نصاب میں ایسی کتاب رکھتے ہیں جو مسلمانوں کے اخلاق کو خراب کرے، نہ یہ ڈرتے کہ وہ ان جانے سے وہ بدین ہو جائیں گے، کیونکہ چین کے غیر مسلموں میں مذہبی احساس اور دینی جذبہ بہت کم ہے، ان میں جو کچھ ہے، وہ قومیت اور وطنیت ہے، جس میں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں شریک ہیں، وہ تعلیم جو غیر مسلمانوں کے لئے مفید ہو، مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہے، اور جو غیر مسلمانوں کے لئے مضر ہے، وہ مسلمانوں کے لئے بھی، کیونکہ دونوں کا طرز زندگی ایک ہے، اور معیشت بھی، ایک، مسلمان غیر مسلمان سے کتراتے نہیں، اور نہ غیر مسلمان مسلمانوں سے بھاگتے ہیں، شمالی و مغربی چین میں اگرچہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کچھ مذہبی جذبات ہیں، لیکن وہ مسلمانوں کی دنیاوی تعلیم میں مائل نہیں ہو سکتے، اور شمالی و مغربی چین کے مسلمان غالباً اس وجہ سے ہر چیز میں پیچھے ہیں کہ ان میں مذہبی تعصب اور دینی جذبہ بہت زیادہ ہے، اگر یہ چیز نہ ہوتی، تو آج وہ بہت آگے ہوتے، خیر، یہ تو ایک ضمنی بات تھی،

غرض کہ مسلمانان چین نے ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کیا ہو، اور باوجود انتظام نہ کرنے کے، وہ ثانوی تعلیم سے محروم بھی نہیں رہے، یہ چین کے ثانوی اسکولوں کی ایک خوبی ہے، کہ انھوں نے مذہب کو دنیاوی تعلیم میں بالکل داخل نہ ہونے دیا، جس کی وجہ سے نہ مسلم زیادہ

ممتازین، اور نہ غیر مسلم، سب کے سب مادر وطن کی اولاد ہیں، اور سب کے سب ملک چین کے فرزند ہیں، ان کو ثانوی اسکولوں میں صرف یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے زندگی بسر کریں، اور کس طرح ایک سر کے ساتھ پیش آئیں، ان کا نصاب بالکل سیدھا سادہ ہے، ثانوی درجوں میں صرف معلوماتِ عامہ اور فنی تعلیم ہے، معلوماتِ عامہ میں ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، زبان (ملکی اور غیر ملکی)، حفظانِ صحت، شہریت، ابتدائی سائنس، کیمیا و طبیعیات، وغیرہ ہیں، فنی تعلیم میں ہر قسم کی صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی ہے اس سلسلہ میں کتابوں اور کلاسوں سے بہت کم کام لیا جاتا ہے، بلکہ طلبہ فیکٹریوں اور کارخانوں میں بھیج دیے جاتے ہیں، کہ وہاں جا کر کام سیکھیں، کیونکہ ہر بڑے مقام مثلاً شنگھائی، کنٹن، ہان کاؤ، تیان سن، یکن، وغیرہ میں ثانوی اسکولوں اور کارخانوں کے درمیان معاہدہ ہے کہ طلبہ کو صنعت و حرفت سکھائیں، ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے میں اگر مسلمان غیر مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جائیں تو بالکل کوئی اندیشہ نہیں ہے،

ادبی ذوق اور ذہنی نشوونما، یونیورسٹی کی تعلیم سے شروع ہوتی ہے، اس میں خاص خاص شعبے ہیں، ہر طالب علم اپنی طبیعت کے مطابق ایک یا دو مضامین اختیار کر لیتا ہے، چین کے مسلمان اگر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہتے ہیں تو وہ بھی یونیورسٹی میں شریک ہوتے ہیں اور وہ اپنے ذوق کے موافق مضمون پسند کرتے ہیں، اور جب فارغ ہوتے ہیں تو وہ میدانِ زندگی میں لوگوں کیساتھ مقابلہ کرتے ہیں، اور ان کے ہمسر ہوتے ہیں،

جہاں تک دنیوی تعلیم کا تعلق ہے، چینی مسلمانوں کو کوئی خاص انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، دینی تعلیم کے لئے اگرچہ ان کا خاص انتظام ہے، لیکن حالت بہت خراب ہے، اصلاح کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ جو دینی تعلیم پاتے ہیں وہ اکثر غریب ہوتے ہیں، اور وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر سوا کسی مسجد کے امام بنانے کے اور کسی کام کے قابل نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے

روز بروز دینی حالت خراب ہو رہی ہے، ایک توجہ دینا تعلیم یافتہ چین ہی سے دینی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنے سے دین کی اہمیت اور حقیقت نہیں سمجھتے، اور دوسرے مولوی صاحبان اس قدر قدامت پسند ہیں کہ دنیاوی ضروریات کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نہ دوسروں کے لئے کوئی مفید کام کر سکتے ہیں، اور نہ اپنی زندگی کے لئے کوئی نئی راہ نکال سکتے ہیں، انکی دینی خدمت صرف قرآن خوانی، خطبہ پڑھنا، نماز پڑھنا، نکاح پڑھانا، اور مردوں کو دفن کرنا ہے، ایسی حالت میں بغیر اصلاح، نہ دینی تعلیم کی ترقی ہو سکتی ہے، اور نہ اسلام کی روشنی پھیل سکتی ہے، دینی تعلیم بغیر معلومات عامہ کے اس زمانہ میں کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی، اس کی کو محسوس کرتے ہوئے بعض دینی مصلحین نے سکین مین ایک جدید طرز کی درس گاہ قائم کی ہے، جو چینگ دا (دارالمعلمین) کے نام سے موسوم ہے، حالات بہت امید افزا ہیں، بہت ممکن ہے کہ آئندہ چل کر یہی چین کا سب سے بڑا دینی مدرسہ بن جائے، اسلئے اس کے متعلق چند سطریں لکھ رہا ہوں،

### ۳۔ چینگ دا (دارالمعلمین سکین)

یہ ایک جدید طرز کی دینی درس گاہ ہے، جو ۱۹۲۵ء میں شہر ٹسین نام (TSINAN) شاٹانگ مین قائم ہوئی، اس کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی مرتب ہوئی، کمیٹی کے ہر رکن کیلئے لازم ہے کہ وہ کم از کم سو ڈالر ماہوار چندہ دے، اگست میں اس کا افتتاح ہوا، پہلے تو معمولی طور پر یہ دارالمعلمین چلایا رہا، لیکن چند مہینہ کے بعد جب اس کے لئے کافی سرمایہ جمع کر لیا گیا، تو لوگوں نے اس کے لئے ایک مستقل تعلیمی فنڈ قائم کیا، جو ایک لاکھ ڈالر پر مشتمل تھا، تعلیمی فنڈ قائم ہونے کے بعد ۱۹۲۸ء میں لوگوں نے اس کی توسیع کا ارادہ کیا، لیکن اس زمانہ میں شمالی چین کی فوج شاٹانگ مین پہنچ چکی تھی،

۴۔ اس ہم سے چین کا اتحاد ہوا،



اور سہ ماہی ۱۹۲۵ء کو شہر ٹسی نان میں جا پانی فوج سے اس سے تصادم ہو گیا، جس کی وجہ سے یہ شہر خاک میں ملا دیا گیا، اس لئے لوگوں کو نہ صرف اپنے ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا، بلکہ تعلیم کچھ دنوں کے لئے موقوف کر دی گئی، اتحاد چین کے بعد جب ملک میں سکون پیدا ہوا، تو دوبارہ اس مدرسہ کا افتتاح کیا گیا، لیکن جس بنک میں اس درس گاہ کا روپیہ تھا وہ فیل ہو چکا تھا، اس وجہ سے یہ مدرسہ پھر بند ہو گیا، آخر اس کا منتظم سکین گیا، وہ ان مافو ہیانگ سے ملاقات کی، اور اس درس گاہ کے متعلق اس سے ذکر کیا، مافو ہیانگ نے اس کی مالی امداد کا وعدہ کیا، اور سکین کے مسلمانوں نے بھی امداد کیلئے مستعدی ظاہر کی، آخر میں یہ طے ہوا، کہ چینگ دا، دارالمعلمین سکین میں منتقل کر دیا جائے، چنانچہ ۱۹۲۹ء کے موسم ربیع میں یہ مدرسہ سکین میں منتقل کر دیا گیا، وہاں کی بڑی مسجد میں اسے جگہ ملی، اس سے قبل مافو ہیانگ کا ارادہ تھا، کہ اس مسجد کی عمارت میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیا جائے، اس غرض سے اس کے ارد گرد دس بارہ عمارتیں بنوا دیں، لیکن عمارتوں کے تیار ہونے کے بعد، انکو تعلیم کے لئے آدمی نہیں مل سکے، اسلئے مجبوراً اس نے اپنے ارادہ کو ملتوی رکھا، جب چینگ دا دارالمعلمین منتقل ہو کر سکین میں آیا، تو اس نے خوشی سے اپنی عمارات اس کے لئے وقف کر دیں، ماہواری اخراجات وہ اور اس کا فرزند اور دیگر نامور اشخاص برداشت کرتے ہیں، یہ درس گاہ سات سال سے ہے اور روز بروز ترقی کر رہی ہے،

تعلیمی مدت چھ سال رکھی گئی ہو، اور تین صیغوں (DEPARTMENTS) میں منقسم ہے، جو نیر، سینئر اور عمومی، جو نیر میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم شامل ہے، جو چار سال میں ختم ہوتی ہے، یعنی ابتدائی کے لئے دو سال (چارٹرٹم) اور ثانوی کے لئے دو سال (چارٹرٹم) سینئر دو شعبے ہیں، شعبہ خاص اور شعبہ عمومی، ہر ایک شعبہ کے لئے دو دو سال ہے، صیغہ عمومی کے ماتحت مدرسہ شبینہ (NIGHT SCHOOL) اور مدرسہ شامیہ (EVENING SCHOOL) ہے،

تعلیم میں مندرجہ ذیل مباحث و مضامین پیش نظر رکھے گئے ہیں،

(الف) اسلامیات، ۱-

(۱) عربی (۲) فارسی (۳) سیرت (۴) اخلاق (۵) قرآن (۶) حدیث (۷) تاریخ اسلام

(۸) عقائد (۹) نظام مساجد (۱۰) نفثہ،

(ب) معلومات عامہ، ۱-

(۱) چینی زبان (۲) چینی ادب (۳) ریاضی (۴) جغرافیہ (۵) طبیعیات (۶) تصانیف

(۷) شہریت (۸) تاریخ (۹) حکومت بلدیہ (۱۰) تعلیمات (۱۱) نفسیات (۱۲)

انتظامات عامہ،

## ۴۔ چیننگ و اوزار تعلیمین کا نصب العین

اس درس گاہ کے مقاصد معلوم کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا ایک اعلان جو اپریل ۱۹۳۷ء میں کیا گیا تھا، قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس بنیاد پر قائم کی گئی ہے،

”..... اسلام جب سے چین میں داخل ہوا، اس زمانہ سے لیکر آج تک ۱۳ صدیان گزر چکی ہیں، وہ خدا کی قدرت کے مطابق اپنا کام کرتا ہے، یہاں تک کہ آج توحید کی آواز چین کے ۲۴ صوبوں کے ہر گوشہ میں پہنچ چکی ہے، اور آج کل جو فرزندان اسلام، چین کی سرزمین میں آباد ہیں، اودن کی تعداد کروڑوں کے قریب ہے، وہ کل آبادی کا چلہ ہیں، عرصہ سے وہ

لے پرانی تقسیم تھی، لیکن ۱۹۲۸ء کے بعد جب حکومت کا پائے تخت چین سے ٹائیوانگ کو منتقل کر دیا گیا، تو چین کی تقسیم از سر نو ہو گئی،

جو ۲۰ صوبوں، قسمن، ضلعوں اور محکمہ ریاستوں پر مشتمل ہے، ۲۰ صوبوں کی کل آبادی ۴۶۳، ۴۲۴، ۴۲۴ ہے،

چمن میں بستے چلے آئے ہیں، انکی شہرت ہر جگہ پھیل چکی ہو، لیکن افسوس! آج وہ نام کے مسلمان ہیں، ان میں نہ زندگی ہے اور نہ حرکت! مسلمان خود گرسے ہوئے ہیں، اور اپنے ہاتھ سے اسلام کو دفن کرتے ہیں، انکی جمیعت کے لئے اگرچہ قدرت نے ایک اچھا نام تجویز کیا ہو، لیکن وہ اسکے مستحق نہیں ہیں، وہ جامد اور اندھے ہیں، انہ کچھ سمجھتے ہیں، اور نہ کچھ دیکھتے ہیں، وہ اپنے آپ کو بدنام کرتے ہیں، اور اسلام کے نام پر سیاہ داغ لگاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایسا سیدھا سادہ مذہب اور ایسا روشن اور فطری دین زمانے کے بغیر میں چھپ گیا ہے، اور اس کی حقیقت کسی کو نظر نہیں آتی، کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ اگر ایک غیر مسلم اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، لیکن ردنا تو اس کا ہو کہ اس سرزمین میں جو سنا کر نام کے مسلمان بستے ہیں، ان میں کتنے ایسے ہیں، جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہیں؟ ایسے لوگ غالباً انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، اگرچہ ان کی اولاد خوب پھیلی رہی، اور ان کی تعداد خوب بڑھتی رہی، لیکن کس کام کی؟ اگر ان کو اس حالت پر چھوڑ دیا جائے، تو آخر ان کا کیا حشر ہوگا؟ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے، مگر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے، بھس پیج پکاری سہی، لیکن ہمارے پیچ پکار سے لوگ جاگیں اور ایک ایسی تدبیر نکالیں جو ہمارے مرض کی اصلی دوا ہو،

دین کی ترقی تعلیم پر مبنی ہے، تعلیم کا پھیلنا اسکولوں کے قائم کرنے پر موقوف ہے، اگر اچھے پانی کی خواہش ہو، تو اس کا منبع صاف رکھنا چاہئے، اگر بھل لاسے والے درخت کی آرزو ہے، تو اس کی جڑ ٹھیک کرنی چاہئے، اگر اسکولوں کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو اچھے معلمین تلاش کرنے چاہئیں، چشمہ کا منبع صاف نہ ہو تو کیسے صاف پانی مل سکتا ہے، درخت کی جڑ نہ ہو تو وہ کیسے پھل

لے یہ بیان غلط ہے،

لا سکتا ہے، اچھے معلمین نہ ہوں تو مدرسہ کو کیسے ترقی ہو سکتی ہو، اس واسطے معلمین کی تربیت سخت ضروری ہے، اس سے اسکولوں کی ترقی ہو سکتی ہے، ہمارے دینی اساتذہ جبکہ وہ ایک مقام پر بیٹھے رہتے ہیں، لوگ انکی بہت تعظیم کرتے ہیں، انسانوں کو گمراہیوں سے بچانا، جابلوں کو اندھیرے سے نکالنا، بدعت دور کرنا، اور عوام میں معلومات کی روشنی پھیلانا یہ بھی تعلیم پر منحصر ہے اگر روشن خیال اساتذہ مل جائیں، تو ان سے نہ صرف توحید کی آواز تمام انسانوں کے کانوں میں پہنچائی جا سکتی ہے، بلکہ آپس کی نزاع اور تصادم کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے، اگر لگوں کو اچھا چرواہا مل جائے تو کبھی ان میں انتشار نہ پیدا ہو، اس طرح ہمارے حالات درست ہو سکتے ہیں، ہمارا مستقبل امید افزا ہو سکتا ہے اور کامیابی کا دروازہ ہمارے لئے کھل سکتا ہو جس کے اندر سے ”طبیم فادخلوها خالدين“ کے نغمے ہم سن سکتے ہیں.....“

## ۵۔ ہر جگہ سے صلاح کی صدا آتی ہے

..... مسجدوں کے نظم و نسق پر جب ہم اپنی نظر دوڑاتے ہیں، تو مایوسی اور ناامیدی کی آہیں خود بخود ہمارے منہ سے نکل آتی ہیں، ہمارے سامنے کوئی ایسی مسجد نہیں ہو، جسے دیکھ کر بھی توقعات پیدا ہوتی ہوں، نہ صرف ان کا انتظام غیر اطمینان بخش ہے، بلکہ ان کے منتظمین میں کوئی آدمی بھی ایسا نظر نہیں آتا جو مسجد راکھلا سکے، چند متولیوں نے مسجدوں کی جائداد کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے، اور دینی پیشوا ایسے لوگ ہیں، جن کے متعلق قرآن شریف نے الذین حملوا التورایۃ ثم لیجھلوا کمثل الحمار یحمل اسفاراً کہا ہے، وہ نہ عالمن میں ہیں اور نہ جابلوں میں، وہ نہ مسجد ارون کے سردار ہو سکتے ہیں، اور نہ بے سمجھوں کے رہبر بن سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چین میں اسلام کا چرچا بالکل نہیں اور دینی حالت روز بروز گرتی چلی جاتی ہے،

مسجد ہمارا مرکز ہے، وہ ایک ایسا مقدس مقام ہے، جہاں ہر طبقہ کے لوگ اپنا سرسجدہ نیاز میں رکھتے ہیں، اور اس کا احترام کرتے ہیں، اس کے پیشوا اور منتظم ایسے ہونے چاہئیں، جو معاملہ فہم ہوں، جن کی نظر وسیع و داغ روشن ہو، جمہوری خیال کے ہوں، تاکہ سب کو ایک لڑی میں منسلک کرنا تاریکی کو دور کرین، انفرادی جذبہ کو مسلمانوں میں نہ پیدا ہوتے دین، اور عوام پر جو بے حسی اور جہود کی سی کیفیت طاری ہو گئی ہے، اسکو دور کر کے ان میں زندگی پیدا کرین، اگر ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں تو امید کی کرن ہماری نظر کے سامنے ہے، اور ترقی کی راہ ہمارے لئے کھلی ہوئی ہے، لیکن جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں، تو یہ ایک ایسا کام معلوم ہوتا ہے، جس کو دفعۃً انجام نہیں دیا جاسکتا، مگر ہاں ہم ہمت ہارنے والے نہیں، ہم اپنی اصلاح کیلئے ساری قوت صرف کرنے کے لئے تیار ہیں، اس سلسلہ کو ہم عقلمین کی تربیت سے شروع کرتے ہیں، اس امید پر کہ جب ہمارے کام کی بنیاد ٹھیک ہو جائے، تو پھر اس پر اپنی اونچی اندر شاہانہ عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کرین،.....

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند سال سے ہر جگہ غفلت کی نیند کا طلسم ٹوٹ کر عام بیداری ہو رہی ہے، اکثر لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہ زمانہ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں، اسلام کی بے بسی کی حالت دیکھ کر وہ اب صبر نہیں کر سکتے، درد کے آنسو بے اختیار ان کی آنکھوں سے نکل آتے ہیں، اور وہ ملتِ موحوم پر استکبار ہوتے ہیں، ہر جگہ سے اصلاح اصلاح کی صدا آتی ہے، اور ہر گوشہ سے لیبیک لیبیک کی آواز کانوں میں گونجتی ہو، حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہود کا دور ختم ہو گیا ہے، اور زندگی کی بجلی فضا میں دوڑ رہی ہے، جہالت تہمت خاموشی سے اپنا سیاہ خیمہ صحرا سے اٹھا کر اپنے غار کی طرف جا رہی ہے، اور زندگی کا آفتاب افقِ مشرق سے نمودار ہو رہا ہے،

## ۶۔ لیکن فضاے آسمان پر گھٹا ابھی تک چھائی ہو

..... ”آسمان پر بادل بہت ہیں، صرف قرن الشمس دیکھ کر ہمیں خوش نہ ہو جانا چاہئے،

کیونکہ انسان کو کیا خبر ہے کہ آسمان کب اچانک بدل جائے، بہت ممکن ہے کہ آفتاب کی کرن

جواب دکھائی دیتی ہے، دفعۃً سیاہ بادل کے اندر چھپ جائے ایسی حالت میں ہمیں پھر مایوسی ہونا

پڑیگا، ہم کو لوگوں کے لبیک محض پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے، ہمیں اپنی کوششوں کو جاری رکھنا چاہئے اس

زمانہ میں ہم تین باتوں سے غیر مطمئن ہیں (۱) علماء کی لیاقت سے (۲) انکی معلومات سے (۳) انکی

ذمہ داری سے کیونکہ کسی کی تربیت اگر اس امید پر کی جاتی ہے، کہ وہ آئندہ ہمارا رہنما بنے گا، تو سب

پہلے اس کے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح ہونی چاہئے، یہ تربیت کا پہلا قدم ہے، آج اگر

ہم کسی کو اپنا رہنما بنانا چاہیں، تو ہم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ شخص اس کے لئے موزون ہو، کیونکہ ہم کو علم نہیں

کہ اب سے پہلے وہ کس قابلیت اور لیاقت کا آدمی رہ چکا ہے، دینی مدارس کے طلبہ سر پر چند سال

تک قال قول کرنے کے بعد، جب دستار فضیلت باندھی جاتی ہو، تو عوام یہ سمجھتے ہیں، کہ وہ

علامہ عصر اور استاد زمانہ ہیں، مگر حقیقت میں انکو کچھ نہیں آتا، انکو یہ خبر نہیں کہ عربی کتاب کس کو

کہتے ہیں، اور دینی کتابیں کیا ہیں،

جب کوئی شخص دینی رہنما بنتا ہے، تو اسکو چاہئے کہ اسلام اور دین کی حقیقت سے لوگوں کو

آگاہ کرے، اس سلسلہ میں اس کو نہ صرف دینی امور سے واقف ہونا چاہئے، بلکہ معلومات عامہ

پر بھی حاوی ہونے کی ضرورت ہے، مگر رونا تو یہ ہے کہ دینی علماء صرف چند عربی کتابیں سمجھ سکتے

ہیں، ان کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں رکھتے، چینی زبان کا سیکھنا، ان کے نزدیک بدعت ہو

لے یہی مسلمانوں کی ذہنیت کی زندہ تصویر ہے، کیونکہ پڑے دوران پڑھ سب سمجھتے ہیں کہ عربی کتابیں دینی کتابیں ہیں

معلومات عامہ سے واقف ہونا، ان کے نزدیک حرام ہے جب وہ غلط کہتے ہیں، تو پر یوں کی کہانیاں لوگوں کو سناتے ہیں، عربی تصون کی کتابوں میں جو روایات یا اخراجات ہیں، وہی ان کے معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہیں،

”..... بیشک دینی پیشوا، نہایت معوز اور محترم ہوتے ہیں، ان کی حیثیت بہت بلند اور اعلیٰ ہے، لیکن بلند حیثیت کے ساتھ ان کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے، وہ اس وقت حقیقی معوز اور محترم ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح ادا کریں،

لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے، کہ وہ صرف دعوتوں اور تقریروں میں جانے کے علاوہ کسی کام کے لائق نہیں، امامت کا بوجھ اپنے سر پر لیتے ہیں، لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ کس طرح امامت کرنی چاہئے، دینی رہبر کے خطاب سے وہ خوش تو ضرور ہوتے ہیں، لیکن وہ اس کے مستحق نہیں، وہ امور دینی سے بے پروا ہیں، اور علوم اسلامی سے بے تعلق، وہ نہیں جانتے کہ مذہب کا کام کس طرح انجام دینا چاہئے، اور دعوت تبلیغ کس طرح کرنی چاہئے، اگر یہ سوال ان سے کیا جائے، تو سولے خاموشی اور سکوت کے ان سے کوئی جواب نہیں بن آتا،

۷۔ **فرزندان اسلام کی تربیت اور صد اسلام کا بلند کرنا ہمارا مقصد**

”..... مذکورہ بالا تین خرابیاں جیسی مسلمانوں کے عام امراض ہیں، ان کے جو علماء اور متذہب ہیں نہ ان کے دل مقاصد دین سے آشنا ہیں، اور نہ ان کی نظر حوادث زمانہ سے واقف، دین کے متعلق جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں، وہ صرف ”قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم“، بار بار دہراتے ہیں، جس سے سامعین کو بیزاری ہوتی ہے، بڑے لوگ جب کو نماز کا شوق ہے، امام کی انکرا لاصوات سے بھاگتے ہیں، اور نوجوان جن پر لہو و لعب کی مستی چھائی ہوتی ہے، حشر کی کیفیت اور

ہنرمند کی تہدید سے بیزار ہیں، یہاں تک کہ امام کی حیثیت صرف ہستی کے ایک دربان کی رہ گئی ہے اور مسجدوں کی نگرانی کرتے ہیں، اور وہاں کی مکھیاں اڑتے ہیں۔

..... یہ سب صرف اس بات پر مبنی ہے کہ دینی پیشواؤں کی استعداد کم اور ان کے معلومات ناقص ہوتے ہیں، علما جب خود ناقابل ہیں، تو وہ دوسروں کو کس طرح سمجھا سکتے ہیں؟ اساتذہ جب نالائق ہیں، تو کس طرح شاگردوں کو سکھا سکتے ہیں؟ دینی رہنما جب بے علم ہیں تو دعوت و تبلیغ کا کام کس طرح کر سکتے ہیں؟ موعودین جب گونگے ہیں، تو توحید کی صدا کس طرح بلند کیا سکتی ہے؟ اہل دین جب بے دین ہیں تو دین کی ترقی کیسے ہو سکتی ہے؟ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسے دارالمعلمین کی سخت ضرورت ہے، جس کے ذریعہ سے ہم اچھے معلمین کی تربیت کریں، مستعد دینی آدمی پیدا کریں، اور اسلام کے سچے فرزندوں کی پرورش کریں، تاکہ توحید کی صدا بلند ہو، خانہ خدا آباد ہو، اور سرزمین چین میں اسلام کا چرچا ہو..... یہ ہی ہمارا مقصد، اور یہ ہے ہماری غرض و غایت: اللہ اکبر.....

خدا کرے کہ اس دارالمعلمین کو کامیابی حاصل ہو، تاکہ اسلام کا چراغ چین میں روشن رہے، اور سب اس سے مستفید ہوں،

### نوٹ:-

مئی ۱۹۳۳ء میں حکومت نانکینگ نے ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی بنائی جو ۱۳ ارکان پر مشتمل ہے، مسلمان اور غیر مسلمان، اس غرض سے کہ اسلامی اصول اور وطنی شعور کی بنا پر ایک ایسا انصاف تیار کیا جائے، جو مسلمان طلبہ کیلئے مخصوص ہو،



# دسواں باب

## مسلمانانِ یسین کی شادی کے رسوم

انسان کی زندگی میں تین دور ہوتے ہیں، ولادت شادی اور موت، ان کے متعلق ہر ملک میں مختلف رواج ہوتے ہیں، اور ان موقعوں پر مختلف قوموں میں مختلف رسمیں ادا کی جاتی ہیں مسلمان بھی ان رسموں اور رواجوں کی بندشوں سے آزاد نہیں، دیگر ممالک کے مسلمان ان موقعوں پر کیا کیا رسمیں ادا کرتے ہیں، ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ تقریباً سب کو معلوم ہیں، یوں کہنے کہ میں خود ان سے ابھی طرح واقف نہیں ہوں، البتہ چینی مسلمانوں کے متعلق کم و بیش لکھ سکتا ہوں، یہاں اگرچہ صرف ایک خاص مقام کی رسم بیان کی جاتی ہے، مگر اس کو تمام چین تھے مسلمانوں پر عائد کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ان کی رسموں میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، ان موقعوں پر انکی عجیب رسمیں ہیں، ایک تو مسلمان ہونے کی وجہ سے اسلامی رواج کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے اور دوسرے چینی ہونے کی وجہ سے چینی رسموں کو بھی اسلامی رسموں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، انہیں بہت سی باتیں اچھی ہیں، اور بہت سی خراب بھی ہیں، بہت سی بدعت حسہ بھی ہیں اور بہت سی بدعت سیئہ بھی، بہر حال ہم چینی مسلمانوں کی خرابیوں کو چھپانا نہیں چاہتے اور نہ انکے چھپانے میں چینی مسلمانوں کا اور میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے، اس لئے ان کی اچھی رسموں کے ساتھ انکی خراب رسموں کو بھی بیان کر دیتے ہیں،

سب کو معلوم ہے کہ یسین ایک مشہور جگہ ہے، یا چون نے اس کی تعریف کی ہے، مورخوں نے اس کی عظمت بیان کی ہے، ادیبوں نے اس کے متعلق بہت سی نظمیں اور مضامین لکھے ہیں، جغرافیہ نویسوں نے اس کی اہمیت بتائی ہے، آخرین اس کے متعلق کیا کہوں، اس موقع پر جو میرے لئے موزوں ہے وہ یہ ہے کہ قارئین کو بتاؤں کہ وہاں کے لوگ کیسے پیدا ہوتے ہیں، جوان ہو کر ازدواجی تعلقات کس طرح قائم کرتے ہیں، اور آخرین کیسے مرتے ہیں، اور مرنے کے بعد کس طریقہ سے سپرد خاک کر دیئے جاتے ہیں،

مندرجہ ذیل چند سطریں اگرچہ مسلمانوں کے متعلق لکھی گئی ہیں، لیکن چند اسلامی رسموں کو اس سے خارج کرنے کے بعد وہ سب چینی ریسین ہیں جو تمام چین میں مروج ہیں، اسلئے ان چند سطروں سے نہ صرف مسلمانوں کا طرز زندگی معلوم کیا جاسکتا ہے، بلکہ غیر مسلمانوں کا بھی، مسلمانانِ چین کے طرز زندگی کے بیان کا سلسلہ ہم ان کی شادی سے شروع کرتے ہیں،

رسوم شادی یسین میں مسلمانوں کی شادی کی رسمن کے متعلق تفصیل سے لکھا جائے، تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہو لیکن چونکہ ہمارے مضمون کا دائرہ محدود ہے، اسلئے چند اہم باتیں یہاں درج کئے ہیں، شادی کی ریسین غالباً تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں، منگنی، شادی کی تیاری، اور رسم نکاح، ۱۔ منگنی اکثر بڑھی عورتوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے، کیونکہ چین میں ہر جگہ اس قسم کی

عورتیں موجود ہیں، جن کا پیشہ شادی کرانا ہے، وہ ہر محلہ میں جاتی ہیں، اور وہاں کی خبر لیتی ہیں، کہ کون سی لڑکیاں یا لڑکے بائع ہو گئے ہیں، ان کے گھر کی حالت کیا ہے، گھر میں کون کون لوگ ہیں، غرض کہ وہ تقریباً اپنے صلوٰۃ کے ہر شخص اور خاندان سے واقف ہوتی ہیں، وہ والدین کو آمادہ کرتی ہیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی فلان لڑکے سے کر دیں، اس موقع پر پہلے وہ لڑکے کا اخلاق بیان کرتی ہیں، پھر اس کے باپ کی شخصیت اور اس کی خاندانی اور مالی حالت کا ذکر کرتی ہیں، پھر اس آئندہ

جو امیدین وابستہ ہیں ان کا اظہار کرتی ہیں، لڑکے کے والدین کو بھی آمادہ کرتی ہیں کہ اپنے لڑکے کی شادی  
فلان لڑکی کے ساتھ کر دیں، ان کے سامنے وہ فلان نہ بنت فلانہ کے اخلاق، حسن، اور چال چلن  
وغیرہ کا حال کہتی ہیں، .... اس طریقہ سے وہ اپنے اوقات شادی بیاہ کی خوشی میں صرف  
کرتی ہیں، اور غرض ہو کر لوگوں کو خوشی کی خبریں دیتی ہیں، اگر طرفین کے مان اور باپ راضی ہو گئے  
تو شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے کچھ رسمیں ہوتی ہیں، عموماً لوگ انکو ہاتھ ملانا، کہتے ہیں، کیونکہ اس روز  
طرفین کے بزرگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، بسا اوقات موجودہ فیشن کے مطابق ہوٹل میں جمع ہوتے  
ہیں، دعوت کا انتظام دین ہوتا ہے، حسین تمام دوست و احباب، اہل علم اور غیر مسلم بلائے جاتے ہیں، اس  
موقع پر لڑکے کا دلی کچھ ضروری زیورات جن میں ہار، انگلی، لنگن اور گھڑی شامل ہیں ایک چھوٹی  
سی مگر نہایت خوبصورت ڈبیہ میں رکھ کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اس ڈبیہ کے اوپر اور چاروں کناروں  
پر سنہری پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں، اور لڑکی کا دلی بھی اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی شیشہ کی ڈبیہ  
لاتا ہے، جس میں ایک مٹلا سرخ کاغذ ہوتا ہے، اس کاغذ کے اوپر اس لڑکی کا نام سنہرے حروف  
سے لکھا ہوا ہوتا ہے، جو فلان بن فلان کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لئے راضی ہے، یہ رسم عموماً  
جمعہ کے روز ادا کی جاتی ہے، لڑکے کا دلی زیورات لڑکی کے ولی کو سپرد کر دیتا ہے، اور لڑکی کا دلی رشتہ  
ولی کو وہ زین کاغذ جس پر لڑکی کا نام لکھا ہوتا ہے، سپرد کر دیتا ہے، اس کے بعد فریقین کے بزرگ  
ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر آداب بجا لاتے ہیں، پھر دعوت کھا کر اپنے اپنے گھر کا راستہ لیتے ہیں،  
اس رسم کے بعد یہ سمجھ لیجئے کہ شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی، اور اس تاریخ کے لئے طرفین کو تیاری  
کرنا ہے،

۲۔ شادی کی تیاری، ہاتھ ملانے کی رسم ادا ہونے کے بعد، طرفین شادی کی تیاری کرتے  
ہیں، لڑکے والے لڑکی والوں سے لڑکی کا ناپ مانگتے ہیں، تاکہ وہ مناسب لباس تیار کر دیں،

اس موقع پر لڑکی کا خاندان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ لباس کی وضع قطع ایسی ہونی چاہئے، کپڑے کا رنگ ایسا ہونا چاہئے، کپڑوں کی تعداد اس قدر ہونی چاہئے، لباس تیار ہو جانے کے بعد لڑکی واؤن کے یہاں پیش کر دیئے جاتے ہیں، اور لڑکی والے لباس ملنے کے بعد رشتہ دار عورتوں کو بلاتے ہیں، کہ لباس کو دیکھیں کہ مناسب ہیں یا نہیں، اگر وہ کہتی ہیں کہ بہت ٹھیک، تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں، ورنہ بدولت کی کوشش کرتے ہیں،

نکاح سے قبل لڑکے کا گھر خوب سجایا جاتا ہے، لڑکی کو اپنے گھر میں لانے کے لئے، لڑکا خود نہیں جاتا، بلکہ اس کے رشتہ دار جن کے ساتھ شاندار جلوس ہوتا ہے، لڑکی کے گھر جاتے ہیں، تاکہ لڑکی کو لائین، نکاح اس وقت ہوتا ہے، جبکہ لڑکی لڑکے کے گھر آ جاتی ہے،

جلوس کیساتھ متعدد سیڈان کرسیاں ہوتی ہیں، سیڈان کرسی (SEDAN CHAIR)

ایک قسم کی کرسی ہے، باہر سے دیکھئے تو ایک قسم کا صندوق معلوم ہوتا ہے، اس کے چاروں طرف روغنی کپڑا چڑھا ہوتا ہے، ان کرسیوں میں سے بعض کو دو آدمی، بعض کو چار آدمی اور بعض کو آٹھ آدمی اٹھا کر چلتے ہیں، سیڈان کرسی چینیوں کی سواری ہے، یہ کچھ عورتوں ہی کے لئے مخصوص نہیں، بلکہ اوسط درجہ کے لوگ بھی اس میں بیٹھتے ہیں، عام طور پر وہ سیڈان کرسی جسے دو آدمی اٹھائیں، متصل ہوتی ہیں، چار آدمیوں سے اٹھنے والی کرسی خاص خاص موقعوں پر مثلاً شادی وغیرہ میں، اور آٹھ آدمیوں سے اٹھنے والی کرسی، نوابوں اور امیروں کے لئے ہوتی ہے، کیونکہ وہی صاحب الرتبہ اور صاحب دولت ہیں،

شادی کے موقع پر عموماً ایسی تین کرسیوں میں جلوس کیساتھ لڑکی کے گھر تک جاتے ہیں، ان میں دو کرسیاں دو دو آدمیوں کے اٹھانے کی ہوتی ہیں، اور ایک کرسی چار آدمیوں کے اٹھانے کی ہوتی ہیں، یہ کرسی دلہن کے لئے ہوتی ہے، اور جو کرسیاں دو دو آدمیوں کے اٹھانے

کی ہوتی ہیں، ان میں سے ایک دلہن کی خادمہ کے لئے ہوتی ہے، اور ایک دلہن کے بھائی یا قریبی رشتہ دار کے لئے جو دلہن کے ساتھ دولہا کے گھر آتا ہے، اس جلوس کے ساتھ ڈھول، باجے، جھنڈیاں بھی ہوتی ہیں اور بعض ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جو رنگین لباس پہنے ہوئے، جلوس کے ساتھ خوشی کا نعرہ لگاتے جاتے ہیں،

جب یہ جلوس دولہن کے گھر پہنچتا ہے تو دولہن کی ماماؤں اور خادماؤں دلہن کی آرائش و زیبائش میں مشغول ہوتی ہیں، اس کے بال سنوارتی ہیں اس کے چہرہ پر سفید اور سرخ غانہ مٹی ہیں لباس بدلتی اور زیورات پہناتی ہیں، جب ان سب کاموں سے فراغت ہوتی ہے تو دولہن کی رسم "تقدیس" ادا کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو بلایا جاتا ہے، بلکہ یہ سمجھئے کہ مولوی صاحب پہلے ہی سے موجود ہوتے ہیں، مولوی صاحب تقدیس کی اذان دیتے ہیں، اذان کے بعد دلہن کو کرسی میں بٹھا دیتے ہیں، دلہن کے ساتھ ایک سن رسیدہ بڑیا بھی جاتی ہے، تاکہ دولہا کے گھر ایک مہنتہ بانو روزنک انکی خدمت کرے، اور ایک نوجوان جو دولہن کا قریبی رشتہ دار (عمو یا بھائی) ہوتا ہے، دولہن کو پہنچانے کیلئے جاتا ہے جب دولہن کا جلوس دولہا کے گھر پہنچتا ہے تو دولہا کے گھر میں سے ایک سن رسیدہ عورت باہر نکلتی ہے جس کے ہاتھ میں پانی اور تولیہ ہوتا ہے وہ دولہن کے پاس جا کر اس کی آنکھیں اور ہاتھ صاف کرتی ہے، کیونکہ دولہن جب اپنے ماں باپ سے جدا ہوتی ہے، تو خوب روتی ہے، بعض وقت اس کا رونابالکل سچا ہوتا ہے، لیکن بعض وقت وہ مصنوعی اور رسمی طور پر روتی ہے، دولہن اٹھ اور ہاتھ صاف کرنے کے بعد اس وقت تک اپنی کرسی کے اندر بیٹھی رہتی ہے، جب تک کہ نکاح پڑھانے کے لئے مولوی صاحب نہ آجائیں،

۳۔ نکاح کی رسم :- جب لوشیو یعنی مولوی صاحب اگر کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں، تو دولہا کو کرہ سے بلایا جاتا ہے، اس کے بازوؤں کو دو آدمی سہارا دیتے ہیں اور وہ جھکنا ہوا آہستہ آہستہ غل عروس

میں آتا ہے، محل عروس کے صدر مقام پر ایک مربع نامیز ہوتی ہے جس کے تین طرف دو دو کرسیاں رکھی ہوتی ہیں، لیکن ایک طرف خالی ہوتی ہے، یہ میز عموماً بڑے ہال کے صدر مقام پر رکھی جاتی ہے، اور سامنے کی طرف مولوی صاحب کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہیں، میز کے دونوں جانب کی کرسیوں پر معزز مہمان ہوتے ہیں، کچھ دور ہال کے دونوں پہلوؤں کی دیواروں کے برابر اور بہت سی کرسیاں لگی رہتی ہیں، جو عام مہانوں کے لئے رکھی جاتی ہیں، دولہا اگر میز کے اس طرف محل کے فرش پر دوڑا نوٹھیٹا ہے، اور دلہن دائیں طرف کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہے، جس کے پہلو میں اس کی خادہ کھڑی رہتی ہے،

اس وقت محلے کے تمام لوگ اس ہال کے دروازہ کے پاس اس امید پر جمع ہوتے ہیں کہ کچھ "ٹیکو" مل جائے، (شی کے معنی خوشی اور کو کے معنی پھل کے ہیں، شیکوان پھلون کو کہتے ہیں جو محل میں خاص موقع پر پھینکے جاتے ہیں) مولوی صاحب ایک طرف "النکاح من سنتی" کا خطبہ پڑھتے ہیں، اور دوسری طرف ان پھلون کو جو خوبصورت کشتی میں میز پر رکھے ہوتے ہیں، ہاتھ میں لیکر دولہا کے سر پر پھینکتے ہیں، جب وہ پھل زمین پر گرتے ہیں، تو مجمع ایک دوسرے کو ڈھکیلتا ہوا، ان کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے، خطبہ نکاح کے بعد، دولہا کو فوراً وہاں سے ہٹنا پڑتا ہے، ورنہ مجمع کا اس پر ٹوٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ تمام ٹیکو، اس کے پاس فرش پر گرے رہتے ہیں، دولہا کے اٹھتے ہی لوگ پھلون پر گرتے ہیں، کسی کو کھجور ملتی ہے، کسی کو بادام کسی کو انرڈٹ، اور کسی کو مٹھائی، اس وقت ایک عجیب منظر ہوتا ہے، ٹیکو کے چھیننے میں اگر کسی نے چوٹ بھی کھائی، تب بھی وہ بہت خوش نظر آتا ہے،

خطبہ نکاح سے قبل مولوی صاحب دولہا سے دریافت کرتے ہیں کہ مہر کتنی ہوگی، اگر دولہا کا گھر معمولی ہے، تو دو ڈالر کہتا ہے، اگر اچھا گھرانا ہے، تو پانچ یا زیادہ سے زیادہ دس ڈالر مہر

ہوتی ہے، خطبہ نکاح کے بعد معاہدہ نکاح، باقاعدہ تحریر کیا جاتا ہے، کہ فلانہ بنٹ فلان کا بتایا ہے فلان  
فلان بن فلان کے ساتھ فلان فلان گواہوں کے سامنے اتنی ہر پر نکاح کیا گیا، ..... ۴  
اس کے بعد مجمع منتشر ہو جاتا ہے، اور دولہن کو اس کے کمرہ میں جو اس کے لئے مخصوص ہوتا ہو  
اس کی خادمہ لیجاتی ہے،

مغرب کے بعد جب چاند نکلتا ہے، اور لیلے شب روشنی سے جھگمگاتی ہے، اس وقت  
دولہن کے کمرے سے دولہن کی ماما جو خطبہ نکاح کے بعد سے اب تک اس کے پاس رہی  
ہال میں بلائی جاتی ہے، جہاں عروس کی طرف سے دعوت کے کھانے چنے ہوتے ہیں  
اس موقع پر دولہا اپنی دولہن کی خادمہ کو جھک کر اعزازی سلام کرتا ہے، اس رسم کے بعد دولہن  
کی خادمہ دولہا کو عروس کے کمرہ میں لیجاتی ہے، اور دولہن سے اسکی ملاقات کراتی ہے، اس وقت  
دولہا کو یہ لازم ہے، کہ وہ دولہن کے سر پر جو تاج یا زیورات، یا اس قسم کی اور چیزیں ہیں، انکو ایک  
ایک کر کے آمار دے، اور انکو ڈبیہ میں نہایت احتیاط سے رکھ دے، زیورات رکھنے کے بعد  
پھر اپنی ٹوپی سے اس کو ڈھانکے اس وقت دولہن کی ماما وہاں سے ہٹ کر دولہا اور دولہن  
کو خلوت میں چھوڑ دیتی ہے،

اس کے زین روز دولہن کے گھر سے کچھ مرزا سے دیکھنے آتے ہیں، وہ اپنے ساتھ مختلف  
قسم کے تحفے اور ہدیے لاتے ہیں، اس روز لڑکے والوں کو دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے، پھر  
نوروز کے بعد یعنی شادی کے اٹھارہویں دن مراجعت ہوتی ہے، مراجعت سے مطلب یہ ہے،  
کہ دولہن دولہا کے ساتھ اپنے گھر جاتی ہے، رخصت ہوتے وقت وہ اپنی سسرال سے اجازت لیتی  
ہے، کہ کتنے روز تک وہ اپنے گھر رہ سکے گی، بعض لوگ نصف ماہ کی اجازت دیتے ہیں، اور بعض  
لوگ ایک ہفتہ کی، اور بعض تین روز کی، ..... یہ تمام رسمیں ادا ہونے کے بعد ان کی شادی کا

قصہ ختم ہو جاتا ہے،

دولہن جب حاملہ ہوتی ہے، تو اس کے والدین وقتاً فوقتاً ہر قسم کی مٹھائیاں، پھل، ہتھی خیرا وغیرہ اس کے پاس بھیجے رہتے ہیں، وضع حمل کے وقت اسکی والدہ معدایہ کے نومولود بچے کا استقبال کرتی ہے، اگر لڑکا پیدا ہوا تو دایہ بلند آواز سے مبارک مبارک کہتی ہے، اگر لڑکی پیدا ہوئی، تو وہ خاموش رہتی ہے، وضع حمل کے تیسرے روز دعوت ہوتی ہے، حسین تمام اعزہ و اقارب شریک ہوتے ہیں، بچے اور اس کی ماں کے لئے طرح طرح کے تحفے اپنے اپنے ساتھ لاتے ہیں، اس روز بچے کیلئے دو نام تجویز کئے جاتے ہیں، ایک چینی دوسرا عربی، چونکہ وہ ملک چین میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا عربی نام رائج نہیں ہو سکتا، اسلئے چینی نام رکھنا ضروری ہے، اگر وہ آئندہ بڑا شخص ہو تو یہ نام مشہور ہو جاتا ہے، اور اگر گمنام رہا تو مستقبل میں گم ہو جاتا ہے، عربی نام صرف اپنے خاندان میں محفوظ رہتا ہے، باہر کے لوگ اس سے کم واقف ہوتے ہیں، عربی نام شادی کے موقع پر بہت کارآمد ہوتا ہے، لڑکی کا عربی نام اگر لڑکے والوں کے حوالہ نہ کر دیا جائے تو شادی قبول نہیں ہو سکتی، لڑکی کا عربی نام لڑکے والوں کے حوالے ہو جانا گویا شادی کا پیام ہے بغیر اسکے شادی کے متعلق گفتگو نہیں ہو سکتی،

جنازہ | اس موقع پر مین چاہتا ہوں، کہ قارئین کو بتاؤں کہ چینی مسلمان کس طرح جنازہ نکالتے ہیں مریض کی حالت جب نہایت خراب اور علج سے بھل ناامیدی ہو جاتی ہے تو گھر والے ٹشو (مولوی) صاحب کو بلا لیتے ہیں، تاکہ وہ مریض سے توبہ کرا سکیں، مولوی صاحب بستر مرگ کے پاس بیٹھ کر استغفر اللہ کی دعا اپنی زبان سے دہراتے ہیں، وہ اس قدر جاہل ہوتے ہیں کہ انکو خبر نہیں کہ استغفر اللہ کے معنی ہیں کہ ”میں خدا سے مغفرت مانگتا ہوں“ اس موقع پر اس کے پڑھنے اور دہرانے سے کیا فائدہ، بعض لوگ نزع کی حالت میں مریض کے پاس سورہ یسین تلاوت کرتے ہیں، یا



کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت مریض کو یاد دلاتے ہیں، جب مریض کی جان بچ جاتی ہے، تو سب بچ ہو کر اس کے پاس فوج کرتے ہیں، اس سے فارغ ہو کر میٹ نامہ تیار کرتے ہیں، یہ کبھی چھاپ دیا جاتا ہو اور کبھی لکھ کر تقسیم کیا جاتا ہے، اس موقع پر جو نہایت ضروری چیز ہے وہ ماتی لباس ہے، ماتی لباس چین میں سفید کپڑوں سے تیار کیا جاتا ہے، سیاہ کپڑوں سے نہیں، یہ میٹ کے گھر کی طرف سے تیار کر کے تمام جلوس والوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، چونکہ جنازہ کے جلوس میں مختلف لوگ ہوتے ہیں، اسلئے رشتہ کی دوری اور قربت کے لحاظ سے ماتی لباس بھی مختلف درجہ کے ہوتے ہیں، بہت قریب کے عزیزوں کو پورا ماتی لباس دیا جاتا ہے، جو سر سے پاؤں تک تمام جسم کو ڈھک لیتا ہے ان سے دور کے رشتہ داروں کو نصف ماتی لباس دیا جاتا ہے، جو دو گز کا کپڑا ہوتا ہے، اور عام لوگوں کو ایک یا دو فٹ کا رومال دیا جاتا ہے، جو سر میں لپیٹ لیا جاتا ہے، اس ماتی لباس کی تیاری میں معمولی سے معمولی خاندان چار چار سو روپیہ تک خرچ کر دیتا ہے، اگر میٹ کا خاندان زیادہ متمول ہو تو اپنی بساط کے مطابق خرچ کرتا ہے، ماتی لباس کے علاوہ دعوت کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہو یہ کبھی کبھی ہوتا تو دو روز (چار کو وقت) تک ہوتی رہتی ہو، جس میں ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہو، دور اور قریب کے رشتہ داروں کو جب ماتی لباس کے کپڑے مل جاتے ہیں تو وہ انکو اپنے ہاتھ سے بیٹھتے ہیں، اور وقت مقرر پر میٹ کے گھر پہنچ جاتے ہیں، مرد مردوں کے ساتھ روتے ہیں، اور عورتیں عورتوں کے ساتھ روتی ہیں، اس طرح وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ میٹ کے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہمدردی رکھتے ہیں،

میٹ کی نفش سردی میں عموماً دو دو روز اور اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو تین روز تک گھر میں رکھی رہتی ہے، لیکن گرمی میں فوراً دفن کر دیا جاتی ہے، نفش کو دفن کرنے سے قبل غسل دیا جاتا ہو،

لے موت کی خبر دینے والا خط،

غسل دیتے وقت مولوی صاحب سورہ طہ پڑھتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ مجھے علم نہیں ایک نظر  
 میت کو غسل دیا جاتا ہے، دوسری طرف کفن کو تابوت کے صندوق پر بچھادیا جاتا ہے، اور مولوی  
 صاحبان جو بلائے گئے ہیں، اس تابوت کے گرد جمع ہوتے ہیں اور جلتی ہوئی خوشبودار بتیوں کو ایک  
 دوسرے کے ہاتھ میں دیتے وقت تین بار گھماتے ہیں، اور وہ دشریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد  
 نقش کفن میں ملفوف کر دیجاتی ہے، پھر جنازہ کی نماز ہوتی ہے، نماز کے بعد چار یا آٹھ مزدور کے  
 کندھوں پر تابوت اٹھایا جاتا ہے، اس تابوت کیساتھ جلوس بھی ہوتا ہے، رشتہ دار تابوت کے  
 آگے چلتے ہیں، جو سفید مٹی لباس میں سر تاپا ملبوس ہوتے ہیں، اور سفید کپڑوں سے گھرے ہوئے  
 حلقوں میں رہتے ہیں، جنازہ کے پیچھے جلوس والے ہوتے ہیں، اور ان کے پیچھے عورتوں کی عجات  
 ہوتی ہے، جو گلا بھاڑ بھاڑ کر نوکھ کرنی ہوئی جنازہ کے ساتھ تھوڑی دور جاتی ہے، اور تین چار سو  
 قدم چلنے کے بعد پھر روک دیجاتی ہے، اور وہ سسکیاں بھرتی ہوئی اپنے گھر واپس ہوتی ہے،  
 میت کے دفن ہونے کے بعد اس کے لئے اس کے دارشین کم سے کم چالیس روز تک ہر روز  
 علی الصباح ایک مولوی صاحب کے ساتھ قبر پر جاتے ہیں، اور میت کیلئے ہفتہ اور چالیسوں  
 مناتے ہیں، ان موقعوں پر قرآن خوانی ہوتی ہے، اور دعوت دیجاتی ہے، چالیس روز کے اندر  
 کم سے کم پانچ دفعہ اور کبھی سات دفعہ ہفتہ مناتے ہیں، یعنی بعض لوگ تین روز کے بعد اور بعض  
 لوگ پانچ روز کے بعد میت کی یاد کیلئے ایک عمومی محفل منعقد کرتے ہیں، اسکو بھی ہفتہ ہی کہتے  
 ہیں، جب میت کا چالیسوں منایا جاتا ہے، تو وہ لوگ جنگو میت کے جنازہ کے موقع پر ماتی  
 لباس ملا تھا، سب اس میں شریک ہوتے ہیں، اور وہ حسب مقدور میت والوں کو ہدیہ پیش کرتے  
 ہیں، اس موقع پر اگرچہ میت والوں کو سارے مہمانوں کی دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے، لیکن  
 انکو کوئی خسارہ نہیں ہوتا، کیونکہ جو ہدیئے انکو ملتے ہیں، سارے اخراجات کے کفیل ہو جاتے ہیں

قارئین کرام! میں نے چینی مسلمانوں کی زندگی کے تینوں دور آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں آپ خواہ ان کو شرعی سمجھیں یا غیر شرعی، خواہ آپ ان کو حماقت سمجھیں یا لیاقت، خواہ آپ ان کو پسند کریں یا ناپسند، ان کے بیان کرنے سے میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ حقیقت کو آپ کے سامنے بنے تھا۔ کروڑوں، آپ اگر اس کے متعلق کوئی خاص رائے قائم کرنی چاہیں، یا ان پر تنقید کرنے کا ارادہ کریں تو اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں کہ ان کے ماحول کو پیش نظر رکھ کر ان باتوں پر نظر ڈالیں، نہ کہ اپنے ماحول کو!

## گیارہواں باب

### ٹسن چاؤ کے مسلمان ،

چینی مسلمانوں کے سوشل اور معاشی حالات سمجھنے کے لئے غالباً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں کے حالات قارئین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، اوو! ان میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے، جو کسی مقام کے مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہوں، اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے ٹسن چاؤ کے مسلمانوں کے حالات بیان کرتے ہیں،

### ٹسن چاؤ کی جغرافیہ حثیت ،

چین کے مشرق میں ایک صوبہ جو شاٹانگ کے نام سے موسوم ہے، اس کے شہروں میں سے ایک شہر ٹسن چاؤ بھی ہے، یہ صوبہ کے پایہ تخت ٹسن نان سے تقریباً تئیس میل کے فاصلہ پر مشرق

مین واقع ہے، شائٹانگ ریلوے کی ٹیکس کے بعد یہ اس صوبہ کا نہایت اہم شہر بن گیا ہے، یہ ریلوے کے جنوب میں ہے، اور اسٹیشن سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے، شہر سے اسٹیشن تک کی آمد و رفت کے لئے گھوڑا گاڑی اور موٹر کا انتظام ہے، اس شہر کے مشرق میں شائٹانگ کا مشہور بندر گاہن ٹن ہے، جو ہوانگ ہائی کے کنارے پر ہے، ٹسن چاؤ سے ٹسن ٹونگ تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے، ٹسن ٹو ہی اس ریلوے کا مرکز ہے۔

شہر ٹسن چاؤ میں شاہی زمانہ میں جاگسہ وار دیوڈل لارڈ اور ملحد دارون کا سردار رہا کرتا تھا، اس لئے شہر کے چاروں طرف فصیل بنی ہوئی ہیں جن کی دیواروں کی اونچائی ۲۰ فٹ اور چوڑائی دس فٹ اور لمبائی پندرہ میل سے زیادہ ہے، یہ دیوار پتھر اور زرد مٹی سے بنائی گئی ہے، وہاں کے باشندے کہتے ہیں کہ لمبائی میں صوبہ شائٹانگ کے اندر سولے ٹسی نان کے اور کوئی اسکی برابر ہی نہیں کر سکتا،

اس شہر کے شمالی و مغربی طرف ایک دریا ہے جو ٹسن یان ہا کے نام سے موسوم ہے، بہت چوڑا اور گہرا ہے، یہ اس شہر کا قدرتی طور پر محافظ بن گیا ہے، شمالی دروازہ کے باہر ایک بڑا پل ہے جس کی اونچائی میں فٹ اور چوڑائی دس فٹ سے زیادہ ہے پل کے اوپر سنگین احاطہ بنا دیا گیا ہے تاکہ راہ گیر دیا کے اندر نہ گرجائیں، پل کی لمبائی تقریباً تین سو قدم ہے، پل کے اوپر نیلے پتھر کی فرش ہے جس کا بڑے سا بڑا پتھر پانچ مربع فٹ کا ہے، اس پل کی نو محرابیں ہیں جکے نیچے دریا کا پانی بہتا ہے جب پانی محرابوں کے ستونوں سے ٹکراتا ہے، تو اس سے قدرتی نئے پیدا ہوتے ہیں، جو تفریح کرنے والوں کو کھینچ کر وہاں لیجاتے ہیں، پل پر آدمیوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے، اور گاڑیاں اور موٹر اس کے اوپر تیزی سے گذرتی ہیں،

ٹسن چاؤ کے مشرق، مغرب، اور جنوب میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں، جنہوں نے ایک حلقہ

کی صورت اختیار کر لی، ہی، پہاڑوں میں سے وہ پہاڑ جو مغرب میں واقع ہے زیادہ دلکش اور جاذبِ نظر ہے، خصوصاً یوں میں شان کا پہاڑ یعنی (بادل کا دروازہ) یہ پہاڑ آسمان سے باتیں کرتا ہے، اسلئے اس کا نام بادل کا دروازہ رکھا گیا ہے، اوپر ایک چھوٹا سا میدان ہے جس پر ایک دروازہ تعمیر کیا گیا جس کی اونچائی بیس فٹ ہے، اس کے دیوار پر کچھ حروف بھی ہیں، جو نہایت خوبصورتی سے نقش کئے گئے ہیں، وہاں کے باشندے اسکو آثارِ قدیمہ میں سمجھتے ہیں، پہاڑ کے اوپر کثرت سے ہرے ہرے درخت ہیں، جن میں صنوبر زیادہ ہیں، نیچے سے اوپر تک پتھر کی قدرتی سیڑھی جاتی ہے، وسط میں مندر اور مسجدوں کی کثرت ہے، اس کے اوپر کھڑے ہو کر اگر دیکھئے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پانی کی سطح سے مل گیا ہے،

## ۲۔ ٹسن چاؤ کے مسلمان،

اس شہر کے اندر اور مضافات میں مسلمانوں کی تعداد میں ہزار سے زیادہ تصور کی جاتی ہے شہر اور شہر کے مشرقی علاقے میں مسلمانوں کی تعداد میں اس کا سہ اور دوسرے مقامات میں پلہ ہے اس شہر میں انکے خاص بازار ہیں، جو مشہور اور مسلمان آبادی سے بھرے ہوئے ہیں، ان بازاروں میں 'نانیوں کاٹی، جیفو کاٹی، اور وی کاٹی قابلِ ذکر ہیں، ان میں غیر مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں، اس شہر کا مشرقی علاقہ پورے شہر کا چھ حصہ سمجھا جاتا ہے، لیکن اس علاقہ میں جو آبادی ہے، اسکا پلہ غیر مسلم آبادی ہے، باقی مسلمان و موحیدین، شہر کے باشندے جب ٹونگ گوانگ (مشرقی علاقہ) کا ذکر کرتے ہیں، تو ان کا ذہن مسلمانوں کے تصور سے خالی نہیں ہو سکتا، ٹسن نان کے مغربی علاقہ اور پکن کے نیو کاٹی میں مسلمانوں کو جو حیثیت حاصل ہے، وہی اس علاقہ میں بھی حاصل ہے، باقی

لے کاٹی کے مینی بازار، لے شانگ کامرکن،

مفصلات کے مسلمان اکثر شہروں سے ہجرت کر کے آئے ہیں، اس کا سبب غالباً یہ ہے، کہ بعض مسلمانوں کو زراعت سے خاص دلچسپی ہے، اور شہرین آبادی کے ہجوم سے ملازمت کا کم موقع ملتا ہے، اس لئے دیہاتی زندگی ان کے لئے مناسب ہے، اور زراعت ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کی ضروریات کی ہر طرح سے کفایت کر سکتی ہے، اس وجہ سے وہ شہر سے ہجرت کر کے ٹھکانے اور مضافات میں آباد ہو گئے ہیں، ہنر قی تعامات میں جو مقامات ہیں، مثلاً: (۱) جو کا جو، (۲) جھلی لی، (۳) بن لی، (۴) کو کا جو، (۵) شان لی، (۶) شیلی میو، (۷) بوزی، (۸) ٹونگ پائی، (۹) نان پائی وغیرہ، ان میں مسلمان اور غیر مسلمان سب مل کر رہتے ہیں، مسلمانوں کے لئے خاص محلے ہیں، اور غیر مسلمان کے محلے انکے پڑوس میں ہیں،

مغربی ٹھکانے میں مسلمانوں کی آبادی اگرچہ بہت کم ہے، لیکن تاہم ہو، انہیں کوئی مقام مسلمان آبادی سے خالی نہیں، ہو، جنوبی ٹھکانے میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے، اس بہت میں جن مقام پر مسلمان سب سے زیادہ ہیں، وہ وان یو چھین، (محلہ ماہسی زرد) ہے، شمالی ٹھکانے میں مسلمانوں کی حالت مغربی ٹھکانے کے مسلمانوں کے مشابہ ہے، مگر ڈاکوؤں کی غارت گری سے بعض مالدار اور متمول مسلمانوں کو دیہاتی زندگی چھوڑ کر شہر میں آکر پناہ لینی پڑی ہے، اور جو غریب ہیں، وہ اپنی قسمت پر صبر و شکر کر کے وہیں رہتے ہیں،

شہرین مسلمانوں کے اسکول کافی ہیں، اور مسلمان متمول اور اچھی حالت میں ہیں، انکی طبیعت نرمی اور رحم کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، ان کے بچے اکثر اسکول جاتے ہیں اور دنیاوی تعلیم پاتے ہیں، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچے نہایت چست اور تندرست ہیں، ان کی عورتیں بھی بہت رحیم اور خدا ترس ہوتی ہیں، غریبوں اور مفلسوں کو دیکھ کر، ضرور کچھ نہ کچھ دیدیتی ہیں، کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ جو ان کی جو کھٹ پر سوال کرنے کے لئے آتے ہیں، وہ انکے مذہبی بھائی یا بہن ہیں،

اگر وہ اون کی التجا کو رد کر دیں گی تو خدا اون کی التجا کیونکر قبول فرمایگا،

مشرقی علاقہ کے مسلمانوں کی طبیعت میں محنت کا مادہ بہت ہے، وہ بہادر تو ہیں، اگر ان کا دماغ بہت ٹھوس ہوتا ہے معمولی کاروبار میں ان کا زیادہ حصہ ہے، ہر وقت وہ اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں، اور نہایت محنت اور جفاکشی سے انکو انجام دیتے ہیں، ان کی تعلیم اور تربیت بالکل ابتدائی منزل پر ہے، یہی وجہ ہے کہ نہ ان کو دنیا دہی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جدید معلومات سے کچھ نہ کچھ واقف ہو گئے ہیں، اور نہ ان کو روشن خیال کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اون کی معلومات نہایت محدود اور ناقص ہیں، وہ نہ قدیم طرز زندگی کے شیرازی اور نہ جدید تہذیب کے دیوانے ہیں، وہ ان دونوں کے مین میں ہیں، وقت اور موقع جس طرح اجازت دیتا ہے، اس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں، یہ لوگ ایماندار اور دیانت دار ہیں، اپنی جماعت کا لحاظ کرتے ہیں، اتحادی روح کا چھوٹا سانپ وہ ان میں پایا جاتا ہے، عورتوں کی شرم و حیا ان کا پردہ، اور آداب و محاطان کا برقع ہے، وہ کائنات کی تعلیم سے بہت متاثر ہوتے ہیں، اور اپنی اولاد کو مکتب میں داخل کرتے ہیں، تاکہ وہ کائنات کی تعلیم سے جو چہنیوں کا پیئہ ہے اور اس کے کلام سے جو چہنیوں کا قرآن ہے، سعادت اندوز ہو سکیں، کیونکہ ان کو چہن میں رہنا سہنا، اور اس میں مرنا اور جینا ہے تنیک وہ چہنی ہیں، اور جب تک ان کو چہن میں رہنا ہے، کائنات کی تعلیم سے بے نیاز نہ ہونا چاہئے،

### ۳۔ ان کی معاشرت،

شہر ٹسن چاؤ کے مسلمان پیشہ کے محاط سے تین طبقوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں، تاجر، کاشتکار اور مزدور، بڑی تجارت میں پورے شہر کے محاط سے ان کا دو حصہ ہے، چھوٹی تجارت

اور زراعت میں تین، اور مزدوری میں دو حصہ ہے، بڑی تجارت میں پوئین، ٹوپی، کپڑے،  
 ریشم اور روزمرہ کی ضروریات کی تجارت ان کے ہاتھ میں ہے بعض کارخانوں کی شاخیں، مختلف  
 مقامات میں بھیلی ہوئی ہیں، ریشمی کپڑے اور پوئین کی دوکانیں غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ تر  
 پرہیز، یہ لوگ اپنے اپنے ایجنٹوں کو چانگ کا کوہ، ٹیشو، اور دیگر مقامات میں بھیجتے ہیں، تاکہ مال جمع  
 کریں، پوئین کی درآمد چانگ کا کوہ سے ہوتی ہے، کیونکہ وہی اس کا مرکز ہے کچی پوئین اور کھالین  
 جمع کر کے گھر میں لاتے ہیں، اور دولہ سے انکو پکاتے ہیں، مارچ سے نومبر تک مال کی تیاری ہوتی ہے  
 اس تیاری میں کچی کھال کا پکانا، کاٹنا، ترتیب دینا، رنگ دینا، جوڑنا، سینا، اور لباس کی صورت میں  
 تیار کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کام ہوتا ہے، نومبر سے جنوری تک مال کی خرید و فروخت ہوتی ہے، سال  
 بھر میں جو مال تیار ہوتا ہے، سب اس دو تین مہینہ کے اندر فروخت ہو جاتا ہے، سن چاؤ کے مشرقی  
 دروازہ کے اندر جو بڑا بازار ہے، وہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے، پوئین کے بیرونی مقاموں میں مثلاً  
 سن ٹو، وی، چاؤ، چین وغیرہ میں مسلمانان سن چاؤ کے کارخانے ہیں، ہموئی کا ردبار میں مسلمانوں  
 کی دوکانیں بکثرت ہوتی ہیں، لیکن سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے وہ کوئی بڑا فائدہ نہیں اٹھا سکتے صرف  
 اپنا پیٹ پال سکتے ہیں، مسلمانوں کے مخلو میں اوسط درجہ کے تاجر زیادہ ہوتے ہیں، جہاں مسلمانوں  
 کی کثرت ہے، وہیں انھوں نے اپنی دوکانیں رکھی ہیں، جنہیں روزمرہ کی ضروری چیزیں ہوتی ہیں،  
 ان کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو بازاروں میں گشت لگا کر اپنا مال بیچتے ہیں، یہ نہایت  
 غریب لوگ ہیں، جو اپنے گذارے کے واسطے گشت کرنے پر مجبور ہیں، مشرقی علاقے کے مسلمانوں  
 کی مالی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی، ان میں بڑی دوکانیں کم نظر آتی تھیں مگر چند سال کی جدوجہد سے  
 انھوں نے اپنی مالی حالت درست کر لی ہے، اور پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں، روز بروز ترقی کر رہے  
 ہیں، ہوٹل رکھنے والے، چائے خانے والے، پٹناری، میوہ ہٹھائی، اور بسکٹ بیچنے والے ہموئی



تاجر گئے جاتے ہیں، مزدوروں کے طبقہ میں گاڑی بان، کارخانوں میں کام کرنے والے اور دکاندار کے ملازم وغیرہ شامل ہیں،

لٹن چاؤ کے قرب وجوار میں ایک محلہ جو ٹی شیان کے نام سے موسوم ہے، وہ خاص مسلمانوں کی بستی ہے اور کاشتکاروں کا مسکن ہے، وہ طلوع آفتاب کے وقت اپنے کھیت پر جاتے ہیں، اور غروب آفتاب سے قبل گھر واپس آتے ہیں، انکا فلسفہ محنت ہے، اور صرف محنت جنگل انکی تفریح گاہ ہے اور کھیت ان کا مدرسہ کدال اہل اور آلات زرعی کی آوازیں انکی موسیقی ہے، ہوا جب چلتی ہے تو گرد و غبار بھی اٹھتا ہے، گھاس اور غلے کے تنکے انکے سامنے ناچے ہیں، انکے جسم جب گرد آلود ہوتے ہیں، تو محنت اور مشقت کا پسینہ آب زعفران کی طرح انکو پاک کر دیتا ہے، چینی مسلمان کسانوں کی پاک زندگی یہی ہے، اور انسان کے عملی اساتذہ یہی لوگ ہیں،

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو کھیتوں میں محنت اور مشقت کرتے ہیں، کسی زمانہ میں انکے آبار و اجداد اور اشراف تھے، سیاست دان تھے، اور صاحب جائداد تھے، اور علی آدمی تھے لیکن چینیوں کے فلسفہ محنت کرو اور اپنا گھر بنھا لو، نے ان پر زیادہ اثر ڈالا، انھوں نے شہر کی تہذیب چھوڑ کر دیہاتی زندگی اختیار کر لی، اور رفتہ رفتہ وہ جاہل اور ان پڑھ کسان بن گئے، اسوقت انکے دماغ میں صرف محنت اور مشقت ہے، انکو صرف اپنے کھیت میں جانے کا راستہ معلوم ہے، اگر ان کی کھیتی اچھی ہے، تو وہ بھی آسودہ ہیں اور انکو کسی قسم کی پردہ انہیں، مگر اولاد کی تربیت کرنا، اسکولوں کا کھولنا، اور رفاه عام کے کاموں میں شریک ہونا، یہ سب باتیں انکے ذہن میں نہیں آتیں، محلہ ماہی زرد کے مسلمانوں کے دماغ میں صرف یہ خیال ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی کے علاوہ اور کسی کام پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے یہی وجہ ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی میں وہ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ کام کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو انکی محنت کی جزا دیتا ہے،

کھیتی سے انکو اناج ملتا ہے، درخت سے انکو پھل ملتا ہے، باغون سے ترکاری اور سبزی ملتی ہے،  
 دریا اور تالابوں سے انکو پھلیدان ملتی ہیں، انکے پاس گائیں ہیں، بھینس ہیں، بکریاں ہیں، مرغ ہیں،  
 بطنین ہیں، راج ہنس ہیں، زندگی کے لئے اور کیا چاہئے، روئی ان کے کھیت میں پیدا ہوتی ہے،  
 اس کا سوت اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہیں، اور کپڑے تیار کرتے ہیں، سن موجود ہوتا ہے، وہ جوتا  
 بنانے کیلئے کافی ہے، بس انکو اور کیا چاہئے؟

### ۴۔ اُن کی تعلیم

اس سے قبل سن چاؤ کے مسلمانوں میں تعلیم کا چرچا بالکل نہ تھا، اور اب تک وہ اسی حالت  
 میں ہیں، اکثر مسلمانوں کا جدید علوم سے اختلاف ہے، یہ اختلاف محض ناواقفیت کی وجہ سے  
 ہے، کیونکہ وہ جدید علوم سے واقف تھے، اور اب تک ناواقف ہیں، ان کے خیال میں نیا رنگ نیلگو  
 یعنی جنبی کی کتابوں کا پڑھنا بدعت ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک قعرِ جہالت میں گرے ہوئے ہیں،  
 اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں جمود کا مادہ بہت زیادہ ہے، اور ان کا کوئی رہبر اور مصلح نہیں،  
 جہاں تک معاشی حالات کا تعلق ہے بیان مذکورہ بالا سے ہم آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں  
 کہ وہ ان کے مسلمانوں کو اگر مجموعی حیثیت سے دیکھئے، تو وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنی اولاد کے تعلیمی خراج  
 برداشت نہ کر سکیں، وہ فارغ البال اور آسودہ حال ہیں، اپنی اولاد کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں،  
 لیکن وہ جاہل ہیں کام کرنے کا طریقہ نہیں جانتے، وہ ضرور روشنی میں آنا چاہتے ہیں، لیکن انکو  
 کوئی چراغ دکھانے والا نہیں ملتا، وہ اپنی ذہنی بستی پر قانع ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ  
 ان میں ذہنی رفعت کا جذبہ نہیں ہے،

۱۔ میں میں جو اکثر سن کا بناتے ہیں، کیونکہ یہ بہت مضبوط چیز ہے،

اس شہر میں جہاں میٹر ہزار مسلمان بستے ہیں، وہاں مسلمانوں کے صرف دو ہی اسکول ہیں ایک مشرقی علاقہ کی مسجد میں ہے، جس میں ایک ابتدائی اسکول قائم کیا گیا ہے، اس میں پچاس ساٹھ لڑکے پڑھتے ہیں، دوسرا شہر کے اندر ایک اور مسجد میں ہے، جہاں کوئی انٹی لڑکے پڑھتے ہیں، تعلیم صرف ابتدائی ہوتی ہے، ثانوی تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہیں، ایسی حالت میں اعلیٰ تعلیم کا کیا ذکر! اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ اون کی مالی حالت انکور دکتی ہے، بلکہ والدین اپنے لڑکوں کو ثانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم سے باز رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ لڑکے اجنبیوں کی تعلیم اور زبان سیکھ کر چین کی تہذیب اور رسم و رواج کو خراب کر دیتے ہیں، ثانوی تعلیم کا یہ حال ہے کہ میں ہزار مسلمانوں کے اندر صرف میں آدمی اس نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں،

مجھے اس کی پروا نہیں کہ چینی مسلمانوں کے حالات جیسا کہ میں نے عرض کئے ہیں، غیر ممالک کے برادران اسلام پر ٹھکر میری بیوقوفی پر نہیں گے کہ میں نے چینی مسلمانوں کے عیوب بیان کر کے انکو بدنام کر دیا، مجھے اس سے غرض نہیں کہ قارئین چینی مسلمانوں کی جہالت پر روئیں گے یا قہقہہ لگائیں گے، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو واقعہ ہے، اسے پیش کر دوں، اس سلسلہ میں دیہاتی مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق چند سطوریں اور لکھتا ہوں،

اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ دیہاتی مسلمان بالکل جاہل اور بے حس ہیں، ان کے دماغ تربیت سے بالکل نا آشنا ہیں، یہاں تک کہ وہ اب پھر سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں، وہ معلومات عامہ سے بالکل بے خبر ہیں، مگر کافوش کی کتاب طوطے کی طرح زبانی یاد کرتے ہیں، ان کے خیال میں نصر زبانی یاد کرنا اصلی تعلیم ہے، زبانی پڑھنے میں جتنی روانی ہو اتنی ہی قابلیت سمجھی جاتی ہے تیلی شوازی شیر، یوئی یواہو، پویان، زمی یوان فانگ لے، پوئی لاہو، اس قسم کے جملے وہ خوب یاد کرتے ہیں، لیکن اون کے دماغ کبھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے، کہ کافوش نے اس جملہ میں

یہ کہا کہ..... کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی مطالعہ کرتے ہیں، اس سے وہ کیوں گھبراتے ہیں،؟ دوست دو دور سے ملاقات کو آتے ہیں، خوش کیوں نہیں ہوتے؟.....

دیہاتی مسلمانوں میں جو کچھ تعلیم ہے، وہ اس قسم کی ہے کہ ایک ادھ مکتب ہے جس میں ایک دو معلم ہیں، جو خود جاہل ہیں، اور شاگردوں میں بھی جمود بے حسی پیدا کرتے ہیں، وہ خود مردہ ہیں، اور اور دوسروں کو بھی مردہ بنانے کے لئے تیار کرتے ہیں، یہ ہیں اس شہر اور ملحقات کے مسلمانوں کے تعلیمی حالات جو اب تارین کی نظر سے گزرے ہیں،

## ۵۔ ان کی مسجدیں،

اس شہر میں چار مسجدیں ہیں، جن کے متعلق کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، سب سے مشہور مسجد مشرقی علاقہ میں ہے، اس مسجد کی عمر غالباً چھ سو برس کے قریب ہے، کیونکہ اس مسجد کی دیواروں میں دو کتبے اب تک لگے ہوئے ہیں، جن سے نہ صرف اسکی تعمیر کی تاریخ کا پتہ چل سکتا ہے، بلکہ اس زمانہ کی اسلامی عظمت بھی دریافت کیا جاسکتی ہے، کیونکہ دونوں کتبے کسی معمولی آدمی کے لکھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان میں ایک شاہی خاندان میں گ کے پہلے فرمان روا شہنشاہ مانی جو (۱۵۰۶-۲۲)

«*Shah Jahan*» کے ہاتھ کا، اور دوسرا اسی خاندان کے گیارہویں فرمان روا شہنشاہ دو چنگ «*Aurangzeb*» کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو، پہلے کتبہ میں ایک نعت ہے جو "صدر حروف" کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس نعت میں چینی زبان کے صرف تین حروف ہیں، اس سے زیادہ نہیں، جس کی عبارت چار حروف کے سجات میں لکھی گئی ہے، دوسرے کتبہ میں شہنشاہ دو چنگ کی تنقید ہے جو دین اسلام پر کی گئی ہے، ان دونوں کیتوں کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے، ان سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ چھ سو برس پہلے چینی فرمان رواؤں کے

نزدیک مسلمانوں اور اسلام کی کیا وقعت اور قدر تھی،

## نعت صدحروف

دردِ زمین و آسمان کے ظہور سے پہلے، آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا تھا، بلادِ عرب میں پیغمبرِ اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، اور قرآن پاک آپ کو ملا، اس کے ذریعہ آپ نے تمام انسانوں کو ظلمت سے نکالا، آپ ہیں انسانوں کے استاد اور ہادی، آپ ہیں تمام نبیوں کے سردار، آپ ہیں خدا کے محبوب، اور آپ ہی ہیں تمام امتوں کے رہبر، پانچ وقت کی عبادت انسان کی نجات کا ذریعہ ہے، آپ کا دل خدا سے ہمکلام ہے، آپ کی رحمت و محبت شکستہ دلوں کی دمساز ہے، آپ آلام و تکالیف سے نہیں ڈرتے، آپ تاریک اور اندھیرے دلوں کو روشن کرتے ہیں، تمام روصین آپ کے پاس آتی ہیں، اور آپ سے شفاعت چاہتی ہیں، دنیا آپ کی برکات سے معمور ہے، زمانے کی خباثت آپ کی سعادت سے دور ہو گئی ہے، آپ کے ظہور نے باطل کا سایہ مٹایا، اور آپ کے وجود نے حق کا جھنڈا لہرایا، آپ کا دین اسلام ہے، اور محمد آپ کا نام ہے، پیغمبرِ اعظم آپ ہی ہیں ”وانک علی خلق عظیم“ آپ کے لئے ہے“

(سنہ کنایت ۳۶۸ھ)

## شہنشاہ و چونگ کی تنقید اسلام پر،

”..... کا نفوش کے فلسفہ سے اجتماعیات کی تعمیر ہو سکتی ہے، لیکن روحانیات کی بنیاد نہیں ڈالی جاسکتی، گو تم بدھ اور بوڈیزم کے خیالات وہی اور خیالی ہیں، ان کے ذریعہ سے حق تک

لے کا نفوش کا ہم عصر (۱۹۵۰ء)

نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ان میں سے ایک مشرقِ اقصیٰ کی طرف اٹل ہے، اور دوسرا مغربِ اقصیٰ کی طرف، مگر اسلام نے خدا کو پہچاننے کا جو طریقہ بتایا، وہ حقیقت اور اعتدال پر مبنی ہے، اس لئے میرا خیال ہے کہ جب تک دنیا فنا نہ ہوگی اس وقت تک یہ دین قائم رہے گا۔

آج کل مسلمان ان مستشرقین کو داد دیتے ہیں جو اسلام کی حمایت میں کتابیں لکھتے ہیں، مجھے یہ خبر نہیں کہ چین کے ان دو فرمان رواؤں کے یہ چند جملے فارسیں کے نزدیک مستحقِ داد اور قابلِ تحسین ہیں یا نہیں،

خیر یہ تو کتبوں کا ترجمہ ہے، مگر قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجدِ حکومت کی طرف سے نمبر کی گئی ہے، اور اس کے تمام مصارف سرکاری خزانہ سے ادا کئے گئے ہیں، کیونکہ اس مسجد کے متعلق ایک فرمان ہے، جو حیاتِ محمدی کی تعلیمات میں درج ہے، یہ فرمانِ خداوندِ عالم کے تیسرے فرمان روا کا ہے، وہ ۱۲۷۱ء میں تخت پر بیٹھا، اس نے سید کمال الدین کو اس مسجد کا امام مقرر کیا، چنانچہ اپنے فرمان میں لکھتا ہے:-

”مقولہ ہے کہ جو شخص اور نیک نیت ہوتے ہیں، وہ اپنے خالق کو یاد کرتے ہیں، بزرگوں کا احترام کرتے ہیں، نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں، آسمانی قانون کی تعلیم دیتے ہیں، اور عوام کو ہدایت دیتے ہیں، تاکہ برکاتِ آسمان سے نازل ہوں اور انسان کو آرام نصیب ہو۔“

”ہاں! سید کمال الدین مجھے علم ہے، کہ تمہارا دین محمدی ہے، تمہارا دل نہایت پاک اور صاف ہے، تم مستقل مزاج آدمی ہو، تم نیکی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو، اور خدا کی عبادت کرتے ہو، تم وفادار اور ایمان دار ہو، تم میری تعریف و تحسین کے مستحق ہو، تم میرے پسندیدہ ہو، اب تم امامت پر مقرر کئے جاتے ہو، تاکہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دو، تمام امیروں اور افسروں کو ہدایت کرو کہ میری نافرمانی نہ کریں، ورنہ سخت تعزیر پائیں گے، یہ ہے میرا فرمان“ (تاریخ تیسری مہینہ میسرال یون لو (مطابق اپریل ۱۹۰۷ء))

روایت ہے کہ اس مسجد کی اب تک صرف دُوبہی مرتبہ مرمت کی گئی ہے، ایک دفعہ ۱۵۳۵ء میں، اور دوسری دفعہ ۱۹۰۳ء میں، یہ مسجد بہت وسیع ہے، سامنے میدان ہے جس میں ہر قسم کے خرت لگے ہوئے ہیں، سرو اور صنوبر ہر جگہ نظر آتے ہیں، درختوں سے کبھی کبھی چڑیوں کے گانے کی آواز آتی ہے جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ چھوٹے چھوٹے پرندے خدا کے موزن ہیں، جو انسانوں کو یادِ الہی کی طرف بلاتے ہیں،

اس شہر کی دوسری مسجد شہر کے اندر ہے، تیسری یوزین، اور چوتھی جو میوزین یہ مسجد بہت پرانی ہیں، دیواروں پر نامور لوگوں کے نام ہیں، چونکہ ان میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے جو قابل ذکر ہو، اسلئے اسے ہی بیان پر اکتفا کرتا ہوں،

ہاں! یہاں چینی مسجدوں کے متعلق اور ایک بات لکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ان میں انتظام کیسا ہوتا ہے؟

مسجد کے انتظامات امام اور متولی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، امام دو ہوتے ہیں، ایک امام دوسرا نائب امام متولی کبھی ایک آدمی ہوتا ہے، اور کبھی متعدد، امام کا کام یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرے، نکاح اور خبازے کی نماز پڑھائے، قرآن خوانی کرے اور لوگوں کے لئے دعا کرے، اور تعویذ لکھے نائب امام، امام صاحب کی عدم موجودگی میں اس کا کام انجام دیتا ہے، ان دو اماموں کے علاوہ اور تیسرا شخص ہے، جو اذان دیتا ہے، اور اگر کوئی مسلمان مرغ ذبح کرنے کے لئے اس کے پاس لائے تو اسے ذبح کر دیتا ہے،

چینی زبان میں متولی کو ”شیان لو“ کہتے ہیں، وہ مصارف اور اخراجات کا انتظام کرتے ہیں

۱۰ چینی میں اکثر مسلمان مرغ ذبح کرنا نہیں جانتے کیونکہ وہ عربی زبان کی تکیہ نہیں پڑھ سکتے، اسلئے وہ مرغ بیکر مسجد میں آتے ہیں اور موزن یا اس کے نائب کے ہاتھ سے ذبح کرواتے ہیں،

جب مسجد میں کوئی دعوت ہوتی ہے، تو اس کا انتظام انکے متعلق ہوتا ہے، وہ دعوتیں جو مسجدوں میں ہوتی ہیں، عام ہوتی ہیں، ہر مسلمان ان میں شریک ہو سکتا ہے، اور اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے، ایسی دعوتیں عموماً عیدین کے موقعوں پر ہوتی ہیں، عیدین کے علاوہ مسلمان یوم النبی، یوم فاطمہ، اور یوم الاسلام بھی مناتے ہیں،

## ۵۔ مسلمان اور اسلام

ٹنسن چاؤ کے مسلمانوں کے حالات سے فاسخ ہو کر اب میں ان باتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جن کی بنا پر ایک مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس سلسلہ میں ہم ان کے اعمال کے مطابق ان کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، پہلا گروہ وہ ہے، جو اسلام پر عقیدہ رکھتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے، دوسرا گروہ وہ ہے جو عقیدہ رکھتا ہے، مگر عمل نہیں کرتا، تیسرا گروہ وہ ہے جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے، مگر اس کو نہ اسلام سے کچھ واقفیت ہے، اور نہ وہ اس کے اصولوں کی پابندی کرتا ہے،

(الف) پہلا گروہ،

یہ ایک ایسا گروہ ہے جس کے دل میں اسلام کے عقائد بالکل راسخ ہیں، وہ ہر نقل و حرکت میں اسلامی احکام و ارکان کی پابندی کرتا ہے، دینی معاملات میں نہایت خلوص اور ایمان داری سے حصہ لیتا ہے، وہ بچکانہ نمازوں سے غافل نہیں رہتا، اس جماعت کے لوگ عموماً مسرور و مسرور ہوتے ہیں، اور چونکہ وہ اپنے نیادی اُممہ کے قابل نہیں رہے، اس لئے اپنے اوقات مسجدوں میں گزارتے ہیں، اس گروہ میں بعض اوسط العمر لوگ بھی ہیں، جو پابندی کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں،

یوم الاسلام میں مسلمانوں کی ایک خاص تقریب ہے، جس کا مقصد خدا سے امن و سلامتی کا طلب کرنا ہے،



لیکن ان میں ایک خرابی یہ ہے کہ تعصب کی وجہ سے ادن کی قوت تیز بہت کم ہو جاتی ہے، آہون (مولوی) جو کچھ ان سے بیان کرتے ہیں، وہی ان کے نزدیک دینی قانون ہے، اکثر صینی ہولیون کا علم صرف اس قدر ہے کہ اگر ان سے پوچھئے کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے، تو غالباً جواب نہیں دے سکیں گے البتہ وہ آپ کو یہ بتلا سکتے ہیں کہ نوافض وضو اور نوافض صلوٰۃ کیا ہیں، فرض واجب وغیرہ کیا ہیں، نماز میں کتنی نشستیں ہیں، اور کتنے مستحب، کھانے میں حلال کیا ہے، اور حرام کیا ہے، اس مسئلہ کے متعلق درالمختار میں کیا لکھا ہے، اور اس مسئلہ میں شرح وقایہ کیا کہتی ہے، وغیرہ وغیرہ، لیکن دین کی عرض و غایت کیا ہے، اور انسان کا اسلام سے کیا تعلق ہے، ان امور کے بتلانے سے وہ قاصر ہیں، (ب) دوسرا گروہ،

یہ لوگ افراد کرتے ہیں کہ دین میں کچھ حقیقت ہے، اور یہ انسان کی اجتماعی اور روحانی زندگی کے لئے ضروری ہے، لیکن وہ دینی احکام کی پابندی نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ ہاں، خدا ہے، اور خدا تمام عالم کا خالق اور تمام مخلوقات کا رزاق ہے، لیکن وہ شاذ و نادر اپنے اعمال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی مبعودیت کو قبول کرتے ہیں مسجدوں میں وہ بہت کم نظر آتے ہیں، اگر کوئی ان سے کہے کہ مسجد میں چلو، تو وہ یہ معذرت کرتے ہیں کہ اس وقت ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں، یا یوں جواب دیتے ہیں کہ وہ عربی زبان نہیں جانتے ہیں، اور نماز بغیر عربی زبان میں پڑھے ہوئے مقبول نہیں ہوتی، اگر ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ روزہ کیوں نہیں رکھتے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ یہ بہت دشوار ہے، کیونکہ دن بھر کی بھوک اور پیاس ایک مصیبت ہے، انسان دنیا میں کوشش کرتا ہے کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائے، تو کیا اس اصول پر یہ ضروری نہیں کہ انسان اپنے آپ کو سب سے پہلے دنیاوی مصیبت سے بچائے، جو لوگ جہاں مہتر

لے اکثر صینیون کا خیال ہے کہ بغیر عربی زبان کے نماز نہیں ہوتی،

ہیں، وہ بھی تکلیف کے خیال سے فریضہ حج ادا نہیں کرتے، ایسی حالت میں ان سے کچھ دریافت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، کیونکہ جو لوگ دینی اعمال و احکام سے لڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے پاس ہر قسم کا جواب حاضر رہتا ہے،

(ج) تیسرا گروہ،

اس گروہ کے لوگ سابق کے دو گروہوں سے نسبتاً تعداد میں زیادہ ہیں، یہ لوگ اگرچہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے، لیکن اسلام سے بالکل بے خبر ہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے، جو ان کو دین کی باتیں اچھی طرح سمجھائے، دوسرے اس وجہ سے کہ چینیوں میں دہریہ اور مادیت کا اثر زیادہ غالب آگیا ہے، مسلمان نوجوان ان سے متاثر ہو کر، غیر مسلمانوں کے ہم آواز ہوتے ہیں، وہ انھیں کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور انھیں کی زبان سے بولتے ہیں، اگر ان سے کوئی کہتا ہے کہ خدا پر یقین رکھو اور اس کی عبادت کرو تو بے ہودہ جواب دیتے ہیں، کہ "خدا کیا چیز ہے، کہاں ہے؟ کس نے اس کو دیکھا؟ اگر جہنم کے عذاب سے ڈراتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ کون جہنم میں گیا ہے؟ کیا کسی نے مرنے کے بعد تم سے آکر کہا تھا کہ خدا نے اس کو آگ میں ڈالا تھا؟" بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے تلاش معاش میں دین کو بالکل بھلا دیا ہے، انکی زندگی صرف کھانا پینا، پہننا، اور شادی کرنا ہے، اگر ان چار باتوں کی طرف سے ان کو اطمینان ہو گیا تو یہ سمجھ لیجئے کہ ان کے لئے جنت کی زندگی یہی ہے،

بعض طلبہ جو دنیاوی امور میں معمولی واقفیت رکھتے ہیں، یا معلومات عامہ سے کچھ واقف ہیں، دینی علوم کے سیکھنے سے انکار کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ دینی علوم وہی لوگ سیکھتے ہیں جو مفلس ہیں، اور جو رحل لوگوں کے چندوں سے مسجد میں بیٹھ کر الف، بے پڑھتے ہیں، انکی اس ذہنی پستی و غربابی کی وجہ یہ ہے کہ دینی علوم عربی زبان میں ہیں، اور عربی تعلیم چین میں ان کے

لئے مفید نہیں، اسلئے اون کی طبیعت عوبی پڑھنے کی طرف مائل نہیں ہوئی، دوسری وجہ یہ ہے کہ چین کے عوام میں ایک عام تحریک ہے، جو مذہب کے خلاف کام کرتی ہے، اس تحریک کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ مذہب کوئی چیز نہیں ہے، اور جو مذہب کے قائل ہیں، ان کے دماغ خراب ہیں، وہ دماغ کے مقلد ہیں، وہ پرانے خیالات سے متاثر ہیں، وہ وقت اور زمانہ کے مخالف ہیں، اور نئی تہذیب اور جدید تمدن کے دشمن ہیں،

ایسی حالت میں مسلمان نوجوان اس تحریک سے محفوظ نہیں رہ سکتے، ان کا دماغ پہلے سے کمزور تھا، وہ مذہب کی حقیقت سے نا آشنا تھے، وہ زندگی کے مقصد اور غرض و غایت اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے تھے، وہ اسلام کی خوبیوں سے بے علم تھے، ان کا ماحول چینی رسم و رواج سے متاثر تھا، ان کے آباء و اجداد جاہل تھے اور وہ غیر مسلموں کے ساتھ رہتے سہتے تھے، اسلئے انکو غیر مسلمانون کے خیالات سے متاثر ہونا پڑا، اب جب تک تعلیم کے ذریعہ سے ان کی اصلاح نہ کی جائے، اتنا تک نہ صرف اس شہر کے بلکہ تمام چین کے مسلمانوں کا مستقبل اور ان کے حالات امید افزا نہیں ہو سکتے،

## بارہواں باب

سوی ہوا (Sui Hwa) کے مسلمان

مسلمانوں کی آمد

پنجوریہ کے انتہائی شمال میں ایک صوبہ فیوکیانگ کے نام سے موسوم ہے اس کے چالیس

ضلعوں میں سے اسٹملوں میں مسلمانوں کی آبادی اور اون کی مساجد ہیں، اس صوبہ کا مرکز ٹیسی ہے۔  
 (Saitai Kan) ہے، جہاں حال میں جاپان اور جاپان نشان کی فوجوں میں سخت جنگ  
 ہوئی تھی، ٹیسی ہار میں تقریباً آٹھ ہزار مسلمان ہیں اس سے کچھ دور شمال میں ایک صوبہ میں جو بھی  
 کہلاتا ہے، اس میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہت کافی ہے، یہاں کی خاص خاص باتیں قارئین کے  
 سامنے پیش کی جاتی ہیں،

اس میں شک نہیں کہ فیو نکیانگ ایک نہایت دور افتادہ صوبہ ہے، دار السلطنت سے  
 زیادہ دور ہونے کی وجہ سے یہاں کا انتظام اچھی طرح نہیں ہو سکتا، خیر ہکو اس کے سیاسی نظام  
 سے مطلب نہیں ہے، ہکو یہاں صرف مسلمانوں سے غرض ہے، روایت ہے کہ جو سب سے پہلے  
 یہاں پہنچا، وہ صوبہ شائنگ کار ہنے والا تھا اسکے پانچ بھائی تھے، سب نے بیک وقت فیو نکیانگ  
 میں ہجرت کی، اور سو ہی ہوا میں اگر آباد ہوئے چند سال کے بعد یہ پانچ بھائی ایک مستقل خاندان بن گئے۔  
 ان کے بعد جو لوگ آئے وہ ہاپر (Hapre) کی طرف سے آئے، یہ لوگ یہاں آکر  
 نہایت امن کی زندگی بسر کرتے تھے، دنیا ان سے خفا نہ تھی، زمین و آسمان ان سے ناخوش  
 نہ تھے، قدرتی حالات ان کے موافق تھے، اسلئے ان کے آنے سے مسلمانوں کا اثر رفتہ رفتہ یہاں  
 قائم ہو گیا، پھر صوبہ کیس (Kis) کے چند خاندان جھون نے جاپانی و روسی جنگ  
 کے وقت اپنے وطن کو چھوڑ کر یہاں آکر پناہ لی تھی، خدا نے یہاں کی آب و ہوا ان کی طبیعت  
 کے موافق کر دی، انھوں نے اپنے اصلی وطن کو ترک کر کے یہیں سکونت اختیار کر لی، مسلمانوں  
 کو یہاں آئے ہوئے تقریباً چالیس سال ہو گئے، اس چھوٹی سی مدت میں مسلمانوں کی تعداد کئی ہزار  
 تک پہنچ چکی ہے، اس سے قبل کسی کو خبر نہ تھی کہ مسلمان اس قدر جلد پھیل جائیں گے،

## ۲۔ مسجد کی بنیاد

مسلمانوں نے آتے ہی یہاں اپنی مسجد بنالی، لوگ بیان کرتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر کے وقت غیر مسلموں کو حسد سے فساد ہو گیا تھا کیونکہ فیلو نکیا نگ پنچوریہ میں شامل ہے اور پنچوریہ باپچو قوم کا مسکن تھا، اس وقت تک ان کی حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا، مسلمان جب یہاں آئے اور مسجد کی بنیاد ڈالنی چاہی، تو یہاں کی باپچو قوم یہ سمجھنے لگی، کہ کوئی خفیہ انجن بن رہی ہے، اسلئے انھوں نے اگر روکنا چاہا، دوسری بات یہ ہے کہ باپچو قوم میں وہم بہت زیادہ تھا، اور وہ سمجھتی تھی کہ مسجد کی عمارت اونچی ہونے سے ان کی شان میں فرق آجائیگا، اور ان کے عروج و قبال کا خاتمہ ہو جائیگا، ان وجوہ کی بنا پر انھوں نے تعمیر مسجد کو روکنے کی کوشش کی، اگرچہ اس وقت باپچو صاحب حکومت تھے، مگر مسلمان بھی ہمت ہارنے والے نہ تھے، ان میں شان کو ان فوہ (SHANKUAN FOOH) جیسا توحید پرست

اٹھا، جو اسلام کا ایک بجاہد فرزند تھا، اس کی رگوں میں خدمت اسلام کا جذبہ جوش مار رہا تھا، وہ تلوار کی دھارسے ڈرنے والا نہ تھا، سمندر اور پہاڑ اس کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے وہ حق کے لئے آگ میں کود پڑنے کو تیار تھا، اس نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا، اور لوگوں کو یہ بتایا، کہ مسجد سے ہماری اسلامی شان قائم ہے، اور اس کے وجود سے ہماری اجتماعی زندگی وابستہ ہے، اگر مسجد نہ رہی تو ہم بھی نہ رہے، مسجد ہمارا مرکز و مرجع ہے، اس کا فنا ہونا، مسلمانوں کا فنا ہو جانا ہے، اس وقت ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے، جس سے عمدہ برا ہونا بہر حال ہم پر فرض ہے، آج باپچو لوگ چیتے کی کھال پہنکر ہلکو ڈراتے ہیں کہ وہ ہلکو کھجائیں گے، وہ ہماری جماعت کو مٹانا چاہتے ہیں، اگر ہم قتل و خون سے ڈریں گے اور قربانی نہ کریں گے تو اس مسجد کی تخریب کے ساتھ ہم بھی فنا ہو جائیں گے، پھر ہم یہاں نہ رہ سکیں گے، اور اگر یہاں نہ رہ سکے تو اور کین ہمارا ٹھکانا نہ ہوگا،

اس کی تقریر بھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ مجمع میں ایک جوش کی لہر اٹھی، غیرت اور حسرت کی بجلی دوڑ گئی، اور جذبات اسلام نے مسلمانوں کے دل و دماغ میں طوفان برپا کر دیا، اور سب نے حلف اٹھایا کہ ہم مسجد کے لئے اپنی جانیں دیدینگے، اور سب کچھ قربان کر دیں گے، ہماری جان جائے، ہمارا مال جائے، ہمارے بال بچے اسمین کام آئیں، کچھ پرواہ نہیں، مگر ہم توحید کی آواز ضرور بلند کریں گے، اور فضا کو اس کے غلغلہ سے پر شور کر کے رہیں گے،

ماپنچو قوم نے مسلمانوں کا جوش و جذبہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ خوابیدہ شیر ہے، اسکو چھیڑنا نہ چاہئے، ورنہ وہ اٹھ کر حملہ کرے گا، اس موقع پر ماپنچو حکومت سے مدد مانگ سکتے تھے، اور تلوار اور قوت کے زور سے مسلمانوں کو دبا سکتے تھے، لیکن اس زمانہ میں حکومت بھی پریشان تھی، ایک طرف تو اصلاحی تحریک شروع ہو گئی تھی، اور دوسری طرف انقلاب کے آثار ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے، اسلئے حکومت نے اون کی مدد نہ کی، وہاں کے ماپنچوؤں نے جب یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے، تو انھوں نے چند مقول آدمیوں کو انتخاب کر کے مسلمانوں کے پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی، مسلمان تو صلح پسند تھے ہی، جب کوئی ان کو نہ ستائے تو وہ نہایت امن سے زندگی بسر کرتے تھے، اب جب ماپنچو نے ان سے صلح کرنی چاہی تو فوراً انھوں نے صلح کر لی، جس کی وجہ سے یہ فتنہ بند ہو گیا، اور مسجد تعمیر ہو گئی، اس مسجد کی عمارت بہت شاندار بنائی گئی، جو مصلیٰ، ایوان درس اور ہمان خانہ پستل ہے، لوگ جو سیر و سیاحت کیلئے وہاں جاتے ہیں وہ ضرور اس مسجد کی زیارت کرتے ہیں،

### ۳۔ اقوال تختون پر

چین کی ہر مسجد میں ضرور کسی نہ کسی قسم کے تختے لگے ہوتے ہیں، یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک چوڑے اور دوسرے لمبے، چوڑے تختے کو چینی زبان میں بیان (PEYAN) کہتے ہیں اور لمبے کو لیان (LYAN) چوڑے تختے یا وان مسجد یا دیوار کے وسط میں لگائے جاتے ہیں، اور لمبے ستون پر یا چوڑے تختوں کے دونوں طرف لگائے جاتے ہیں، ان تختوں پر بہت سے اقوال، نظم یا سجع کی صورت میں لکھے جاتے ہیں، یہ تختے یا تو پہلاک کی طرف سے یا کسی نامور شخص کی طرف سے لگائے جاتے ہیں، ان سے مسجد کی عزت اور شان بڑھتی ہے، چین میں تختے لگانا ایک شاہی دستور تھا، عوام نے بھی اسکو اختیار کیا، اگر یہ کسی شخص کی طرف سے پیش کئے جائیں، تو اس شخص کی عزت زیادہ بڑھ جاتی ہے، اگر کسی عمارت عمومی میں رکھے جاتے ہیں، تو اس عمارت کی شان بلند ہو جاتی ہے، چین کے مسلمانوں نے اس رسم کو بھی اختیار کیا اور مساجد کی شان کے لئے بے اوقات اس قسم کے تختے بنا کر ان میں رکھے، اب تک یہ رسم چلی آتی ہے،

سوی ہوا کی مسجد اگرچہ چالیس سال سے زیادہ کی نہیں ہے، مگر اسکی دیواروں اور ستونوں پر بہت سے تختے لگے ہوئے ہیں، جو نامور لوگوں کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں، ان تختوں پر بہت سے ایسے اقوال ہیں جن سے چینی مسلمانوں کے اسلامی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے بعض یہاں درج کئے جاتے ہیں،

مصلیٰ کے اندر بہت سے چوڑے اور لمبے تختے لگے ہوئے ہیں، ایک چوڑے تختہ پڑھتا ہوں  
میں نو، لکھا ہے، اس کا مفہوم ہے، "ان هذا الطریقة تھدی الی الجنة"، یعنی "جنت میں

جانے کا یہی راستہ ہے، دوسرے چوڑے تختہ پر لکھا ہوا ہے ”نسی شوٹنگ چینگ“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ”استقیما علی الاصلاح“ یعنی اسلام پر مضبوطی سے قائم رہو، ”تیسرے چوڑے تختہ پر لو شان فوشی“ اس کا مفہوم اطلبوا الفحۃ بالجہود والسخاۃ، یعنی نیکی اور سخاوت میں خوشی تلاش کرو، چوتھے تختہ میں جو اس ضلع کے چیف مجسٹریٹ کا پیش کردہ ہے، یہ لکھا ہے کہ ”خواہی کون چھی“ اس کا مفہوم فرحوا اذ البفرح للناس، واحزنوا اذ یحزن الناس ہے یعنی ”لوگون کی خوشی سے خوش رہو، اور لوگون کے غم سے غمگین رہو، یا یخون تختہ پر ”چینگ شی ہوان“ لکھا ہے، اس کا مفہوم ان الحق حق فی کل زمان ولا یتبدل بالزمان ہو یعنی حق ہر زمانہ میں حق ہی رہتا ہے، زمانہ کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا، چھٹے تختہ پر جس کو یہاں کے تاجروں نے لگایا تھا ”لوگ ٹانگ یوان چین“ چار حروف لکھے ہیں، اس کا مفہوم العدل یعرف بهذا المراسۃ ہو یعنی عدل اس آئینہ سے پہچانا جاتا ہے،

ان چوڑے تختوں کے علاوہ دو لمبے تختے بھی ہیں، پہلے میں گیارہ گیارہ حروف کی نظم ہے، اور دوسرے میں دس دس حروف کی، یہاں صرف ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے،

پہلے تختہ کا پہلا مصرع ان القرآن الکریم یهدی الناس الی صراط مستقیم

” دوسرا ” والصلوة الخمسة تحفظ الامة عن ضلال مبیت

یعنی قرآن پاک لوگون کو سیدھی راہ کی طرف لجاتا ہے، اور پنجگانہ نماز امت کو کھلی ہوئی

لگراہی سے بچاتی ہے۔

دوسرے تختہ کا پہلا مصرع لما رفعت راسک الی السماء فی حکم مثل نور النصار

” دوسرا ” واذا خلعت لفلیک بیاب لمصلی، فقد زال عن ربک کثافۃ البیاب

یعنی ”جب تو نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، تو تیرا چہرہ روشن دن کی طرح چمکا اور ب



تو نے مصلے کے پاس اپنے جوتے اتارے، تو کثافتِ غبار تیرے پاؤں سے دور ہو گئی۔

اس مسجد کی عمارت نہایت شاندار اور جاذبِ نظر ہے، سرد اور صوبہ کے درخت قطار در قطار لگے ہوئے ہیں انکے ساتھ طرح کے پھول کے درخت اور خوشبودار گھاسین بھی ہیں، موسمِ بہار میں اس کا منظر نہایت دل فریب ہوتا ہے، مزید برآں مسجد کے اندر جو تختے ہیں وہ سنہرے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں جب سورج کی روشنی ان پر پڑتی ہے، تو وہ جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، سیر و تفریح کرنے والے پھولوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور حقیقت کا مطالعہ کرنے والے تحقّق کے اقوال سے اپنی بزمِ خیال کو مزین کرتے ہیں، مسلمان بعض اوقات یہاں آکر دنیاوی پریشانیوں سے نجات پاتے ہیں، کیونکہ یہی روحانی سکون و اطمینان کی جگہ ہے، جبکہ وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتے ہیں، تو انکو محسوس ہوتا ہے، کہ کثافتِ غبار اُن کے پاؤں سے زائل ہو گئی، اور انکو کسی قسم کی پریشانی نہیں رہی،

## ۴۔ اسکول کی بنا مسجد میں،

اس مسجد کے اندر یہاں کے لوگوں نے دینی تعلیم کے لئے ایک اسکول بھی قائم کیا ہے، یہاں ہم کو ان باتوں سے مطلب نہیں کہ اُن کی تعلیم اچھی ہے یا خراب ہے، کمال ہے یا ناقص ہے، ہرکو صرف اس سے غرض ہے کہ یہ کس طرح قائم کیا گیا، اور کس طرح جاری رکھا گیا ہے، لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسکول اس ضلع کا سب سے پہلا اسکول ہے، جو ششہ میں قائم کیا گیا، اس زمانہ میں حکومت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ پُرانا نظام توڑ کر جدید نظام کے مطابق تعلیم کی اشاعت کی جائے، کیونکہ یہی مانچو خاندان کا آخری زمانہ تھا، مانچو کے حکمران نے تعلیم

کے کثافتِ غبار سے مراد دنیاوی پریشانی ہے،

تحریک کا زور دیکھ کر یہ اندازہ کر لیا تھا کہ جب تک تعلیم میں اصلاح نہ ہوگی، انقلاب کا اسناد کرنا ممکن ہے، مگر ان کو کوشش میں بہت دیر ہو گئی، جس کا آخر کار کچھ نتیجہ نہ نکلا، کیونکہ اصلاح جاری کرنے کے بعد دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ انکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، انقلاب چین کو توین مورخوں کیلئے چھوڑے دیتا ہوں، اس کے متعلق کچھ لکھنا میرا کام نہیں، میرا کام صرف قارئین کو چینی مسلمانوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانا ہے،

غرض کہ قانون اصلاح کے نافذ ہونے کے بعد مسلمانوں میں بھی احساس پیدا ہو گیا، اگر تک وہ تعلیم میں کوشش نہ کر لیں گے، زمانہ کے ساتھ نہیں چل سکتے، نہ صرف یہ کہ اسلام کی ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ مسلمان اوجو حاکم وقت کے ہاتھ سے دبے جا رہے ہیں، اور دبتے چلے جائیں گے، اسلئے یہاں کے چند مذہبی جویشیلے لوگوں نے ہمت کر کے چندہ جمع کیا، اور ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، ۱۹۱۱ء تک یہ ابھی طرح جلتا رہا، لیکن دو ایک آدمیوں کی موت نے تقریباً اس مدرسہ کا خاتمہ کر دیا، مگر اس اثنائے میں ایک مسلم طبیب جس کو فن طبابت میں اس ضلع میں خاص شہرت تھی، مدرسہ کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا، اس طبیب کی آمدنی ابھی خاصی تھی، اس نے اپنی آمدنی کا اکثر حصہ مدرسہ کو نذر کیا، اور کئی سال تک وہ مدرسہ کو چلاتا رہا، اس کے اس خلوص کو دیکھ کر اور لوگ بھی متاثر ہوئے اور اکثر نے چندہ دینے کے لئے وعدہ کیا، چندہ کے زیادہ ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی حالت کی اور دسٹی ہو گئی، آخر کار یہ اس شہر کا سب سے مشہور اسکول ہو گیا، ٹی ٹی ٹی اور سرکاری حکام نے اسکی حوصلہ افزائی کے لئے بہت مدد پہنچائی، اور فیلو کیا، تاکہ محکمہ تعلیم نے اس کے کاموں سے بہت دلچسپی لی، سوئی لان (SUI LAN) کے ٹوین ٹی (TOOYEN) نے اس مدرسہ کے لئے اعزازی تحفے (BOARD OF HONOUR) پیش کئے، جو ایک

سرکاری حکام بہت کم اسلامی درس گاہ سے دلچسپی لیتے ہیں، اسلئے ایک سرکاری عہدہ،

چوڑے اور دو لمبے تختوں پر مشتمل ہیں، چوڑے تختہ میں ”زینین زویوئی“ لکھا ہے جس کے معنی ہیں تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہو، لمبے تختوں میں سے پہلے میں لکھا ہے، ”ملت و قوم کو بلند رکھنے اور قرآن و توحید کی اشاعت کرنے سے اسلام کی خدمت ہوتی ہے“ دوسرے میں یہ لکھا ہے ”قبیلہ انسل کی تربیت کرنے اور علوم و فنون کے پھیلانے سے اخلاق اولاد کی درستی ہوتی ہے“

اس شہر کے عوام نے اس مدرسہ کی ترقی دیکھ کر اس کے منتظم کی عزت افزائی کیلئے تختہ پیش کئے، ان میں بھی ایک چوڑا اور دو لمبے تختے ہیں، چوڑے تختہ پر اولاد کے معلم اور نسل کے مربی لکھا ہے، اور لمبے تختہ پر تحریر ہے ”آپ ہیں تعلیم اسلام کے ذمہ دار، نہایت جانفشانی اور محنت سے اس چھوٹے مدرسہ کو آپ چلاتے ہیں“

اس مدرسہ کو آجکل محصول ذبیحہ کی رقم سے چلایا جاتا ہے، محصول ذبیحہ ایک ایسا محصول ہے جو حکومت کی طرف سے ان جانوروں پر عائد کیا گیا ہے، جو ذبح کئے جاتے ہیں، بغیر محصول اولاد کے ہوئے جانور کو ذبح کرنا قانوناً قابل گرفت سمجھا جاتا ہے، چنانچہ میں جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں، وہ گائے بکری اور بھینس ہیں، اس محصول کو مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے، کیونکہ مسلمانوں کی سہولت اور آسانی ہے، وہ ماہانہ کچھ مقرر رقم وزارت مالہ کو دیدیتے ہیں، اور جو منافع ہوتا ہے، اس سے مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کرتے ہیں، اور رفاہ عام کے کام کو چلاتے ہیں، اس محصول کو مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لیکر جہان ادن کی آبادی ہے، غیر مسلمانوں کو ذبیحہ کے فروغ کرنے سے قانوناً روک دیا ہے، اور صرف مسلمان ذبیحہ بیچ سکتے ہیں، اسکی وجہ سے حرام گوشت (غیر ذبیحہ) کا ان کو اندیشہ نہیں، سو، اور بازار میں جو گائے یا بکری کا گوشت ملتا ہے، سب ذبیحہ ہے، اور غیر ذبیحہ گوشت وہاں نہیں پایا جاتا، جہاں مسلمانوں کی آبادی اور مسجد ہے،

## ۵۔ عام حالات

اس مسجد کی جائداد اور ملکیت بہت کافی ہے، اس کے مکانات مسجد کے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں، جن کے کرایہ سے مسجد کے سارے انتظامات ہوتے ہیں، ان سے مسلمانوں کے قبرستان اور اون کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اور غریبوں کی مدد کی جاتی ہے، غریب ان لوگوں کو کہتے ہیں، جو بے روزگار ہیں، ان کیلئے سرمایہ مہیا کیا جاتا ہے، کہ اپنی طبیعت کے مطابق کوئی معمولی سا پیشہ اختیار کر لیں، اور اس پیشہ کے ذریعہ سے اپنا پیٹ پالیں، کوشش یہ کی جاتی ہے، کہ مسلمان چاہے مفلس ہو لیکن بھیک مانگنے کی نوبت نہ آئے، چنانچہ اس مسجد کی مدد سے بہت سے لوگ سچا خانہ چھوٹے ہوٹل، قصائی کی دوکان، حلوائی اور بسکٹ کی دوکان وغیرہ کھول چکے ہیں، اس شہر میں بڑے ساجر پوتین کے سوداگر سمجھے جاتے ہیں، اس کا رد بار میں مسلمانوں کا کافی حصہ ہے، وجہ یہ ہے کہ بکریوں کی کھالیں ذیبح خانے سے آتی ہیں، اور ذبیحہ خانہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہاں کے مسلمان غیر مسلمانوں سے زیادہ خوشحال ہیں، انھوں نے بکرون اور گاون وغیرہ سے بہت روپیہ کمایا ہے، بہت سے لوگوں نے اس پیشہ کی بدولت جائداد پیدا کر لی ہے، لیکن یہ ایک دور افتادہ مقام ہے، وہ ہرگز وسط چین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، تعلیم اگرچہ ان میں جاری ہے، لیکن اگر کمپن یا شنگھائی کا مقابلہ کیا جائے، تو وہ بالکل ابتدائی معلوم ہوتی ہے، اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہاں کے لوگوں کو خود بھی اس کا احساس ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہ بہت پیچھے ہیں خود بڑھنا اور ترقی کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں انھوں نے اپنی کوشش سے ایک دارالمطالعہ قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ سے نہ صرف معلومات عامہ، جاہل مسلمانوں میں پہنچاتے ہیں، بلکہ علوم دینی پھیلانا بھی مقصود ہے، یہ دارالمطالعہ نومبر ۱۹۳۱ء میں قائم کیا گیا

ہے، قائم ہوتے وقت وہاں کے لوگوں نے ایک عام اعلان شائع کیا تھا جس کا ترجمہ یہاں درج کر دیا جاتا ہے، تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو کہ موجودہ چینی مسلمانوں میں کس قسم کے جذبات ہیں،

”..... یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام آج تیرہ سو برس سے چین میں اشاعت پذیر ہے، اس کی روشنی ہر گوشہ میں پھیل چکی ہے، وہ آفتاب اور مانتاب کے مانند ہے، اس کی نکتہ سے فضاے آسمان محط ہے، آج چین کا کوئی گوشہ نہیں ہے جہاں مسلمانوں کا نقش قدم موجود نہ ہو، ہماری تعداد سرزمین چین میں سات کروڑ ہے، ہمارے سامنے ایک شاہراہ کھلی ہوئی ہے، جس سے ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں، ہمیں خوش اور مسرور ہونا چاہیے کیونکہ ہر جگہ کے برادران نہ محسوس کرتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی روشنی ہماری جمالت کی وجہ سے بدعت کے پردہ میں چھپ جائے، یا ایمان دار برادران ملتِ عینی قوت سے متاثر ہو کر گردش زمانہ کے شکار ہو جائیں، تعلیم پھیلانے کی غرض سے اسکول قائم کر رہے ہیں، رسالے جاری کر رہے ہیں، اور دارالمطالعات کھلوا رہے ہیں، یہ ہمارے لئے ایک زندگی کا پیغام ہے، ہم کو اس سے خوش رہنا چاہئے، اگر ہم خود یہ کوشش کریں کہ اور مقاموں کے مسلمانوں کے نقش قدم پر چلیں تو منزل اوج عنقریب دکھائی دیگی، مگر اس جدید فضا کے اندر ہمارے لئے ایک شرم کی بات ہے کہ فیلو نکلیانگ کے مسلمان موسم بہار کی آمد سے بالکل خیر ہیں، ہاں! یہ ایک دور افتادہ مقام ہے، آمدورفت میں سہولت نہیں ہے، اور وسائل کم ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے دماغ مقفل، خیالات مجھڑا، اور آنکھیں بے بصر رہی ہیں، ہر چیز میں بھیجے ہیں، اور زندگی کی ہر شاخ میں کمزور

مسلمانان فیلو نکلیانگ، بڑھو اور جو انو! ایمان و توحید کے فرزندو! ملت بیضا کے بھائی! اور

لے یہ بیان غلط ہے،

ہبنا کیا آپ میں غیرت ملی ہے؟ کیا آپ میں احساسِ زندگی ہے، کیا آپ میں روح ہے؟ کیا آپ میں تحریک کا جذبہ ہے؟ اگر اس وقت نہ اٹھو گے تو کب اٹھو گے؟ اگر اب نہ جاگو گے تو کب جاگو گے؟ اگر آج جدوجہد نہ کرو گے تو کب کرو گے؟ اگر خود اجتہاد نہ کرو گے تو کون کریگا؟ دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ سے پوچھو کہ کیا واقعی آپ توحید کے فرزند ہیں، کیا واقعی آپ شیع اسلام کے پیروانے ہیں؟ کیا واقعی آپ یلداے ملت کے دیوانے ہیں؟ اگر ہیں تو آؤ، سب آؤ، ملکر کچھ کر کے دکھا دو.....

اس وقت ہمارے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، وہ اتحادِ عمل اور اتحادِ خیال ہے، اس غرض کے لئے ہم یہاں ایک دارالمطالعہ کھولنا چاہتے ہیں، سب مسلمان اس کی مدد کو اپنا فرض سمجھیں، اور حتیٰ الوسع اس کی اعانت کریں، کیونکہ اس میں برکت ہے، اور مسلمانوں کے لئے نفع ہے، افراد کی عزت جمعیت سے ہے، اور مسلمانوں کی عزت حمایتِ ملت سے ہے.....

## تیرہواں باب

### ہوکان کے مسلمان

ہوکان (Hokan) ایک ضلع ہے جو صوبہ ہاید (سابق جیلی) کے وسط میں واقع ہے، اس صوبہ میں دو مشہور شہر موجود ہیں ایک تو یکن دوسرا ٹیان ٹسن، ہوکان کے مشرق میں ٹسن ہیں (Yin Hein) مغرب میں سونین (Sunin) جنوب میں شیان ہیں (Shyan Hein) اور شمال میں شین چاؤ (Shin Chou) ہے، اس ضلع کے

مسلمان اکثر شہرین رہتے ہیں، شہر کے باہر بہت کم لوگ ہیں، شہر میں اون کے پانچ بازار ہیں،  
 فوہان کاٹی (متمول گلی بازار) نان واکاٹی، (جنوبی بڑا بازار) ہون میوکاٹی (سرخ مندر والا بازار)  
 کو ان ای کاٹی (گھوڑا بازار) بے سبز کاٹی (سفید چٹا بازار) انکے خاص محلے ہیں،

اس شہر کے مضافات میں تین جاگہ مسلمانوں کی آبادی ہے، مگر اون کی تعداد بہت کم  
 ہے، اس ضلع کے مسلمان اٹھارہ ہزار خیال کئے جاتے ہیں، ان میں اکثر تاجر ہیں، تاجروں کے علاوہ  
 زرعی طبقہ بھی کافی ہے، مگر علمی اور سیاسی میدان میں ان کا کوئی نمایاں حصہ نہیں، پیشہ کے اعتبار  
 سے تاجر پچاس فیصد ہیں، زرعی طبقہ چالیس اور دیگر کاموں میں دس فیصد ہیں، اون کے معاشی  
 حالات تقریباً وہی ہیں جو ہم نے نسن چاؤ کے مسلمانوں کے متعلق بیان کئے ہیں، اسلئے یہاں  
 اون کے دہرانے کی ضرورت نہیں، اس شہر کی جو مشہور مسجد ہے وہ جنوبی مسجد ہے، یہ متمول گلی بازار  
 جنوب میں واقع ہے عمارت نہایت شاندار اور جگہ بہت وسیع ہے، اس مسجد میں مصلیٰ کے علاوہ  
 ایوان درس (لکچر ہال) بھی ہے، عربی مدرسہ ہے، ہمان خانہ ہے، اور جمعیت المسلمین کا دفتر بھی اسی  
 میں ہے، اس جمعیت کے متعلق قارئین کو کچھ بتانا ضروری ہے،

## ۲۔ جمعیت المسلمین ہوکان کی ابتدا

چین کی وطنی فوجوں نے جبکہ ۱۹۲۵ء میں پکن پر قبضہ کر کے چین کو متحد کر دیا، تو اس وقت حکومت  
 نانکنگ نے تعمیری پروگرام کے مطابق ہر مقام میں تعمیری کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا، تعمیری  
 پروگرام میں مادی تعمیر، سوشل تعمیر اور ذہنی تعمیر شامل تھیں، اس سلسلہ میں روپیہ کی سخت ضرورت  
 تھی، حکومت کا خزانہ خالی تھا، اخیر ملک سے فرض لینا چین کے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا، وزارت  
 مالیہ نے ملک کی مالی حالت درست کرنے کیلئے پہلی کوشش یہ کی کہ چنگی جو کہ اجنبیوں کے

ہاتھ میں تھی، واپس لے لی تاکہ وہ آسانی کے ساتھ محصول بڑھا سکے جس سے آمدنی میں کافی اضافہ ہونے کی امید ہو جائیگی، دوسری کوشش یہ کی کہ چین میں جتنے مذہبی معبد اور مندیریں اور چوکو چینی زبان میں "زیٹی" کہتے ہیں، ان کی تحقیق کی جائے کہ کس معبد کی کتنی آمدنی ہے، اور اس کی جائداد اور ملکیت کتنی ہے، (ہر معبد اور مندر کی کچھ نہ کچھ جائداد اور ملکیت ہے) اس کی تحقیق کرنے کے بعد پھر اس پر غور کیا جائے کہ کون سے معابد باقی رکھنے چاہئیں اور کون سے گرا دیے چاہئیں اور جن کو باقی رکھا جائے ان میں بھی یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے ہوں اور جو گرا دیے جائیں ان میں یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے گرائے گئے ہیں، جو باقی رکھنے کے قابل تھے، وہ یا ادارہ عمومی (Public Institution) سمجھے گئے یا آثار قدیمہ اور جو گرا دینے کے قابل تھے، وہ بیکار عمارت اور بدعت کا مرکز سمجھے گئے،

معبدوں کے گرانے سے حکومت کے دو مقصد ہیں، ایک تو یہ کہ ضلالت اور بدعت کے مرکز کے مٹ جانے سے ذہنی تعمیر میں سہولت ہوتی ہے، معبدوں کو حکومت اسلئے ضلالت اور بدعت کا مرکز سمجھتی ہے، کہ مغربی تہذیب اور تعلیم کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبقوں کے خیالات میں تغیر ہو چکا ہے، دہریت اور مادیت کا جذبہ اس میں زیادہ ہو گیا ہے، وہ ہر مذہب کو وثیت سمجھتے ہیں بدعت ہو، اسلام ہو، عیسائیت ہو، سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں، حکومت چین جدید خیال کے مطابق ہر ایسے ادارہ کو توڑنا چاہتی ہے، جو قوموں کی ذہنی اجتماعی اور مادی زندگی کیلئے مضر ہیں، وثیت (Paganism) ذہنی تعمیر کے لئے ایک رکاوٹ ہو، اسلئے حکومت یہ ضروری سمجھتی ہے کہ مذہبی معبدوں کو توڑ دیا جائے،

دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان معبدوں کی جو جائداد اور ملکیت ہے اس پر قبضہ کر کے اسے رفاه عام کے کام میں لائے، یا بالفاظ دیگر سوشل تعمیر میں جن مصارف کی ضرورت ہو، اس

لئے مسجد بھی اس نام سے پکاری جاتی ہو،



آمدنی کو اس میں لگا دیا جائے، اس آمدنی سے کتب خانہ، دارالمطالعہ، شفا خانہ، جسمانی تربیت گاہ، مدرسہ علمی، ادارہ عامہ وغیرہ کا انتظام کیا جاسکتا ہے،

حکومت کی یہ اسکیم عام تھی اور مدنیت اور عمرانیات کے لحاظ سے بہت مفید، لیکن اس اسکیم پر عمل کرنے سے سارے چین کے مسلمانوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا، کیونکہ مساجد بھی مذہبی معابد کے زمرہ میں آتی تھیں، ملکی قانون کے مطابق ان کو توڑ دینا بالکل بجا اور جائز تھا، اور حکومت کی یہ کارروائی سنگدلی یا ظلم نہیں کہی جاسکتی تھی، لیکن اگر مساجد سرزمین چین سے مٹ جائیں تو اسلام اور مسلمانوں کا نشان بھی اون کے ساتھ مٹ جاتا کیونکہ جس طرح ممالک اسلام میں مسجد مرکڑ ہوتی ہے، اسی طرح وہ چینی مسلمانوں کا بھی مرکز ہے، اس مرکز کی حفاظت کر نیکی کے کوئی نہ کوئی تدبیر اختیار کرنی ضروری ہے،

جب تخریب معابد کا اعلان حکومت کی طرف سے شائع ہوا، تو چینی مسلمانوں پر بکلی کی طرح اثر کر گیا، بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں انھوں نے زور زور سے چیخا اور پکنا شروع کیا، ہر جگہ کے مسلمانوں نے حکومت کو تار دیئے کہ انہدام معابد وغیرہ سے مساجد کو مستثنیٰ کر دیا جائے، اور اور مذہبی معابد کی طرح ان کی تخریب نہ کی جائے، مساجد متعلق جو جہادین اور ملکیتین ہیں مسلمان خود راہ عام کے کاموں میں صرف کریں گے، حکومت اس میں مداخلت نہ کرے، چونکہ اس وقت قومی حکومت کی بنیاد زیادہ مضبوط نہیں ہوئی تھی، اور انقلابی فوجوں میں مسلمانوں کی تعداد کافی تھی، شہابی اور مغربی چین کی فوجی قوت تقریباً مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، اس لئے حکومت چین کو مسلمانوں کا یہ مطالبہ منظور کرنا پڑا، باقی بدعت کے اکثر معابد ہمارے کر دیئے گئے، نانکینگ اور ننگھائی میں کانفوش کے جو مندر تھے جن کے ارد گرد وسیع میدان تھے، پہلک پارک بنادئیے گئے، اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے ایک طرف یہ کیا کہ مسجد کا نام جو ننگ

چینگ زی تھا، اسے ہوئی چوولی یاے نانگ، "مین تبدیل کر دیا، کیونکہ حکومت قانون کے مطابق ضرر  
ان مبدون کو توڑ سکتی تھی، جو زی" کے نام سے موسوم ہوں، اگر مسجد کا نام سنگ چینگ زی "۔  
ہی باقی رکھا جاتا، تو آئندہ چل کر خطرہ سے خالی نہیں تھا، اسلئے ہوئی چوولی یاے نانگ یا ہوئی  
نانگ تجویز کر دیا گیا،

دوسری طرف انھوں نے یہ محسوس کیا کہ بغیر جماعت اور اتحاد عمل کے مسلمان کچھ کام نہیں  
کر سکتے، اسلئے پکن، ٹیان ٹن، شنکھائی، اور بان کاؤ کے مسلمانوں نے سب سے پہلے جمعیتہ المسلمین  
قائم کی اور ساتھ ہی ہر مقام کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ اپنے اپنے مقاموں میں ایک ایک  
ایسی انجمن قائم کریں جس کے پیش نظر اتحاد عمل، اصلاح اور رفاه عام ہو، جب یہ خبر ہو کان میں  
پہنچی، تو یہاں کے مسلمانوں نے بھی جمعیتہ المسلمین (ہوئی چو کو کون ہوی) کے نام سے ایک  
انجمن قائم کی، جمعیتہ المسلمین قائم ہونے کے بعد چینی مسلمانوں میں ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا جو  
اس سے قبل نہ تھا، اس جمعیت کے ماتحت بہت کچھ کام کر سکتے ہیں، اور ہمیں یہ امید ہے کہ  
اس جمعیت کے ذریعہ سے مسلمان خود اپنی اصلاح کر لیں گے،

## جمعیت کا کام،

اب ہکو دیکھتا یہ ہے کہ ہو کان میں جو جمعیتہ المسلمین قائم ہوئی ہے، اور جس کی عمر چار سال  
سے زیادہ نہیں ہے، اس نے کیا کیا کام کئے ہیں،  
جمعیت کے قائم ہونے کے بعد اس کے اراکین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تعلیم پھیلانے  
کے واسطے ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا، مدرسہ کا مقام مسجد ہی کو منتخب کیا، لیکن سوال یہ تھا  
کہ کس طرح اسے چلایا جائے، آخر سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ چندہ جمع کریں اور اس سے

چلائین، مدرسہ کا نام تجدید قوم رکھا گیا، اس مدرسہ کے معلم دہی لوگ ہیں جو نماز کے پابند اور دینی علوم اور معلومات عامہ سے واقف ہیں، ایک ہینہ کے اندر طلبہ کی تعداد سو سے زیادہ تک پہنچ گئی، یہ طلبہ روزانہ صبح کو اپنے اپنے بستے ہاتھ میں لئے ہوئے اور بازار کے کنارہ کھیلنے ہوئے مدرسہ آتے ہیں، اور شام کو چار بجے خوشی خوشی اپنے گھر کو جاتے ہیں،

اس میں شک نہیں کہ تعلیم بہت معمولی تھی، لیکن دو تین سال کے اندر مدرسہ تجدید قوم نے اس شہر میں کافی شہرت حاصل کر لی خصوصاً اس موقع پر جبکہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں وڈرنو اور کھیلون کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ میں تقریباً پانچ سو ابتدائی اسکول شریک تھے، اور مدرسہ تجدید قوم کے طلبہ بھی شریک ہوئے، اگرچہ وہ اور چیزوں میں دوسرے اسکولوں کا مقابلہ نہ کر سکے، لیکن نقی جنگ کی نمائش میں انھوں نے ناظرین سے داد تحسین لی، اور اس کا پہلا انعام انہی کو ملا، اس کے بعد اس کی شہرت اور زیادہ ہو گئی، یہاں تک کہ لوگ اس مدرسہ کو اسکول کا اعلیٰ ترین نمونہ سمجھنے لگے،

اس جمعیت نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس کے ماتحت ایک کمیٹی مرتب کر لی، جس کا مقصد آپس کی نزاع اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنا اور روکنا ہے، چونکہ متمول گلی بازار مسلمانوں کا خاص محلہ ہے اور مسجد بھی وہیں ہے، اسلئے اس کمیٹی کا دفتر وہیں قائم کیا گیا، اس دو تین سال کے اندر یہ کمیٹی مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوئی، کیونکہ آپس میں جو نزاع ہوتی ہے اکثر اس کمیٹی کے ذریعہ سے رفع کر دی جاتی ہے، اور انکو عدالت تک نہیں جانے دیا جاتا، اگر تمام مقامات کے مسلمانوں میں ایسی ہی روح پیدا ہو جائے تو وہ ہمارے لئے ضرور جدید زندگی کا ایک پیام ہوگا، جس کے سننے کے سب مسلمان منتظر ہیں،

اس جمعیت نے تیسرا کام یہ کیا کہ مسجد کے سامنے ایک بڑا بازار ہے، جو جنوبی دروازہ

سے شمالی دروازہ تک جاتا ہے، اس کی لمبائی دو میل سے زیادہ ہے، اور چوڑائی تیس فٹ یہ بہت ہی خراب حالت میں تھا، لوگوں کی روایت ہے کہ اس سڑک کو بنے ہوئے ۷۰ برس ہوئے تھے، لیکن اس اثنا رہن اسکی کبھی مرمت نہ ہوئی تھی، اسقدر سڑک خراب ہو گئی تھی، کہ چلنا مشکل ہو گیا، لیکن اونچا اور کمین نیچا، جب بارش ہوتی تو پانی سب جمع ہو جاتا، آمدورفت بند ہو جاتی اسس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی یہ حالت دیکھ کر اس جمعیت نے ارادہ کیا کہ سڑک کو درست کرانا چاہئے، ارادہ کرتے ہی مسلمانوں نے اس جمعیت کا ساتھ دیا، اس کے اراکین نے مدرسہ کے طلبہ کو لیکر سڑک پر کام کرنا شروع کیا، صبح سے شام تک طلبہ کا کلاس وہی سڑک ہو گئی، مسلمانوں کے علاوہ بعض اوقات پولیس نے بھی آکر مدد کی، اس اثنا رہن بارش بھی ہوتی تھی، غبار بھی اٹھتا تھا، اور سخت دھوپ بھی پھیلتی تھی، لیکن جو کام کرنے والے تھے، وہ اپنے کام کے پیچھے لگے ہوئے تھے، بارش اور دھوپ سے اون کے کام میں رکاوٹ نہ ہو سکی، آخر دو مہینہ کی مدت میں انھوں نے ایک نیاراستہ تیار کر لیا، جس پر عام و خاص چلتے ہیں، انھوں نے نہ صرف نیاراستہ بنایا بلکہ راستہ کے کنارہ درخت بھی لگائے، جس کے نیچے محنت کرنے والے بیٹھ کر آرام کرتے ہیں، اور اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہیں جب یہ جمعیت لوگوں کی مادی تکلیف دور کرنے کے لئے ایک راستہ بنا سکتی ہے، تو کوئی تعجب کی بات نہیں اگر وہ لوگوں کی روحانی تکلیف دور کرنے کے لئے بھی ایک نیاراستہ تیار کر لے گی، اس جمعیت نے جو تھا کام جو کیا ہے، وہ مسجد کی مرمت ہے، ہمتول گلی بازار کی مسجد کی مرمت کافی ہو چکی تھی، جنوبی اور شمالی ہوا برابر اس کے اوپر گذرتی تھی اگر دس لیل دھارے اس کی حالت کو بوسیدہ کر دیا تھا، اس کی دیواریں اور ستون زبان حال سے مسلمانوں سے فرما کرتے تھے کہ کوئی اس کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، لیکن اس جماعت کی قیادت میں ۱۹۳۱ء

مین ہو کائنات کے مسلمانوں نے بہت کر کے اسکی مرمت کرائی اور عمارت کی تجدید کی، خرچ تو بہت ہوا، مگر جو کام کرنے والے ہوتے ہیں، انکو اللہ تعالیٰ خرچ بھی دیتا ہے، انھوں نے اپنا نمائندہ پیکر بھیجا، نمائندہ کے ساتھ طلبہ بھی گئے، وہ لوگوں سے مانگنے کیلئے اور چندہ جمع کرنے کیلئے نہیں گئے تھے، کیونکہ چندہ سے لوگوں کو کوفت ہوتی ہے، انھوں نے صرف یہ کیا کہ ایک مشہور سینما سے دو روز کا معاہدہ کیا، اور اس میں دو روز تک اپنے طلبہ کے ذریعہ سے ڈراما کرایا جس بہت معقول آمدنی ہوئی جو مرمت کیلئے کافی تھی،

اس مسجد کی تجدید ہونے کے ساتھ وہاں کے لوگوں کا ایمان بھی تازہ ہو گیا، خدا کرے کہ برابر تازہ رہے، اور جدید زندگی کی روح ان میں قائم رہے،

## چودھوان باب

کائیسوا اور مسلمان،

(الف)

مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات،

کائنات کی جہاں وقوع :- چین کے جغرافیائی نقشے پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ کائنات شمالی و مغربی چین کا ایک اہم صوبہ ہے، یہ اس راستہ کا دروازہ ہے جو چینی ترکستان بخارا اور افغانستان کو جاتا ہے، اس کامرکز لانگ چاؤ ہے، جہاں سے دور راستے کائنات سے باہر کو جاتے ہیں، ایک تیمان شان کے شمال میں اور دوسرا تیمان شان کے جنوب میں، مگر

شمال کے راستہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ کانسو کے تاجر جو چینی ترکستان جاتے ہیں، یا باہر کے قافلے جو چین کے شمال میں داخل ہوتے ہیں، اکثر تیان شان کے شمال سے ہو کر آتے جاتے ہیں، یہ دونوں راستے پھر کانسو میں جا کر ملتے ہیں، اس واسطے چینی ترکستان میں کانسو کو جو اہمیت حاصل ہے، وہی شمال مشرقی چین میں لانگ چاؤ کو حاصل ہے،

۱۹۲۵ء سے قبل کانسو کا رقبہ زیادہ وسیع تھا، مگر اس کے بعد حکومت نان کینگ نے اسکو دو صوبوں میں تقسیم کر دیا، ایک کانسو اور دوسرا نینگ ہیہ، ان دو صوبوں کی آبادی ۸۱۸،۴۲۲ء سے کسی قدر زائد ہے، جن میں ۵۰ فیصدی مسلمان ہیں، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ میں کچھ کم نہیں ہے، چینی ترکستان میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد ۹۵ فیصدی ہے، لیکن وہ ان کی کل آبادی کے کم ہونے کی وجہ سے، مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۵۰۰،۰۰۰ یا ۵۰۰،۰۰۰ کیجا سکتی ہے، اس وجہ کی کل آبادی، اعلان حکومت نان کینگ (۱۹۲۹ء) کے مطابق صرف ۶۴۰،۵۶۷ ہے، لیکن صوبہ کانسو و نینگ ہیہ کی آبادی ۸۱۸،۴۲۲ء سے متجاوز ہے، ۵۰ فیصدی کے حساب سے مسلمانوں کی تعداد ۴۰۹،۰۰۰... ۴۰۹،۰۰۰ تک پہنچ جاتی ہے، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ میں تنگنی سے کچھ کم اور ایک گنی زیادہ ہے، شمال و مغرب چین یعنی کانسو، نینگ ہیہ، او چینی ترکستان اسلئے چینی مسلمانوں کا مرکز اور گہوارہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ان کے مسلمان تعداد میں زیادہ ہیں، مگر افسوس کہ تعلیم میں پیچھے رہنے کی وجہ سے وہ کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتے،

۲۔ تاریخی واقعات :- کانسو میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات، بہ حالت اور تعصب کی وجہ سے عرصہ سے اچھے نہیں ہیں، ان میں ایسا اوقات لڑائیاں ہو جاتی ہیں، ان لڑائیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء سے ہوا، اس سال مسلم عوام نے لانگ چاؤ پر چڑھائی کی تھی، وجہ یہ ہوئی تھی، کہ اس زمانہ میں حکام بائچو کا سر نہایت بلند تھا، وہ اپنے خاندان کے علاوہ دوسروں کو کچھ نہیں

سمجھتے تھے، کانسو کے مسلمانوں پر بے حد ظلم کئے، اور ان کے مذہبی پیشوا مائین شین کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مسلمان اس پر صبر نہ کر سکے، چنانچہ حکام ہاتھ کے خلاف بغاوت کر بیٹھے، یہ بغاوت واقعہ لانگ چاؤ کے نام سے مشہور ہے، اس واقعہ کے تین سال بعد ایک اور حادثہ پیش آیا، جو شیفاں او مین ظہور پذیر ہوا، یہ حادثہ دراصل پہلے واقعہ کی دوسری شکل تھی، جو علم جنرل سوزی شیشان کی قیادت میں رونما ہوئی، اور اس جینرل کے شکست کھانے سے ہزاروں مسلمان قتل ہو گئے (صفحہ ۸۵)۔

کانسو کو چھوڑ کر چینی ترکستان میں بھی مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات اچھے نہ رہے، ۱۸۲۱ء لیکر ۱۸۳۲ء تک (چانگ یکک) جہانگیر نے حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور پھر یعقوب بیگ کا ظہور ہوا، جو ۱۸۵۲ء سے لیکر ۱۸۸۹ء تک حکام کے خلاف لڑتا رہا، ان واقعات کا ذکر مغربی مصنفوں اور علامہ شکیب ارسلان کی تصانیف میں ملتا ہے، اسلئے انکے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں، ان کی طرف تھوڑا سا اشارہ اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے تعلقات غیر مسلمانوں کے ساتھ اچھے نہیں تھے، مگر قارئین اس غلط فہمی میں پڑ کر کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ مذہب کی وجہ سے ان کے تعلقات بگڑ گئے تھے، یا عام چینیوں اور مسلمانوں میں مذہب کی بنا پر کشمکش رہتی ہے، ان کی کشمکش سیاسی ہے نہ مذہبی، مسلمانوں کو عام چینیوں سے دشمنی نہیں ہے، بلکہ ظالم حکام سے عداوت ہی، مذکورہ بالا واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو عام چینیوں اور مسلمانوں کی کشمکش یا مذہبی نزاع کے نام سے موسوم کیا جاسکے،

خیر یہ تو اٹھارہویں اور انیسویں صدی کا ذکر ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ زمانہ حال میں وہاں کے مسلمانوں کا کیا حال ہے،

۳۔ انقلاب کے بعد:- انقلاب چین کے بعد جب جمہوریت چین نے یہ اصول قرار دیا کہ اقوامِ خمسہ ایک دوسرے کی برابر ہیں تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کسی قسم کے مناقشات کے پیدا ہونے کا امکان نہیں، مگر ۱۹۴۹ء میں حالت ایسی ہو گئی کہ کانسو کے مسلمانوں کو محبوباً چند اہل فوج کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر طے، وجہ یہ تھی کہ چین کے مشہور عیسائی جنرل فانگ یو ہیانگ نے اتحادِ چین کے بعد مرکزی حکومت سے بغاوت کر لی تھی، اس نے اپنا فوجی مرکز شمال و مغرب چین کو بنایا، اسکو روپیہ کی سخت ضرورت تھی، پچانچ اس نے ایک فوجی فرمان جاری کیا کہ تاجروں سے مزید محصول لیا جائے، یہ بات فارمین کے سامنے واضح ہو چکی ہے کہ شمال و مغرب چین میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے، اور وہ اکثر تجارت پیشہ ہیں، غیر قانونی طور پر ان پر محصول لگانا ایک سنگین ظلم تھا، انھوں نے اسکو برداشت نہ کیا اور محصول ادا کرنے سے انکار کیا، ان کا محصول لگی ادائیگی سے انکار کرنا، گویا ایک عام احتجاج تھا جس سے بالواسطہ عیسائی جنرل کے مقابلہ میں مرکزی حکومت کی تائید ہوتی تھی، مگر فانگ یو ہیانگ کو اپنی قوت اور عسکریت پر بھروسہ تھا، اس نے کانسو پر چڑھائی کی جب اس کی فوج نے کانسو کی طرف کوچ کیا تو وہاں کے مسلمان دو مسلم نوجوانوں یعنی مایان ہینگ اور باجون این کے زیر قیادت مدافعت کے لئے تیار ہو گئے،

مسلمانوں کی تعداد اگرچہ کافی تھی، اور ان میں جوش بھی تھا، لیکن وہ جدید تعلیم سے محروم تھے، اور فنِ جنگ میں عیسائی جنرل یو ہیانگ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ اوس کی ساری زندگی میدانِ جنگ میں صرف ہوئی تھی، اور کانسو کے مسلمانوں کو انقلاب کی ہوا کم لگنے کی وجہ سے جدید سپاہیانہ زندگی سے اچھی طرح واقفیت نہ تھی، اس کے علاوہ ایک بات یہ تھی، کہ مسلمانوں کے پاس سامانِ حرب اور رسد بہت کم تھا، اسلئے اگرچہ انھوں نے نہایت ہمت



سے فانگ یو مہیاگ کا مقابلہ کیا، مگر آخر کار شکست کھانی پڑی، اور مسلمانوں کا مرکز ہو چاؤ (Hanoi) ۶۰۰  
 (۱۷۵۳ء) فتح ہو گیا، اس عیسائی جہل نے وہاں پہنچ کر تین ہزار مسلمانوں کو شہید کر ڈالا، اور ہا چاؤ  
 کو بالکل تباہ کر دیا، مسلمان جہل ماجون این اور مایان مینگ شکست کھانے کے بعد ہا چاؤ سے  
 لین ٹان کو چلے آئے، اور وہاں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی، انکا خیال تھا کہ وہاں وہ محفوظ رہیں گے  
 مگر انکو کیا خبر تھی کہ قسمت کے پردہ میں بہت سے راز مخفی ہیں، اور جس کو انھوں نے مسلمانی  
 کا مقام سمجھا تھا، درحقیقت سخت مذاب کا مقام ثابت ہو گیا، ہا چاؤ سے بھاگ کر لین ٹان آئے ہوئے  
 چند روز بھی نہیں گزرے تھے کہ اس چھوٹی سی بستی میں ایک سیاسی طوفان اٹھا، اس طوفان میں  
 بہت سی جانیں اور کثرت سے مال تباہ اور اکثر لوگ اس میں غارت ہو گئے، اس کی تفصیل  
 آگے آئیگی،

(ب)

## لین ٹان (کانسو) کے مسلمانوں کی تباہی

تباہی سے پہلے :- لانگ چاؤ کو چھوڑ کر لین ٹان (Lien Tzan) کانسو کا سب سے  
 زیادہ آباد شہر سمجھا جاتا ہے، یہ لانگ چاؤ کے جنوب میں واقع ہے، پھینگ ہائی (Phiang Hai)  
 اور بت میں داخل ہونے کے لئے اس شہر سے گزرنا پڑتا ہے، اس شہر میں ۵۰ ہزار مسلمان آباد  
 ہیں، ۵۰۰ ہزار شہر کے اندر ہیں اور ۲۰ ہزار قرب و جوار کے دیہات میں، یہ سب مخفی تاجر اور  
 آرام و تکلیف کے عادی ہیں، سردی اور گرمی میں یہاں سے قافلے تبت کو جاتے ہیں، اپنے  
 ملک کا مال وہاں لیا جاتا ہے، اور وہاں سے ضروری مال لے کر آتے ہیں، اور تجارت کے  
 ذریعہ سے حلال کا پیسہ کماتے ہیں، تباہی سے قبل اس شہر کی آمدنی صرف درآمد کے محصول

سے سالانہ تین کروڑ مل (Ml) تک پہنچ گئی تھی، لیکن اورتیان ٹن کے سوداگر جو پوسٹین کی تجارت کرتے ہیں، سب سے جمع ہوتے ہیں، اور یہاں سے کھالین اور پوسٹ جمع کر کے اپنے اپنے شہروں کو لیجاتے ہیں، سال میں دو دفعہ یہاں جافرون کا میلہ ہوتا ہے، یہاں ہر گوشہ کے تاجر اپنے ذوق کے مطابق یہاں کے گھوڑے خریدتے ہیں، چینی فوج میں جو سوار ہیں ان کے اکثر گھوڑے یہیں سے خریدے جاتے ہیں جس طرح عرب کے گھوڑے دنیا میں مشہور ہیں، اسی طرح لین ٹان کے گھوڑے چین میں مشہور ہیں، تجارت کی کثرت کے علاوہ وہاں وسیع جنگل اور چراگاہیں ہیں، جنکا رقبہ سو میل مربع سے زیادہ ہے، زرعی زمین بھی کافی ہے، جو گیہوں اور روئی کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے، برباد ہونے سے پہلے، غریب سے غریب گھر کی آمدنی دو ہزار سالانہ تھی، اگر عمومی آمدنی کو کل افراد پر برا تقسیم کیا جائے، تو ہر ایک فرد کی آمدنی چار سو سالانہ ہوتی ہے،

یہاں بہت سی مسجدیں ہیں، جو مسجد علیا، مسجد علی اور مسجد عربی کے ناموں سے زیادہ مشہور ہیں، مسجد علیا قدیم فرقہ کی ہے، مسجد علی جدید فرقہ کی، اور مسجد عربی ایک مالدار مسلمان مامین زین محمدؒ نذر کر امتؒ کی تعمیر کردہ تھی، اسکی عمارت بہت شاندار تھی، دریا سے زر کے شمال میں اسی عالیشان مسجد شادو نادہ ہی نظر آتی تھی، اس مسجد میں ایک بڑا ایوان تقریر کرنے والوں کیلئے تھا، اسی میں مدرسہ لعلین تھا، زنانہ مدرسہ تھا، زنانہ مسجد تھی، مطبع تھا، ان کے علاوہ ہمان خانہ اور غسل خانہ تھا، حبیب پانی کے نل لگے ہوئے تھے، اور اس کا باغیچہ بھی قابل ذکر تھا، مامین نے اپنے حبیب سے اسکو چلا تا تھا، اور ترقی کے لئے کوشش کرتا تھا، لیکن ۱۹۲۹ء کے حادثہ میں یہ سب چیزیں خاک میں مل گئیں،

۲۔ حادثہ کے اسباب :- پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ۱۹۴۷ء میں ہاجڑاؤ کے مسلمان جبریل عیسائی جبریل فانگ یو ہیانگ سے شکست کھا کر لین ٹان میں پلے آئے، اور یہاں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی حقیقت بھی یہی ہے کہ حادثہ لین ٹاؤ کو جنگ ہا جڑاؤ سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ مسلم جبریل مارجون این جب لین ٹان پہنچا تو وہ یہاں کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتا تھا، وہ ان امن و امان قائم کرنے کیلئے اس نے کچھ کم کوشش نہ کی، اس کے ماتحت جو مسلمان فوج تھی، انھوں نے سولے سامان رسد کے رمایا پر کسی قسم کی رقم مائد نہیں کی، اور اس انسان مارجون این نے ایک کانفرنس منعقد کی، جس میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک ساتھ دعوت دی، اس کانفرنس کے منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کی سیاسی قوت مساوی ہونے کی وجہ سے ان میں جو نفرت پیدا ہو چکی تھی، دور کر دیجائے، وہ اس میں کامیاب رہا، اور اس کا آنا اور وہاں رہنا غیر مسلمانوں کو ناگوار نہیں گذرا،

لیکن بعد میں اور ایک مسلم جبریل جو مایان ٹینگ کے نام سے موسوم ہے، اور جو ہاؤ چاؤ میں عیسائی جبریل کے مقابلہ کے لئے چھوڑا گیا تھا، سخت شکست کے بعد لین ٹان کی طرف چلا آیا، اس کے ساتھ اہل و عیال اور دس بیس نوکر چاکر کے سوا کچھ نہ تھا، اور نہ کوئی فوج ساتھ تھی، لین ٹان کی سرحد پر ایک غیر مسلم جبریل، یا ہنگ زسی سی نامی تھا، اس کے ماتحت کافی فوج تھی، جبکہ مایان ٹینگ اس راستہ سے گذرا اور یا ہنگ زسی سی نے دیکھا کہ مایان ٹینگ کے پاس کچھ روپیہ اور زیورات ہیں، تو اسکو لالچ آیا، اور اس نے فوراً اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ مایان ٹینگ کے قافلے کو روکے اور اس کا سامان چھین لے، اس کشمکش میں مایان ٹینگ کے پاس جو کچھ تھا وہ اور اس کے اہل و عیال سب راہزن فوجوں کے قبضے میں آ گئے، صرف وہ خود بچ گیا، بعد میں اس نے اپنی منتشر فوجوں کو جمع کر کے لین ٹان کی راہزن فوجوں پر حملہ کیا، بیس روز تک لڑا رہا، لیکن ناکام ہوا، آخر

وہ میاں کوئی طرف ہٹا، اس کے جانے ہی یا لنگ زری سی کی فوجوں نے ارد گرد کے مسلمانوں سے انتقام لینا شروع کیا، کیونکہ میاں ٹینگ مسلمان تھا، اور وہ ان کے مسلمان اس کے ہم مذہب تھے، اس موقع پر ارد گرد کے مسلمان جو اس کی تلوار کی نذر ہو گئے، ان کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی،

۳۔ حاکم لین ٹان کو مسلمانوں سے امداد کا پہنچا۔ وہ ان کے بڑے بڑے مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اس فتنہ کو روکنے کی کوشش کی، انھوں نے اپنے نمائندے حاکم لین ٹان کے پاس بھیجے، شروع میں اس نے یہ معذرت کی، کہ وہ یا لنگ زری سی کی سرکوبی نہیں کر سکتا، کیونکہ شہر میں جو فوج ہے وہ بہت کم ہے، اور سامانِ رسد بھی نہیں ہے، مگر وہ ان کے کئی مالدار مسلمانوں نے اپنی جائیداد اور جانور فوج کی مدد کے لئے دیدیئے، اس امید پر کہ مقامی حاکم فائنگ فوان چانگ اس وقت وہ ان امن و امان قائم کرے، مایین زین (محمد نذر کر امت) نے اکیلے ایک سو گھوڑے اور اتنی ہر ملوڈل فوجی انعام کے لئے دیدیئے، مقامی حکام نے مدد کے ملنے پر حکم جاری کیا کہ شہر کے اندر سب کو امن ہے، جو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائیگا، اور جو غارت کرے گا اس سے سخت سزا دی جائیگی، خیر یہ قصہ یہیں ختم ہوتا ہے، اس فتنہ میں دیہات کے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا، ان کی جانیں گئیں، اور گھر تباہ ہو گئے، لیکن شہر کے اندر جو لوگ تھے سولے مالی نقصان کے ادنیٰ کی جانیں بہت کم ضائع ہوئیں،

مگر کیا معلوم تھا کہ اس فتنہ کے بعد ایک اور فتنہ برپا ہونے والا ہے، ابھی تک شہر میں سکون نہیں ہوا تھا کہ جون ۱۹۲۹ء میں رابرٹون کا ایک اور قافلہ آ پہنچا، اس میں طبقہ ادنیٰ کے مسلمان بھی تھے، چینی بھی تھے، اور تاتاری بھی، اس وقت مسلم جنرل مارجون این صوبہ ٹینگ ہیامین جا چکا تھا، اور اس کو ٹینگ ہیام کے مارشل کے رتبہ پر ترقی دی گئی تھی، اگر وہ ہوتا تو لین ٹان کے

مسلمان خاک میں نہ مل سکتے،

۴۔ لین ٹان کی تباہی، غرضکہ جب رہزنون کا قافلہ آیا تو وہاں کے مالداروں سے حیرا روپیہ اور بند و قون کا مطالبہ کیا، مسجد غریب کے امام نے ان میں مصاحبت کرنے کی کوشش کی لیکن ڈاکوؤں نے اس کو نہایت بے رحمی سے مار ڈالا، دو مہینہ کے بعد جبکہ جنرل لیونٹو ہینگ لائیک جاؤ کی طرف سے مامور ہو کر ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے آیا، تو اس کے پیچھے ہی ڈاکوؤں نے بھاگنا شروع کیا، لیکن بھاگنے سے پہلے انہوں نے شہر میں آگ لگا دی، جس کی وجہ سے تمام مکانات اور عمارات نذر آتش ہو گئے، اور تین ہزار مسلمانوں کی جان کا نقصان ہوا،

اس واقعہ کے بعد تین سال سے زیادہ گزر گئے ہیں، اب اس شہر میں رونق کہاں؟، اکثر حکمیں ویران ہیں، بہت سے لوگ جو بھاگ گئے تھے، اب تک واپس نہیں آئے، اور جو رہ گئے وہ تباہ حال ہیں، بھوک اور پیاس کے آثار ہر وقت اون کے چہرہ پر نمایاں ہیں، راستہ کے کنارے بھیک مانگنے والے قطار باندھے کھڑے رہتے ہیں، کھیت میں نہ کسان ہیں، نہ جنگل میں چرواہے، مگر ایک راہزن نے جو یاگ زمی سی کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہاں اپنی استبدادیت قائم کر رکھی ہے،

اب سنا ہے کہ تبتی اور منگولی کمیشن نے جس کا مقصد شمال و مغرب چین کی اصلاح کرنا اور ترقی دینا ہے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ وہاں ایک مدرسہ کھولیں، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک ہی قسم کی تعلیم دی جائے، اس امید پر کہ ان کے تعلقات اچھے ہو جائیں، اور سیاسی تعصب ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوں، اس مدرسہ کی کامیابی سابق گورنر کانامو مالین اور تبتی و منگولی کمیشن کے صدر مانو ہیاگ کی کوشش پر موقوف ہے، اگر وہ یہ کوشش کریں کہ حکومت کی امداد سے وہاں تعلیم عام پھیلا دیں، اور اس کا خیال رکھیں کہ انسان کی فلاح و بہبودی

سیاسی تعصب پر مبنی نہیں ہے، بلکہ اجتماعی ہم آہنگی پر ہے، تو وہ دن دور نہیں کہ لین ٹان کے مسلمان پھر اپنی اہلی حالت پر آجائیں، اور انکو اپنی پرانی پرسکون اور اطمینان کی زندگی نصیب ہوگا۔

(ج)

## ایک سیاسی فتنہ

مسلم گورنر فافانگ پینگ حراست میں :- حادثہ لین ٹان کے بعد سب کو خیال تھا، کہ اب وہاں اور کسی قسم کی شورش نہ ہوگی، مگر پورے دو سال بھی ختم نہیں ہوئے کہ وہاں سے ایک اور فتنہ کی خبر آئی، اگرچہ یہ زیادہ دیر تک نہ رہا، مگر اس نے مسلم اور غیر مسلم میں ایک طوفان پیدا کر دیا، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مذہبی نزاع تھی، لیکن مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ مذہبی نزاع نہیں بلکہ سیاسی جھگڑا تھے یہ صوف چند افسران سرکش کی شرارت تھی، جنکو مسلمانوں کا اقتدار دیکھ کر حسد پیدا ہوا تھا،

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ایک ہی وقت میں شمال و مغرب میں تین مسلم گورنر موجود تھے صوبہ چینگ ہائی (Ching hai) کے گورنر مالین (Ma Lin) صوبہ نینگ ہیا (Ning Hia) کے گورنر فافانگ پینگ (Ma Fong Ping) اور صوبہ کانسو کے گورنر مافو زوی (Ma Foh Zui) حکومت نانکنگ کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے، یہ تینوں مسلمان تھے اور تینوں صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، غیر مسلمانوں کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ یہ سب ایک ہی مذہب کے آدمی ہیں، ان میں اگر کسی قسم کا خیفہ اتحاد ہو جائے، تو قیاس سے بعید نہ ہوگا،

تقریباً یوں شروع ہوا کہ ۱۹۳۱ء کو فافانگ پینگ گورنر نینگ ہیا، حسب دستور

اپنے دفتر کو گیا اور دفتر میں بیٹھے ہی شہر کا دروازہ فوراً کسی خفیہ سازش سے بند ہو گیا، اور مافانگ پینگ حراست میں لے لیا گیا، اس سازش کا سردار لوی چون تیان غیر مسلم تھا، جب یہ غیر سارے ملک میں پھیلی، تو اکثر لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ نینگ ہیامین اب مذہبی جنگ (یعنی مسلمانوں اور غیر مسلم چینوں میں لڑائی) ہوگی لیکن تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ لوی چون تیان، مافانگ پینگ سے صدر رہا تھا، اور وہ صوبہ نینگ ہیامی کی گورنری اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا، اسلئے ایک اور افسر کے ساتھ اس نے مافانگ پینگ کے خلاف سازش کی، لوی چون تیان کا بیان تھا کہ مافانگ پینگ خفیہ طور پر اپنی قوت بڑھانے کی کوشش کر رہا تھا، اس نے اپنے آپ کو اس اثر سے محفوظ رکھنے کیلئے مافانگ پینگ کو حراست میں کر لیا، لیکن مثل ہے کہ کاغذ کے اندر کہیں آگ چھپ سکتی ہے، اس واقعہ کے غالباً ۲۵ روز بعد بعد متقی و مگولی کمیشن کے صدر مافو ہیا نگ نے حکومت نانکنگ کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا، اس نے اس افواہ کی تردید کی، کہ وہاں کے مسلمان اپنی قوت کو بڑھا رہے ہیں، کیونکہ کانسو کا گورنر مافو زوی کان لانگ کا گورنر مایو فانگ اور چینگ ہائی کا گورنر مالین (یہ سب نام مسلمان ہیں، جن کے ماتحت کافی فوجی قوت ہے)، اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے مافانگ پینگ کی مدہنیں کی، اگر یہ مذہبی سوال ہوتا تو اودن کی فوجیں مافانگ پینگ کی مدد کے لئے ضرور نینگ ہیامی کی طرف فوراً بڑھتیں، اور وہاں کے سارے غیر مسلم افسروں کے سر کپ دیتیں، اس واقعہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ لوی چون تیان اور مایو نیکیو جو مافانگ پینگ کے دو ماتحت افسران ہیں، نینگ ہیامی کی سیاسی قوت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، اسلئے انھوں نے مافانگ پینگ کو شہر کے اندر بند کر دیا، اور اس کو حراست میں رکھا۔

۲۔ مافانگ پینگ کی رہائی اور مفسدون کی سزایابی :- جب کہ یہ

حقیقت حکومت نانکنگ کے سامنے کھولی گئی، تو جمہوریت چین کے صدر چانگ کائی

ٹیک (Chiang Kai Shek) نے فوراً لومی چون تیان اور ماونیکو کو تار دیا کہ مافیاک پیگ کو ہا کرین، اسکو اپنے عہدہ پر برقرار رہنے دین، اس کے علاوہ ایک اور تار شمال مغرب چین کے ہائی کمشنر کو دیا کہ دونوں فتنہ انگیز افسروں یعنی لومی چون تیان اور ماونیکو کو ماحوذ کیا جائے، اور حسب قانون انکو سزا دی جائے، اس کے بعد ایک سال سے وہاں سکون ہو گیا ہے،

حقیقت یہ ہے کہ شمال و مغرب چین کا معاملہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے کیلئے کچھ غور و فکر کی ضرورت ہے، شمال و مغرب چین کی بد امنی سے سارے چین میں بد امنی ہونے کا اندیشہ ہے، اس سرزمین میں چین کی بیرونی قوتوں سے کشمکش ہو سکتی ہے، او اس سرزمین میں طویل اندرونی تنازع کا بھی امکان ہے، مذکورہ بالا واقعات اگرچہ سیاست سے متعلق ہیں، لیکن ان سے مذہبی مناقشات بھی پیدا ہو سکتے ہیں، خدا نہ کرے کہ چین کو بھی وہ دن دیکھنا پڑے جو ہندوستان کو دیکھنا نصیب ہوا ہے، یعنی مسلم و غیر مسلم میں فساد و نا اتفاقی،



# پندرہواں باب

## عام بیداری

### اتنزل کا احساس اور اصلاح کی کوشش

اس میں شک نہیں کہ چینی مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں موجود ہیں، ان میں دین کا چرچا کم ہے، ان میں مذہبی جوش نہیں ہے، اور دینی تعلیم کا انتظام بالکل ہی قابل اطمینان نہیں ہے، مگر حالات میں اگرچہ بعض لحاظ سے وہ غیر مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، لیکن مجموعی حیثیت سے وہ ان سے کم ہیں، مسلمان سوداگروں کے ہاتھوں میں صرف چھوٹی اور معمولی تجارتیں ہیں، سوشل اصلاحات میں بہت کم دلچسپی لیتے ہیں، شمال و مغرب چین کے مسلمان جہالت اور جہود میں ڈوبے ہوئے ہیں، وسط چین میں جن مسلمانوں کو جدید تعلیم نصیب ہوئی ہے، انھوں نے دینی تعلیم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے، وہ اپنے آپ کو اسٹے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں، ان کو دینی امور سے زیادہ واسطہ نہیں، خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ چین میں سیاسی اضطراب اور معاشی بے چینی ہے، ان کے ماحول ایسے ہیں کہ انکو اسلام کی طرف توجہ کرنے کی ہمت نہیں ملتی یا یوں کہئے کسی نے انکو اسلام کی حقیقت نہیں بتائی،

یہ سب کچھ ہے لیکن چین کے سیاسی مدوجزر کے ساتھ مسلمانان چین بھی خاموش

نہیں رہ سکتے، زمانے کا تقاضا ہے کہ وہ اٹھیں اور اپنی حالت درست کریں، اگر وہ خود نہ اٹھیں گے تو کون ہے، جو ان کے لئے کام کرے؟ چنانچہ وہ خوب محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح چین کی آزادی عوام کی جدوجہد سے ہے، اسی طرح چینی مسلمانوں کی بقا بھی مسلمانوں ہی کی کوشش سے ہے۔ تزلزل کے احساس نے ان کو اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ اصلاحی کاموں میں جدوجہد کریں، ان کی اصلاح کے دو پہلو ہیں، ایک دینی اور دوسرا اجتماعی، اس سلسلہ میں انھوں نے بہت سے مدارس قائم کئے ہیں، اور بہت سی انجمنیں بنائی ہیں، جن کے مقاصد اپنی حالت کی اصلاح کرنا ہے۔ مدارس جو جاری کئے گئے ہیں، ان میں زمانہ حاضر کے مطابق اسکی کوشش کی گئی ہے کہ مخلوط تعلیم کے ساتھ مخلوط کلاس بھی ہو، مخلوط تعلیم سے مطلب دینی اور دنیاوی تعلیم کا ساتھ ساتھ مروج کرنا ہے، اور مخلوط کلاس سے مراد یہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ایک ساتھ تعلیم دی جائے، لڑکوں اور لڑکیوں کے مشترکہ مدارس چھین میں عام ہے، لیکن مسلمانوں کی توجہ اب صرف ابتدائی تعلیم پر ہو، اسلئے ان کے جو مشترکہ مدارس ہوتے ہیں، صرف چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے ہیں، دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے لئے مسلمان لڑکیاں کالج میں شریک ہوتی ہیں، لیکن دینی تعلیم کے لئے ان کے واسطے زمانہ مدرسہ ہے، جن کے انتظامات اکثر تعلیمات کے مامقون میں ہیں،

انجمنوں کا کام اجتماعی اصلاح ہے، ان کے حدود بہت وسیع اور ان کا دائرہ زندگی کے ہر شعبہ پر عادی ہے، بعض انجمنوں کا فنڈ زیادہ ہے جس کی وجہ سے وہ زیادہ کام کر سکتی ہیں اور بعض کا سرمایہ کم ہے جس کی وجہ سے ان کی کوشش محدود ہے، انجمنیں مختلف نام سے موسوم کی جاتی ہیں، لیکن ان کے مقاصد اگر مجموعی حیثیت سے دیکھے جائیں تو یہ ہیں:-

۱- اسلام کی اشاعت کرنا، (۲) قومی حکومت کی حمایت کرنا، (۳) معاشی حالات کی

اصلاح کرنا،

اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف انجمنوں نے مختلف مدرسے قائم کئے ہیں جن میں مسلم اور غیر مسلم کو یکساں تعلیم دی جاتی ہے، اور مختلف رسالے اور اخبار نکالے جاتے ہیں، جن کا ذکر تصانیف کے سلسلہ میں ہو چکا ہے، قومی حکومت کا ساتھ دینے میں مسلمانوں نے حکومت ناکلینک کے محکمہ تعلیم کا مقرر کردہ نصاب اپنے اسکولوں میں جاری کر دیا ہے، جس کا اہم جز ”اصول ثلاثہ“، ”دستور حکومت“ اور ”شہریت“ ہے،

جہاں تک سیاسی تعلق ہے مسلمانوں کا ہر قدم کو نیشنلزم کے اصول پر پڑتا ہے، ان کے جتنے فوجی افسر ہیں سب کے سب حکومت ناکلینک کے حامی اور معاون ہیں، معاشی معاملات میں ایک طرف وہ اپنی حالت کی اصلاح کرتے ہیں اور دوسری طرف غیر مسلمانوں کا ساتھ دیتے ہیں،

## ۲۔ مسلمان چین کی انجمنوں کا ایک معمولی نمونہ

قارئین کرام! آپ سنتے ہیں کہ چینی مسلمانوں نے بہت سی انجمنیں قائم کی ہیں، اس خبر کے ساتھ ساتھ آپ ان انجمنوں کی روح اور حقیقت بھی معلوم کرنا چاہتے ہوں گے، تعلیمی اہتمام کے ضمن میں جدید مدرسہ کا نمونہ میں نے سپکن کے دارالمعلمین چیننگ دا کو پیش کیا تھا، جس کی روشنی میں آپ کو جدید مدرسہ کے متعلق کچھ اندازہ ہوا ہوگا، لیکن انجمنوں کی روح اور حقیقت سے واقف ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی تنظیم اور پروگرام پر نظر ڈالی جائے، اس سلسلہ میں میں شنکھائی، سپکن، ہانکاؤ، اور دیگر مشہور مقامات کا ذکر چھوڑتا ہوں کیونکہ ان بڑے مقامات کی اسلامی انجمنوں کے حالات میں قارئین کو وہ اصلی روح نظر نہ آئیگی، جو ان انجمنوں میں ہر جگہ گنہام گوشوں میں مستور ہیں، کیونکہ یہ سب مقامات ہر بات میں اندرونی چین سے بڑے ہوئے ہیں

ان میں اور اندرونی چین میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان کے مقابلہ میں اندرونی چین اور دوسرے  
افتادہ گوشے بالکل صحیح ہیں، ان کی بہترین حالت دیکھ کر ہر گز قارئین کو یہ نظر نہ آئے گا کہ اندرونی چین  
کے مسلمان کہاں تک بیدار ہو رہے ہیں، اس لئے ایک اچھے نمونہ کے بجائے ایک معمولی نمونہ  
پیش کرتا ہوں،

مجھے یقین ہے کہ کسی نے چینگ ہائی کا نام اس سے قبل نہیں سنا ہوگا، اور کسی کو یہ خبر نہ  
ہوئی ہوگی، کہ آیا یہ شہر کا نام ہے، یا ضلع کا، یا صوبہ کا!

یہ ایک صوبہ ہے جو مغربی شمالی چین میں واقع ہے جس کے جنوب میں ہسی کا ناگ مغرب  
میں تربت اور چینی ترکستان، شمال میں کانسو اور مشرق میں سی چوان ہے، یہاں بہت سے  
مسلمان بستے ہیں، چند سال ہوئے انھوں نے ایک انجمن ترقی کے نام سے قائم کی ہے  
تیسری سالگرہ کے موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل بیان شائع کیا ہے،

”..... ہم مسلمانان چین، رحمان و رحیم کے خالص بندے اور توحید پر ایمان  
رکھنے ہیں، جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں، اور اسلام کے سچے فرزندان ہیں..... جن کے  
آبا و اجداد اب سے تیرہ سو سال سے قبل چین میں آئے، اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان کے  
پہلے سفیر تھے، عہد مانگ میں انھوں نے اگر اسلام کی روشنی قلب چین میں پھیلانی، اور بعد میں  
عرب کے مبلغین کثرت سے آہنچے، اور اسلام کا چراغ روشن کرتے رہے، اس وقت چین اور  
عربستان کے درمیان ایسے تعلقات پیدا ہو گئے تھے کہ چین کے سفیر اکثر عرب تاجروں کیساتھ  
بلاد عرب جایا کرتے اور ان کی زیارت کرتے تھے، آمد و رفت کا سلسلہ ان میں کبھی منقطع نہیں  
ہوا، عہد مانگ سے لیکر عہد سونگ تک اور عہد سونگ سے لیکر عہد یوان، اور منیگ تک پہنچے  
نامور مسلمان چین میں پیدا ہوئے جو برابر اسلام کو اس ملک میں پھیلاتے رہے،

”... ہزاروں سال سے مسلمان چینیوں کے ساتھ رہتے سہتے چلے آ رہے تھے وہ ان کے رنج و غم میں شریک ہوتے تھے ایک دوسرے کو اپنا سہارا بنالیتے تھے آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوتے تھے، اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ان زمانوں میں چین میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات بہت اچھے تھے، دونوں کی مصالحتانہ روش کے ساتھ چین بھی ترقی پر تھا، تہذیب اور تمدن چہ چہ میں پھیلا ہوا تھا، اور ہر جگہ اس کا چرچا تھا، لیکن عہدِ ٹسنگ میں کسی خاص وجہ سے ان میں مناقشات پیدا ہو گئے اور ایک کو دوسرے کا لحاظ نہ رہا، اس تغیر کے ساتھ چین کی سیاست میں مسلمان محکوم قوم سمجھے گئے، حکام کے دباؤ سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہونے لگی، اور ان کے ذہن میں بھی انخطاط ہونے لگا، اس کے بعد سے نہ چین کی سیاست اچھی رہی، اور نہ مسلمانوں کا حال درست رہا، اس انخطاط کی وجہ کیا ہے؟ اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں، عہدِ ٹسنگ کے آخرین مسلمانوں کیلئے جاہل احمق وغیرہ کے القاب تجویز کئے گئے، عام لوگ مسلمانوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے، اور انکو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ مانچو حکام عرصہ سے مسلمانوں کو دبا رہے، ان کے عہد میں نہ صرف ان کی آزادی چھین لی گئی، بلکہ ہر حیثیت سے انکو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی، ان کو ایسا زہر دیا گیا کہ وہ اپنی قومیت کو فراموش کر دیں، انکی کم توڑ دی گئی، اور دماغ مسموم کیا گیا، ان میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے جن کو اپنی بقا کا احساس رہا ہو، انکے اسلاف کی عزت خاک میں ملا دی گئی، اور وہ خود ظالم مانچو کے غلام بن گئے، ان کی زندگی بالکل ایسی ہو گئی کہ سولے رونے کے اور کچھ باقی نہ رہا، آخر خدا کی شان دیکھئے کہ حکومت مانچو فنا ہو گئی اور جمہوریت کا دور شروع ہو گیا، جس کی بنا پر چین کی اقوام خمسہ ایک دوسرے کی برابر سمجھی گئیں، اور حکومت کے نزدیک وہ سب ایک نگاہ سے دیکھی جانے لگیں، یہ ایک

خدا کی نعمت ہے، جو قدرت کی طرف سے بہکودی گئی ہے، اس کی وجہ سے نہ صرف چینکائی،  
 کے مسلمانوں کو یہ موقع ملا کہ سر اٹھا کر روشن آفتاب کی طرف دیکھ سکیں، بلکہ تمام ملک کے  
 مسلمانوں کی روح جو دبئی ہوئی تھی، پھر حرکت کرنے لگی، جمہوریت کی صدا ڈاکٹر سنیا ت سین کے  
 منہ سے نکلی، ووچانگ (WUCHANG) مین گونجی اور مسلمانوں نے بھی اس صدا  
 پر لبیک کہا، جمہوریت قائم ہو جانے کے بعد اب مین سال ہو گئے ہیں، اس اثنا میں بہت  
 سی اندرونی شور شرین انھیں معیشت میں بے چینی اور سیاست میں اضطرابات پیدا ہوئے، ان  
 ہنگاموں میں مسلمانوں کی کیا حیثیت رہی، یہ ایک دوسرا سوال ہے، یہاں اس کے ذکر  
 کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر موجودہ مسلمانوں کی تعلیم پر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ  
 بالکل ایسی ہی ہے، جیسے پہلے تھی، اس میں کسی قسم کا فرق نظر نہیں آیا، مسلمان کی تعلیمی حالت  
 جب تک یہی رہے گی، اس وقت تک ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ انکو میدان زندگی میں کوئی شے ہوتی  
 بھی مل سکے بغیر تعلیم و تربیت کے یہ امید رکھنا کہ فرزند ان کو حیدر اٹھکر اسلام کے لئے کچھ کام  
 کریں، ناممکن ہے، ایک طرف تو مسلمانوں کی بصیرت اندھی، اور دوسری طرف ذہنی جمود،  
 اور ان کے ساتھ معاشی مشکلات، آخر وہ کس طرح زندہ رہ سکیں گے، ان کی ترقی و تازگی مصیبت  
 کی تیز دھوپ نے خشک کر دی ہے، اور ان کی رونق اور جوان مروی حوادث زمانہ نے فنا  
 کر ڈالی ہے، ان کے جسم میں صرف امتحان اور پوست رہ گیا ہے، صورت حال نہایت تشویشناک  
 اور قابل رحم ہے، کوئی رحم دل ان کی یہ حالت دیکھکر اگر ہمدردی نہ کرے، ان پر چار آنسو  
 نہ بہائے، اور ان کے لئے علاج کی تدبیر نہ کرے تو یہ سمجھ لیجئے کہ ان کی موت ان کے سامنے  
 ہے،.....“

## ۳۔ حیات و بقا کیلئے ایک نئی راہ کی تلاش

..... ”مسلمانوں کی حیات و بقا کے لئے ایک نئی راہ تلاش کرنا، شہری حقوق کا عام رواج دینا، اصولِ ثلاثہ، پر اعتقاد رکھنا، اور اس پر عمل کرنا، تاکہ مساوات اور اخوت کا ثمرہ ملے..... یہ سب تعلیم یافتہ، روشن خیال اور مصلحوں کی آواز پر بھروسہ کرنے سے حاصل نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ جمہور اسلام ان کا ساتھ نہ دین، اور ان کی صدا پر لبیک نہ کہیں، اس انجمن نے جوین سال سے قائم ہے، اس ضرورت کو محسوس کر کے کہ سوسائٹی کی فلاح و بہبود کا عوام کی متحدہ قوت اور متفقہ عمل پر دار و مدار ہے، عوام کی آواز کا جواب دیتے ہوئے، زمانہ کے انقلابات کا ساتھ دیتے ہوئے، ملک و دین کی حالت مد نظر رکھتے ہوئے، اور قوم و ملت کے مستقبل کا لحاظ کرتے ہوئے، اس مسئلہ پر غور کیا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان ہونے اور نیز چینی قوم کا ایک جز ہونے کی حیثیت سے کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلہ میں ہم نے ایک پروگرام بنایا ہے جس پر ہم عمل کر رہے ہیں، ہم اپنے خوابیدہ بھائیوں کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں، بھگدڑیوں کے دیا میں لہر پیدا کرنے کی کوشش اور جہالت و حماقت دور کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں، یہی یقین ہے کہ ہماری محنت رائیگانہ نہ جائیگی اور ہماری کوشش ضرور اچھا پھل لائیگی، ہمارے کام چار شعبوں میں منقسم ہیں،

۱۔ انجمن کے لئے فنڈ جمع کرنا، (۲) تعلیم عمومی کا پھیلاؤ، (۳) اسلام کی اشاعت کرنا،

(۴) حکومت کی حمایت کرنا،

فنڈ جمع کرنے کے لئے مقامی لوگوں سے چندہ وصول کرنے کے علاوہ ۱۹۳۱ء میں اس انجمن نے اپنے خاص نمائندہ کو دارالسلطنت میں بھیجا، اور حکومت سے مدد کی درخواست کی،

حکومت نے وعدہ بھی کیا تاوان باکسر (BOXER INDEMNITY) میں سے

ایک مقرر رقم دی جائے، تاکہ چینگ ہائی کے مسلمانوں کے تعلیمی کاموں میں صرف ہو، موجودہ زمانہ میں تعلیم عمومی کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ یہی تہذیب و شائستگی کی بنیاد ہے، آج کل ہندو دہی لوگ کہلاتے ہیں جو پڑھے لکھے ہوں، اور وحشی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ان پڑھ ہیں، قوموں کی ترقی یا پستی کا اندازہ تعلیم کی زیادتی اور کمی سے ہوتا ہے، چینی قوم کی تعلیم کم اور ان کے معلومات محدود ہیں، اسلئے وہ یورپ کی قوموں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی، اور باشندگان چینگ ہائی تعلیمی لحاظ سے جنوبی اور مشرقی صوبوں کے مقابلہ میں کمزور ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ اور صوبوں کے مقابلہ میں زیادہ پست اور جاہل ہیں،

ان تمام مسائل کا حل جو اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں، اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک کہ تعلیم عام نہ ہو، تعلیم عمومی صرف ابتدائی تعلیم پر منحصر نہیں ہے، بلکہ ثانوی اور فنی تعلیم بھی اس میں شامل ہے، اس واسطے جس وقت یہ انجن قائم ہوئی، تو اس کے کارکنان نے تین سال تک ایک تعلیمی سکیم بنائی، تاکہ چینگ ہائی کے عوام کو خاص کر مسلمانوں کو اتنے معلومات بہم پہنچائے جائیں کہ وہ اجنبی اور رسالے پڑھ سکیں، خطوط لکھ سکیں، حساب رکھ سکیں، قلم سے اپنے مافی الضمیر ادا کر سکیں، اور اصول ثلاثہ کو سمجھ سکیں، ان کے علاوہ شہری حقوق، اور شہریت، قومیت کا مفہوم، سلف گورنمنٹ حکومت بلدیہ کے نظم و نسق سے بھی واقف ہو جائیں، ان باتوں کے بغیر نہ وہ اپنے فائدہ کو پہچانیں گے اور نہ انکو اپنے نقصان کی خبر ہوگی، اپنے فائدہ سے ناواقف ہونا گویا اپنے شہری حقوق کو چھوڑ دینا ہے، اور نقصان سے بے خبر رہنا گویا کہ اپنی شہری ذمہ داری سے بے وقار رہنا، ان کا اثر حکومت کے انتظامات اور امن عامہ پر پڑتا ہے، اور وہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں،



## ۴۔ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت

”..... ان باتوں کو محسوس کرتے ہوئے، انجمن ہڈانے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے تعلیمی حالات کی تحقیق کی جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ کتنے بچے اور بچیاں تعلیم سے محروم ہیں، اس قسم کے جو بچے یا بچیاں پائی جائیں، جبراً اسکول میں داخل کر دی جائیں، اور جو بچے روزگار میں، اون کی مدد کی جائے، اور بالغوں کے لئے بھی کچھ انتظام کیا جائے، مختلف مقامات میں مختلف تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں، جس بستی میں دوسوا بادی ہے، ایک ابتدائی اسکول کھولا جائے، اٹھ ابتدائی اسکولوں کے حدود میں ایک ثانوی یافتی مدرسہ قائم کیا جائے، تاکہ اس طریقہ سے تمام جاہلون کو ذمہ دار شہری بنادیا جائے اور تمام مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے،

لیکن صرف تعلیمی حالت کی اصلاح کرنے سے مسلمان بچے نیک مسلمان نہیں ہو سکتے، اس لئے تبلیغ اور دعوت کی بھی ضرورت ہے، بغیر اس کے بری رسم و رواج، شرک و بدعت دور نہیں ہو سکتی اور بغیر اس کے اسلام کی حقیقت کھل نہیں سکتی، اور قرآن شریف کی تعلیم عام نہیں ہو سکتی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ کمزور ہو جائیگا، وہ اپنے مذہب سے بے پروا رہیں گے، اور آخر سولے گمراہ ہونے کے انکو اور کوئی مغر نہ ہوگا، ان کو گمراہی سے بچانے کے لئے، بدعت سے بھگانے کیلئے اور ظلمت سے نجات دلانے کے لئے، ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ انکو بتا دیں کہ صرف وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کریں جو رحمان و رحیم ہے، جو سب کا مالک اور خالق ہے، انکو انوث اور امن کی راہ پر لگا دیں، انکو نزاع اور بد چلنی سے روک دیں، عمل صالح کا حوصلہ دلا دیں، نسبت کا درس سکھا دیں، غرض کہ ان کو یہ بتا دیں کہ مسلم کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اور اس کا فرض کیا ہے؟ ہمارا دین اسلام ہے، لیکن اسکی حقیقت سے کتنے لوگ واقف ہیں؟ اس کی حقیقت سے ناواقف

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے انکو نہیں بتایا اور نہ کسی نے انکو دعوت دی، اس واسطے ہماری انجمن میں دعوت و تبلیغ کا ایک شعبہ سخت ضروری ہے، تاکہ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی ہو، مگر تبلیغ اسلام کے ساتھ ہمیں اپنے وطن کو بھی نہ بھولنا چاہئے، کیونکہ وطن کی خدمت ایمان ہے، اس کے لئے اس وقت ہم جو کچھ کریں گے، حکومت نائیکنگ کی ہدایت پر عمل کریں گے ہمارا ملک لگ اور سیلاب کے درمیان میں ہے، ظالم جاپان نے مخوریہ کو پال کر رکھا ہے، مدافعت کے لئے حکومت تیار رہنا چاہئے خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ سارے ملک کے نوجوان و الٹیر ہو کر شمال و مشرق چین کو جاپان کے مقابلہ کے لئے جا رہے ہیں، ملک کی سلامتی ہماری سلامتی ہے، اور حکومت کی ذلت ہماری ذلت ہی، جاپان تمام چین کو فتح کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور باشندگان چین کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے، ایسی حالت میں کیا ہم یہاں بیٹھ رہیں گے، اور حکومت کا ساتھ نہ دیں گے؟ اگر مسلم نوجوانوں کی ہمت صرف اتنی ہی ہے، تو ہکو ڈوب کر مر جانا چاہئے، اور ان کے بعد ہرگز کبھی اپنا منہ کسی کو نہ دکھلانا چاہئے،.....

یہ ہے جمعیت مسلمانان چین کا ایک معمولی نمونہ جس کے بیان میں اسلامی روح اور مذہبی جذبہ نمایاں ہے، وہ دینی جوش اور حریت اسلام جو چینگ ہائی کے مسلمانوں کی زبان سے نکلتی ہے ان کی بیداری کا پیام اور نشان ہے، ایسا جوش اور جذبہ صرف یہاں کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے، بلکہ اکثر فرزندان توحید کے سینوں میں موجزن ہے،

## ۵۔ بعض مشہور انجمنیں

مسلمانان چین کی سب سے مشہور انجمن ”انجمن اتحاد و ترقی“ ہے، جس کو چینی زبان میں، ”ہوی چو چو چینگ وی“ کہتے ہیں، اس کے دو مرکز ہیں، ایک پکن میں دوسرا یون نان میں

اس کو چینی مسلمانوں کی خلافت کیٹی سمجھ لینا چاہئے جس کی شاخیں ہر شہر اور قصبہ میں پائی جاتی ہیں، یہ بیس سال سے قائم ہے، اور ڈاکٹر سنیا سین کے اصول اور جمہوریت چین کی حمایت کیلئے قائم کی گئی ہے، سیاست میں اس انجمن کا کافی حصہ ہے، ”مسلم پبلک انجمن“، ”جمیۃ المسلمین“ اور ”انجمن اخوة اسلام“ وغیرہ انجمن مذکور کی چھوٹی بہنیں ہیں، جن کا مقصد ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، شہر تیان شین اور ایک مسلم انجمن ہے، جو انجمن اتحاد کے نام سے موسوم ہے، اسکی ایک دو خصوصیتیں یہ ہیں کہ جو بے روزگار ہیں انکو کام دلواتی ہے، اور جو غریب اور غیر شادی شدہ ہیں ان کے گھر آباد کرتی ہے، اور جو غریب مر گئے ہیں، جن کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، انکی کفن و تدفین کا انتظام کرتی ہے، اس کی مثال دیکھو دیگر مقامات میں بھی اس قسم کی انجمنیں قائم کیا رہی ہیں جو آئندہ حل کر یقیناً مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوں گی،

۱۹۳۲ء کے آخرین ایک انجمن دفاعی قائم ہوئی، صدر مقام سکین قرار پایا، اصل یہ ہے کہ شنگھائی کے ایک رسالہ میں ایک مضمون شائع کیا گیا تھا، اس عنوان کے ماتحت کہ مسلمان سور کا گوشت کیون نہیں کھاتے، اس میں بہت سے توہین آمیز اور مسلم آزار الفاظ استعمال کئے گئے تھے، جنکو مسلمان کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کر سکے، اسی وجہ سے وہاں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں ایک بڑا ہنگامہ ہوا، اس انجمن کی ہدایت کے مطابق پانچ نمائندے حکومت نانکنگ کے پاس بھیجے گئے، اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مضمون نگار کو سخت سزا دلوائی جائے، اڈیٹر کو جو وزارت ریلوے کے عہدے پر مامور تھا اپنے منصب سے ہٹا دیا جائے، اور نہ صرف رسالہ چین یہ مسلم آزار مضمون درج کیا گیا تھا بلکہ اس پریس کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے، احمد مسلمانوں کے جو متفقہ مطالبات تھے، تھوڑی سی ترمیم کے بعد منظور ہو گئے اور وزیر ریلوے کو بجائے اس کے کہ اسکو اپنے عہدہ سے ہٹا دیا جاتا، تحریری صورت میں جمہور مسلم سے عام

معافی مانگنے کا حکم دیا گیا، اس فتح کے بعد مسلمانوں کو دین کی طرف اور زیادہ توجہ ہوئی، حتیٰ کہ غیر مسلمانوں کی تحریروں میں اگر ذرا سے توہین آمیز لفظ کا انکو پتہ لگ جائے، تو وہ ان کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، مثلاً ڈرامے کے سلسلہ میں جب بعض لوگ ایسے قصے لکھ کر ڈرامے کرتے ہیں، جو صینی ترکستان کے معاشی حالات یا جنگی حالات سے متعلق ہوں، تو وہ فوراً حکومت کی مدد سے اس قسم کے کھیل بند کرتے ہیں،

اب اس خبر نے کہ جاپان بھی اسلام کا دلدادہ ہو رہا ہے، حکومت چین پر بہت کافی اثر ڈالا ہے، حکومت چین جاپان کی اسلامی تحریک کو خالص سیاسی تحریک سمجھتی ہے، کیونکہ اس تحریک میں جو کام کرنے والے ہیں، یا تو روسی مہاجرین ہیں، جیسے قربان علی وغیرہ یا ترکستان کے اہل فکر ہیں، جیسے عبدالرشید ابراہیم اور علامہ عیاض اسلامی بک، ان لوگوں کا مقصد جاپان کی مدد سے روسی اثرات کو روکنا ہے، اور جاپان کے اہل اقتدار ان سے فائدہ اٹھا کر صینی مسلمانوں کو جو اس وقت جاپان کے سخت مخالفت میں ملائے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ چین کو مغلوب کرنے میں ان کو زیادہ آسانی ہو، اس کے بعد ترکستان کے اہل مل و عقد کی وہ میدان پورا کرنے کی کوشش کریں گے جن کے واسطے وہ بالفعل جاپان میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اور پوری مستعدی کے ساتھ جاپان کے ناطق بنے ہیں، اس شور و غل سے حکومت چین کو بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چین کے تمام مسلمان اسلام کا نام سن کر جاپان کے ہم نوا ہو جائیں، یہی وجہ کہ حال میں حکومت چین نے بہت سے ممتاز مسلمانوں سے استفسار کیا ہے، اور جاپان کی اسلامی تحریک کے مقابلہ میں ایک جوابی تحریک جاری کی ہے، اس تحریک کا صدر نامور مسلم مالانگ کو بنایا ہے، جس کے ماتحت ایک نئی انجمن قائم ہوئی ہے، جو مسلم لیگ کے نام سے موسوم ہے، اس کی شاخیں جیسا کہ اخبارات سے پتہ چلتا ہے، نہایت زور و شور کے ساتھ

قائم کیا رہی ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ نعمت اللہ ماہونگ ٹوجو جامعہ ایتھنول سے اب چین واپس آیا ہے، مسلم مشن کا صدر مقرر کیا گیا ہے، اور اسکو اسپیشل گاڑی سے ملک کے تمام علم علاقوں میں دورہ کرایا جارہا ہے، جہاں کہیں وہ پہنچتا ہے، اس کی تقریر اسی پر ہوتی ہے کہ حکومت ہانگینگ کی حمایت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے،

”مسلم لیگ اور مسلم مشن گونڈہ می انجمنیں نہیں ہیں لیکن ان سے مسلمانوں میں نہ صرف کافی سیاسی بیداری پیدا ہو سکتی ہے، بلکہ دینی بھی، ایک تو اس وجہ سے کہ اس وقت بعض غیر مسلم سالوں میں مسلمان اور اسلام کے متعلق ایسے مضامین نکل آتے ہیں جن سے مسلمانوں کو بہت تقویت ہوتی ہے، اور دوسری اس وجہ سے کہ حکومت کے شعور پکارتے سمجھدار مسلمانوں کو بیکار بیٹھنے کا موقع نہیں دیا ہے، اور وہ یہ جدوجہد کر رہے ہیں کہ زمانے کیساتھ حتی الامکان چلتا چاہئے، اس سلسلہ میں بعض مسلم غیور جو سیاسی زندگی پسند نہیں کرتے، موجودہ چین کے کسی ایک سوشل مسٹر پر سامعین کے سامنے اسلامی نقطہ نظر سے بحث کرتے ہیں، اور اس پر زور دیتے ہیں کہ چین کے اخلاقی امر اس وقت تک دور نہیں ہو سکتے جب تک چند سادے اسلامی اصول کو تعلیم اخلاق کی بنیاد نہ قرار دیا جائے،

اسلام کی عام اشاعت کیلئے حاجی ہلال الدین کے ماتحت جو ایک بڑے چینی عالم ہیں اور عرصہ تک ازہر میں رہ چکے ہیں، بمقام سنگھائی ایک خالص تبلیغی انجمن حال میں قائم کی گئی ہے، جو انجمن اشاعت ادبیات اسلام کے نام سے موسوم ہے، وہ مناسب کتابوں کی اشاعت کے علاوہ نہ صرف مختلف المذاہب لوگوں سے تبادلہ خیال کرتے ہیں بلکہ گذشتہ سال (۱۹۳۳ء) کے اگست میں اسلام پر تقریروں کا سلسلہ رادیو کے ذریعہ سے مسلسل ایک مہینہ تک جاری رکھا، جنہیں چین کے عام و خاص کو اسلامی خوبیوں کی طرف توجہ دلانی اور ہر شخص کو یہ اجازت دینی ہے،

کہ اگر وہ اسلام کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہے تو وہ مسجد ہندی، فرانسیسی ہستی میں آکر دریافت کر سکتا ہے،

چینی مسلمانوں کا یہ احساس اور ان کی تحریکوں کی رفتار کو دیکھ کر ہمارا یہ کہنا بالکل مبالغہ نہیں ہے، کہ ان میں عام بیداری پیدا ہو رہی ہے، اور وہ میدان عمل میں اتر کر زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کر رہے ہیں، گو کہ کاموں کی نوعیت مختلف ہے، مگر فائدہ مسلمانوں کو یکساں پہنچتا ہے،

ان انجمنوں کی فہرست جو مختلف ذریعے سے مختلف شعبوں میں کام کر رہی ہیں، حسب ذیل ہے،

| شمار | اسماء انجمن،          | مقام              | تفصیلات  |
|------|-----------------------|-------------------|--|
| ۱    | مسلم پبلک انجمن،      | پسین              | معاشری اور سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی تحریک |
| ۲    | انجمن اتحاد و ترقی،   | "                 | مذہبی، اجتماعی اور سیاسی اصلاح کیلئے،          |
| ۳    | مسلم پبلک انجمن،      | ہاکان (ہاپہ)      | مذہبی اجتماعی، اور معاشرتی اصلاح               |
| ۴    | " " "                 | ٹسٹان (شائٹانگ)   | " " " " "                                      |
| ۵    | انجمن اتحاد اسلامی،   | ولے نینگ (آن جوی) | معاشرتی اور مذہبی اصلاح                        |
| ۶    | مسلم پبلک انجمن،      | لوخو (کیانگ سو)   | " " " "  |
| ۷    | انجمن اخوان المسلمین، | ٹائی یوان (شانسی) | تبلیغ اسلام، اشاعتِ تعلیم، اور مسلم اتحاد،     |
| ۸    | جمیۃ المسلمین،        | چویانگ (شائٹانگ)  | تعلیم کی اشاعت،                                |
| ۹    | انجمن معین المسلمین،  | یانگ چاو،         | فقر اور غربا کی امداد،                         |

| شمار | اسماء انجمن           | مقام            | تفصیل   |
|------|-----------------------|-----------------|---|
| ۱۰   | انجمن اتحاد           | تیان ٹسن        | اجتماعی اصلاح اور غرباء کی امداد                          |
| ۱۱   | انجمن اخوان المسلمین  | پیکن            | اسلام اور علوم اسلامی کی اشاعت                            |
| ۱۲   | اسلامک بک اینڈ لٹریچر | ،               | اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت                           |
| ۱۳   | انجمن مسلم برادری     | ہانگ کانگ       | اتحاد اور اشاعت اسلام                                     |
| ۱۴   | انجمن مسلم نوجوان     | شنگھائی         | دینی اور وطنی خدمات                                       |
| ۱۵   | انجمن معین المسلمین   | چانگ ٹہ (ہونان) | درسی کتابوں کی تصنیف اور اشاعت                            |
| ۱۶   | انجمن اتحاد ترقی      | یون نان         | اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت                           |
| ۱۷   | انجمن اتحاد           | ہانان           | دینی اور معاشی اصلاح                                      |
| ۱۸   | انجمن اخوان المسلمین  | جھول            | سوشل اور معاشی اصلاح                                      |
| ۱۹   | انجمن اتحاد           | ہو وو (آن ہوی)  | معاشی اور سوشل اصلاح                                      |
| ۲۰   | دار الحقیق            | وین آن (آن ہوی) | اسلامی علوم کی اشاعت                                      |
| ۲۱   | انجمن ترقی            | چینگ ہائی       | سوشل تعمیری کام کے لئے                                    |
| ۲۲   | مسلم علمی ادارہ       | ہانگ کانگ       | سیرت اور اسلامیات کی اشاعت یہ ہندوستانیوں کا قائم کردہ ہے |
| ۲۳   | انجمن اشاعت ادب اسلام | شنگھائی         | اسلامی علوم کی اشاعت                                      |
| ۲۴   | مسلم لیگ              | نانکنگ          | حکومت نانکنگ کی حمایت کرنا                                |
| ۲۵   | مسلم مشن              | ،               | حکومت نانکنگ کی حمایت کرنا                                |
| ۲۶   | مسلم پبلک انجمن       | سوی لیوان       | سوشل اور معاشی اصلاح                                      |

مندرجہ ذیل فہرست ان اسکولوں اور مدرسوں کی ہے جو اس چارپانچ سال کے اندر ہی انڈ  
کھولائے گئے ہیں، اور جنہیں جدید طریقہ سے تعلیم دی جاتی ہے،

| شمار | مدرسہ کے نام            | مقام               | ابتدائی یا ثانوی  | تفصیلات  |
|------|-------------------------|--------------------|-------------------|--|
| ۱    | "چینگ وا" (المعلین)     | پیکن               | ثانوی سے اعلیٰ    | عربی اور چینی علوم کی تعلیم                      |
| ۲    | شمالی مغربی تہجدہ اسکول | "                  | ثانوی             | باشندگان شمالی و مغربی چین کے لئے                |
| ۳    | مدرسہ اسلامیہ           | وولین (کافو)       | "                 | مشرکہ تعلیم (یعنی لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے) |
| ۴    | "ٹوئٹین" اسکول          | کویوان (کافو)      | ابتدائی اور ثانوی | مشرکہ  |
| ۵    | "ینگ ٹہ" اسکول          | یون نان            | ثانوی             | عربی اور انگریزی تعلیم                           |
| ۶    | مدرسہ اسلامیہ           | شنکھائی            | "                 | عربی، چینی اور انگریزی                           |
| ۷    | مسلم اسکول              | چانگ پن رپیکن      | ابتدائی           | مشرکہ  |
| ۸    | مسلم فری اسکول          | موکاچوان (تیان ٹن) | "                 | "  |
| ۹    | مدرسہ عربیہ و صینیہ     | چین بن (ہونان)     | ثانوی             | صرف لڑکوں کے لئے                                 |
| ۱۰   | مدرسہ عربیہ             | چانگ شا (ہونان)    | "                 | عربی طلبہ کے لئے                                 |
| ۱۱   | مسلم فری اسکول          | کنٹن               | ابتدائی اور ثانوی | مشرکہ  |
| ۱۲   | پاکینگ مسلم اسکول       | پاکینگ (ہونان)     | ثانوی             | "  |
| ۱۳   | چانگ ٹہ مسلم اسکول      | چانگ ٹہ (ہونان)    | "                 | "  |
| ۱۴   | ہان کاؤ مسلم اسکول      | ہان کاؤ (ہو پوہ)   | "                 | "  |



| شمار | مدرسہ کے نام       | مقام              | ابتدائی ثانوی                 | تفصیلات              |
|------|--------------------|-------------------|-------------------------------|----------------------|
| ۱۵   | دو چانگ مسلم اسکول | دو چانگ (ہویہ)    | ثانوی                         | مشرکہ                |
| ۱۶   | مسلم پبلک اسکول    | لونغو (کیانگسو)   | ابتدائی                       | "                    |
| ۱۷   | عربک کالج          | کوی لین (کوانگسی) | عربی طلبہ کے لئے              |                      |
| ۱۸   | شو چانگ مسلم اسکول | شو چانگ (ہانان)   | ثانوی                         | مشرکہ                |
| ۱۹   | وی یانگ مدرسہ      | وی یانگ (ہانان)   | ابتدائی                       | عربی اور چینی تعلیم  |
| ۲۰   | ہو وو دارالمعلمات  | ہو وو (آن ہوی)    | ثانوی                         | لڑکیوں کی دینی تعلیم |
| ۲۱   | مسلم زنانہ مدرسہ   | پاو کینگ (ہونان)  | لڑکیوں کی دینی اور سوشل تعلیم |                      |
| ۲۲   | مسلم زنانہ مدرسہ   | وامینگ (ہما پے)   | معلمات کی تربیت               |                      |
| ۲۳   | مسلم زنانہ مدرسہ   | چانگ ٹو (ہونان)   | لڑکیوں کی دینی تعلیم          |                      |
| ۲۴   | مسلم زنانہ کالج    | پینگ              | لڑکیوں کی اعلیٰ دینی تعلیم    |                      |

نوٹ :- حقیقت میں مدرسوں (مردانہ، زنانہ یا مشترکہ) کی تعداد کمین زیادہ ہے، لیکن چونکہ وہ زیادہ مشہور نہیں ہیں، اسلئے اس فہرست میں داخل نہیں کیے گئے، مسلم آبادی کے اعتبار سے اس وقت چین میں ہر دس ہزار آدمیوں میں ایک دینی مدرسہ اور دو دنیاوی اسکول ضرور ہونگے، اور ہر دس ہزار باشندوں میں ایک زنانہ مدرسہ (دینی) پایا جائیگا، لیکن وہ معمولی ہیں، اور ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں پائی جاتی، بہر حال ان کا وجود بھی غنیمت ہے، اور ان کے سارے مصارف جہمور مسلمانوں کے ذمے ہیں اور ان کے چندے سے مدرسوں کا کام چلتا ہے،

# سولہواں باب

## پہلی ترکستان اور حکومت چین،

اجزائی حیثیت :- وہ خط جس کو ہم سن کیا لنگ یا پہلی ترکستان کہتے ہیں چین روس اور برطانوی ہند تین ملکوں کے درمیان واقع ہے، یہاں سے ہندوستان میں آنے کے لئے دو ہی راستے ہیں، ایک تو قفقاز سے گلگت ہوتا ہوا کشمیر پہنچتا ہے، اور دوسرا کاشغر سے پامیر کو عبور کر کے افغانستان ہوتا ہوا اپنا دور تک آتا ہے، روس جانے کے لئے بھی دو صورتیں ہیں، ایک تو دریائے ایلٹش کے کنارے ہوتے ہوئے روسی ترکستان جاسکتے ہیں، اور دوسرے شہر تاجک (Tajik) سے دوغاریہ کارخ کر کے ساہر یا میں داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح چین کے اندر داخل ہونے کے لئے دو راستے ہیں، ایک تو شہر حامی سے روانہ ہو کر آفسی ہوتے ہوئے صوبہ کانسو کے پانچت لان چاؤ کی طرف اور دوسرا شہر کیٹائی سے برکول اور جنوبی منگولیہ ہو کر چار کے پانچت کلکن (KALGAN) تک،

کشمیر کی بہشت کا راگڑم اور افغانستان کے مشرق میں پامیر واقع ہے، اور تبت اور چینی ترکستان کے درمیان کوہ کون لون حائل ہے، وہ علاقہ جو چین کے صوبہ چین ہائی سے ملتا ہوا ہے، جبال امیرٹائی ہے، اور وہ علاقہ جو منگولیہ کی سرحد سے ملتا ہوا ہے، کوہ الٹائی کہلاتا ہے اور وہ علاقہ جو ساہر یا سے متصل ہے، کوہ برکیل ہے، اور تھیان شان یعنی جبل اسماء بالکل

چینی ترکستان کے درمیان واقع ہے، جو اس صوبہ کو جنوبی اور شمالی دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ جنوبی تھیان شیان کا صحرا تکھ مکان سن کیانگ کا رہنے انجانی ہے، جو ایک بالکل غیر زمین ہے، زرخیز علاقہ جنوبی اور شمالی تھیان شیان کے مغرب میں ہے، جنوب میں دریائے یرم ہے، جس کے کنارے آقسو کا شجر، یار قند، مارلباشی اور قنن واقع ہیں، شمال میں دریائے الیش ہے، جو روسی ترکستان کے اندر چلا گیا ہے، جس کے کنارے خولجہ، ایلی، جن ہار، سولٹ اور موجی کیٹائی شمالی سن کیانگ کے مشرق میں اور ٹاپچن اس کے شمال مغرب میں اور حامی اس صوبہ کے مشرق میں،

**تاریخی تعلقات :-** چینی ترکستان کے چین، روس اور ہندوستان کے درمیان واقع ہونے سے ہر ملک کے لئے اس کا امکان ہے، کہ وہ اپنے اندر شامل کر لے، لیکن یہ ضرور ہے کہ جب تک کوئی ان قدرتی رکاوٹوں پر غالب نہ آجائے وہ اپنی حکومت کا اثر وہاں قائم نہیں کر سکتا، یہ الفاظ دیگر جس ملک کے ساتھ سن کیانگ کی آمدورفت زیادہ آسان ہوگی اس کا اثر وہاں زیادہ ہوگا،

معاہدہ ایلی (۱۸۸۲ء) سے قبل سن کیانگ کا دروازہ روسیوں کے لئے بالکل بند تھا، پائیر اور ہمالیہ کے سبب سے اہل سن کیانگ کے لئے ماوراء النہر کے اس طرف آمدورفت جاری رکھنا مشکل تھا، لیکن شمالی تھیان شیان کے راستے سے چین کے اندر جانے آنے میں نسبتاً آسانی تھی اور جنرل ٹسوچونگ تانگ (۱۸۷۱ء) نے اس راستے کو اور آسان بنا دیا، یہی وجہ تھی کہ انیسویں صدی کے وسط میں وہاں چینیوں کا زور بہت زیادہ ہو گیا، اور اس وقت سے آج تک چینی ترکستان میں ان کا سیاسی اقتدار رہا،

چین کے تعلقات چینی ترکستان کے ساتھ حضرت مسیحؑ سے قبل شروع ہو چکے تھے، ترکوں کے قبائل غوجو اس زمانے میں ہون لور (Hion Loo) کہلاتے تھے برابر چین کے

سردار پرورش کرتے تھے جب جن شی وانگ ٹی (۱۲۲۱ ق۔ ۱۲۴۶ ق م) نے چین کی طوائف ملوکی اور جاگیر داری کے نظام کا خاتمہ کر کے چین کو متحد کیا، تو اس نے تاتاری پرورش روکنے کے لئے دیوار چین بنائی، پہلی صدی عیسوی میں تاتاریوں نے چین پر دوبارہ حملہ کیا چین کے مشہور جنرل بان چاؤ، (PANCHOO) (۱۲۹ء) نے ان کو دیوار چین کے اوپر چینی ترکستان میں پسپا کر دیا۔ پھر وہ ان کا پیچھا کرتا رہا، یہاں تک کہ ان کا مضبوط قلعہ خن فتح ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے پھر چین پرورش کرنے کی ہمت نہیں کی، پانچویں صدی میں تاتاری قبیلہ آئیکا کی زیر قیادت یورپ پرورش کی اور اسی پرورش کے ساتھ قبیلہ غز ایشیائے کوچک میں پھیل گیا، لیکن اس قبیلہ کی ایک شاخ کیٹائی یا کاتھی (KITAI OR CATHY) ترکستان میں رہ گئی، چھٹی صدی کے شروع میں اس خاندان نے چینی ترکستان میں اپنی ریاست قائم کر لی، گول ٹکن اور بیک خانان ان کے مشہور حاکموں میں سے تھے، اور ان کا پایہ تخت طرخان تھا، خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر کو فتح کر لیا، اور اسلام یہاں اس زمانہ سے پھیلا، نویں صدی میں اس کیٹائی خاندان کے ایک بڑے سردار بغراخان نے اسلام قبول کیا، جس کی وجہ سے اسلام کو بہت تقویت ہوئی، اس کے بعد کچھ دن تک یہ ملک تبت کے ماتحت رہا، لیکن بارہویں صدی میں مغلوں نے اگر اس پر قبضہ کر لیا، اسلام کو اس زمانہ میں یہاں خوب فروغ ہوا، کیونکہ تخت چین مغلوں کے ہاتھ میں تھا، (۱۳۶۸ء تا ۱۶۴۴ء) اور چینی ترکستان کے اکثر قبیلے مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہو گئے، لیکن چودہویں صدی کے آخرین مغلوں نے چین سے شکست کھائی، اس شکست کے بعد چینی ترکستان سلطنت چین میں شامل ہو گیا،

اس وقت گو یہ علاقہ چین کے ماتحت تھا، لیکن سوائے تھوڑا سا خرچ ادا کرنے کے اسے چین سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ بجائے چینی اثر کے ریاست خوارزم کا اثر اس پر زیادہ تھا۔

پایہ تخت سے دور ہونے کی وجہ سے حکومت چین اپنے حکام چینی ترکستان نہیں بھیج سکتی تھی، اور تمام انتظامات مسلمانوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیئے گئے تھے، لیکن انیسویں صدی کے وسط میں یعقوب خان جو روسی ترکستان کا رہنے والا تھا، چکے سے کاشغر میں جو اس وقت یہاں کا پایہ تخت تھا، داخل ہو گیا، اور وہاں کے حاکم کا خاتمہ کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا، اور امیر المسلمین کا لقب اختیار کیا، وہاں کے مسلمانوں نے حکومت چین سے مدد مانگی، حکومت چین نے جنرل تسو چونگ ٹانگ (Zou Taofeng) کو روانہ کیا، جنرل موصوف امی راستہ میں تھا کہ خبر آئی کہ بنا رکیم نے جو یعقوب خان کا دشمن تھا اس کا خاتمہ کر دیا، اور کاشغر پر قابض ہو گیا، لیکن جنرل تسو چونگ ٹانگ نے ارومچی پہنچ کر مسلمانوں کو خوب سیو قوت بنایا، یہ لوگ جاہل اور ناتجربہ تھے، اور ان میں مذہبی جنون بھی بہت تھا، ان کی جہالت اور مذہبی جنون سے فائدہ اٹھا کر جنرل تسو چونگ ٹانگ نے ان کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ کر دیا، چینی ترکستان کو حکومت چین کا ایک مستقل صوبہ بنا دیا، ۱۸۷۵ء اور ارومچی کو پایہ تخت قرار دیا، اور مسلمانوں کو خوش کرنے کیلئے مذہبی امور کا انتظام ان کے ہاتھ میں دیدیا، اور نیز یہ کہ مختلف با اثر لوگوں کو ایک خاص مقام پر مستقل جاگیر دار بنا دیا، جن کا تعلق گورنر ارومچی سے تھا، یعقوب خان نے بمشکل سال ۱۸۸۱ء تک حکومت کی، اس کی موت کے ساتھ مسلمانوں کی اتحادی قوت ٹوٹ گئی، جواب تک نہیں قائم ہو سکی ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک چینی ترکستان میں بالکل امن رہا، اور کسی قسم کی بد نظمی کی خبر نہیں آئی، لیکن ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں نے بغاوت ٹانگی پینگ اور اصلاحی تحریک سے فائدہ اٹھا کر آرم ہونا چاہا، لیکن ناکام رہے، ہی ناکام تھا جب چین میں انقلاب رونما ہوا،

**انقلاب چین کے بعد:** ۱۹۱۱ء میں جب چین میں سیاسی انقلاب ہوا اور نائیٹ

جمہوریت چین کا اعلان کیا گیا تو سنکیانگ بعینہ چین کا ایک صوبہ قرار دیا گیا، گورنر چینی ہوا کرتا

تھا لیکن اس کی یہ مجال نہ تھی کہ مذہبی امور میں مداخلت کرے، اس کا تعلق صرف سیاست سے تھا، صوبہ کے اندرونی انتظامات میں گورنر بالکل خود مختار تھا، امور خارجہ جو اس صوبہ سے تعلق رکھتے تھے حکومت چین کے مشورے سے یا دفتر خارجہ کے ذریعہ انجام پاتے تھے، گو یہاں کے لوگ یہ جانتے تھے کہ وہ چین کی رعایا ہیں، لیکن ان کو اندرونی چین سے بہت کم واسطہ تھا، چین میں انقلاب پر انقلاب ہوتا رہا، لیکن اس کا اثر یہاں بہت کم نظر آتا تھا، سنکیانگ اور چین کی اس بے تعلقی کو کئی وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ دونوں ملکوں کے باشندوں میں خون و رنگ کا فرق ہے، چینی ترکستان میں جو لوگ بستے ہیں وہ تزاری، منگولی، ترک، قرغز، قلموک اور دونوں (DUNGAN OR TUNGAN) ہیں، خالص چینی زرد نسل کے لوگ زیادہ سے زیادہ سن فیصدی ہونگے، وہ بھی ان لشکریوں کی اولاد ہیں جو جہل ٹسوچونگ ٹانگ کے ساتھ اروپائی میں جا کر بس گئے تھے، مذہب کے لحاظ سے چینی بدھ کے ماننے والے اور اسلام پرست (ANCESTER WORSHIPPER) ہیں اور تزاری و منگولی اموگیر قبیلے اسلام کے معتقد ہیں، ان کی تعداد ۹۰ فیصدی ہے، سنکیانگ کا رقبہ ۴۷۰,۰۰۰ مربع میل ہے، اور کل باشندے ۲۵۶۷,۰۰۰ ہیں ۹۰ فیصدی کے حساب سے یہاں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش ۲۳۱۰,۰۰۰ سمجھنا چاہیے، لیکن جس چیز نے اہل سنکیانگ اور باشندگان چین کے درمیان سب سے زیادہ بے بطنی پیدا کر رکھی ہے، وہ اختلاف زبان ہے، چین کے لوگ چینی بولتے ہیں، اور سنکیانگ کے مسلمان ترک، ان کی ترکی زبان گو استنبولی ترکی سے مختلف ہے، لیکن دونوں ایک زبان کی سیٹیاں ہیں، دونوں کا مصدر عربی ہے، اور دونوں عربی حروف میں لکھی جاتی ہیں، باشندگان سنکیانگ میں بہت کم ایسے ہیں جو چینی زبان سے واقف ہوں، اور اہل چین میں بہت کم ایسے ہیں جو ترکی یا عربی جانتے ہوں، حتیٰ کہ چینی مسلمان بھی عموماً ان زبانوں سے کورے

ہیں، زبان کے اختلاف کی وجہ سے ان کی معاشرت بھی مختلف ہے، قوموں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی معاشرت کو برتر سمجھتی ہیں، چینی لوگ سنکیانگ والوں کو اس لئے لڑجھگڑتے ہیں، کہ ان میں تعلیم سرے سے مفقود ہے، اور اہل سنکیانگ چینیوں کو اس وجہ سے نفرت کی نگاہ دیکھتے ہیں، کہ وہ کافر ہیں، ایسی حالت میں سنکیانگ کے لوگوں کا اہل چین سے بے تعلق ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، ان وجوہ کے علاوہ اور ایک وجہ بھی ہے، وہ یہ کہ دونوں ملکوں کے درمیان آمدورفت بہت دشوار ہے، قافلوں کو سولے بیدل یا گدے یا اونٹ پر سفر کرنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے، لان چاؤسے ارچی تک کم سے کم تین ہفتے کا وقت لگتا ہے، تنگ ان میں ہوائی آمدورفت کا انتظام ہے، لیکن وہ ڈاک اور افسردن کے واسطے ہے نہ کہ عام لوگوں کے لئے۔

چینی ترکستان کو اس وقت جمہوریت چین کے ماتحت ہے، لیکن اس پر مرکزی حکومت کا اثر بہت کم ہے، یعقوب خان کے استیصال کے بعد جو چینی وہاں رہ گئے، ان کی تعداد کم ہے، لیکن چالاک اور جریص ہیں، مسلمانوں کی تعداد چینیوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، جسمانی لحاظ سے قومی اور جنگجو قوم ہیں، لیکن منظم نہیں ہیں، وہ جان دے سکتے ہیں، لیکن حکومت کو نہیں بنبھال سکتے، اگر ان میں انتظامی مادہ ہوتا، تو یعقوب خان اپنے ماتحت کے ہاتھ سے قتل نہ ہو جاتا، اور قائم شدہ اسلامی ریاست چین کے ہاتھ میں نہ چلی جاتی، اس وقت قرغز اور تارک ترک جواب تک اس ملک میں آباد ہیں، بیرونی ممالک کے ساتھ کم تعلق رکھنے کی وجہ سے ذہنی اور سیاسی اعتبار سے بہت پست ہیں، جمہوریت چین کی سیاست میں قانون اور دستور کی رو سے مساوی حقوق اور مراعات ملنے کے باوجود انھوں نے کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا، اور نہ اپنے صوبہ میں کوئی سیاسی اقتدار حاصل کیا، ملکی انتظامات بجز مذہبی امور کے

سب چینیوں کے ہاتھ میں ہیں،

شورش (۱۹۳۳ء) کی بنیاد ۱۔ اس چینی ترکستان سے اپریل (۱۹۳۳ء) کے آخر میں

مسلمانوں کی شورش کی خبریں مسلسل آئیں اسلامی دنیا نے اس شورش کو بہت اہمیت دی، اور

یہی سمجھا کہ ایک اسلامی تحریک ہے، اور کہا جاتا ہے کہ چینی ترکستان کے مسلمانوں میں ایک خفیہ

جماعت قائم تھی، جس کا مقصد چینی حکومت کو الٹنا تھا، لیکن جن اسباب کی بنا پر وہ ان کے مسلمان

اٹھے، اور ان کو اسلامی تحریک سے کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ صرف گورنر چن شوزن کی ذات سے تھا

بنیادی سبب یہ ہے کہ عرصہ سے چینی ترکستان کے مسلمان وہاں کے گورنر چن شوزن

(Chen Shouzen) سے پزار تھے مسلمانوں اور گورنر کے درمیان نفرت

اور بیزاری کا سبب حقیقت مؤخر الذکر یاٹنگ چن شن (۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۵ء تک چینی ترکستان کا

گورنر تھا) کا سکرٹری تھا، گورنر یاٹنگ کے ماتحت مافوشین نامی ایک مسلمان بھی تھا، جس پر یاٹنگ

کو اعتماد تھا یہ عام قاعدہ ہے کہ جس پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہو، وہ یا تو اپنے افسر کی خاطر قربانی کرنا ہی

یا اس کے عتاب کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ مافوشین بھی گورنر کے شک و شبہ سے نہیں بچ سکا

وہ دل ہی دل میں یہ محسوس کرتا تھا کہ اگر میں نے مافوشین کو اپنی راہ سے نہیں ہٹایا، تو میری خیریت

نہیں ہے، خاندان مافوشین کی کثرت تعداد نے اور اس محبت نے جو چینی ترکستان کے

مسلمان مافوشین سے رکھتے تھے، یاٹنگ چن شن کے دل میں اور بھی خطرہ پیدا کر دیا، اس کا

خیال تھا کہ مافوشین اپنے ہم مذہبوں کی مدد سے کسی نہ کسی دن اس کے عہدہ کو غصب کر لے گا،

چنانچہ اس نے چن شوزن کے ساتھ مل کر مافوشین کی راہ میں جال بچھا پا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مافوشین

نے اپنے فرزند کے گرفتار ہوا اور بغیر قانونی سماعت کے قتل کر دیا گیا،

اسکی موت نہایت دردناک تھی، شمال مغربی چین کے مسلمانوں نے اس وقت یاٹنگ چن شن



کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا اور ایک وفد حکومت چین کے پاس بھی روانہ کیا تھا، لیکن حکومت نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی، اور اس مقدمہ کا فیصلہ اب تک نہیں ہوا،

بہر حال یاہنگ چن مشن کو اپنے کروت کی سزا مل گئی، ۱۹۲۰ء میں وہ ایک ردی اسکول میں انعام تقسیم کر رہا تھا کہ دفنہ کسی خفیہ جگہ سے اس پر پستول چلا گیا، اور وہ زمین پر گر کر بھرا اٹھ نہ سکا، اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کا سکرٹری چن شوزن خود گورنر بن بیٹھا، مافوئین کے قتل میں اس کا ہاتھ تھا، اس لئے چینی ترکستان کے مسلمان اس سے بیزار تھے،

عام مسلمانوں کے اس سے خفا ہونے کا ایک اور سبب تھا، وہ یہ کہ چن شوزن نے چینی ترکستان کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کے مفاد کو بالکل کر ناشروع کیا، سب سے پہلے اس نے ایک "عظیم عمومی کمی مخالف پالیسی" نافذ کی جس سے عوام کو ناقابل اور جاہل رکھنا مقصود تھا،

۱۹۱۲ء میں جبکہ مالین ای (Maokin yee) جو صوبہ ہونان (Hunan) کا ایک مسلمان ہے، صوبہ کانسو کا وزیر تعلیم مقرر ہوا، تو اس نے حتی الامکان اس کی کوشش کی کہ وہاں کے تعلیمی حالات کو درست کرے، چنانچہ اس نے ماآن لانگ کو جو کانسو کا ایک عالی خانہ اور بااثر مسلمان تھا، اپنے محکمہ میں بلایا، تاکہ تعلیمی اصلاح میں اس کی مدد کرے، ماآن لانگ اس کے ماتحت ایک دینی تعلیمی کمنشن کی حیثیت سے رہا، اس نے مختلف مقامات میں نئے مدارس کھلوائے، اور جدید تعلیم اور دینی تعلیم ایک ساتھ جاری کی، تھوڑی سی مدت میں کثرت سے روٹیل مسلم نوجوان مدرسوں سے نکلے، اور عام مسلمان تعلیم کی دولت سے مالا مال ہو گئے، مالین ای نے کانسو میں تعلیمی پالیسی کے ذریعے سے ان نفرت انگیز اور برے جذبات کو ایک حد تک دور کیا جو اس زمانے کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں موجود تھے، اور جس کی بنیاد جزلی ٹسوجو یاہنگ

نے ڈالی تھی، جب وہ ۱۹۴۳ء میں یعقوب بیگ کی بغاوت کے استیصال کے لئے اپنا لشکر لے کر کانسو سے گذرا تھا، مایلین اسی کی خدمت کی یاد اب تک کانسو کے مسلمانوں کے دلوں میں تازہ ہے، کانسو کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں جو ہم آہنگی اور باہمی خوشگوار تعلقات پائے جاتے ہیں، وہ اس تعلیمی پالیسی کا ثمرہ ہے،

اس کے بالکل برعکس چن شوزن نے اس دن سے جس میں اس نے سنکیانگ کی صوبائی حکومت کی باگ ہاتھ میں لی، تعلیم عمومی کی مخالفت پالیسی جاری کی، اس پالیسی کا مقصد وہاں کے باشندوں کو چھالت اور ناخواندگی کی حالت میں رکھنا تھا، تاکہ کوئی شخص امور سیاست میں حصہ نہ لے، اور وہ برابر وہاں گورنری کرتا رہے، اس نے اس غرض کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا، سنکیانگ میں اخباروں کا داخلہ اور بچوں کا اسکول جانا بند تھا، نہ صرف جدید تعلیمی ادارات کا کھولنا روک دیا گیا بلکہ پرانے مدرسے بھی بند کر دیئے پڑے، چینی اسکول اور دینی مدارس دونوں کا حشر ایک ہی ہوا، ان کے دروازوں پر قفل پڑ گئے اور استاد و طالب علم منتشر کر دیئے گئے، حکومت نائیکنگ ان باتوں سے واقف نہ تھی، لیکن ادھر دو سال سے متواتر جاپان کے ساتھ جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اسکوا ایک لمحے کی فرصت بھی نہ ملی کہ سنکیانگ کے امور انتظامی کی طرف متوجہ ہو، یہ صوبہ دوری کی وجہ سے بالکل چن شوزن کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا تھا، جس نے مسلمانوں کے مفاد کو اس طرح پامال کیا،

مسلمانوں کے دلوں میں نفرت اور بیزاری کی چنگاریاں پہلے سے موجود تھیں، ان کے مشتعل ہونے کیلئے صرف ہوا کا انتظار تھا، قدرت نے اس کا سامان کر دیا، حامی میں مسلم لیگ کی جانشینی کے مسئلہ نے سنکیانگ میں آگ لگا دی، چن شوزن کے ظلم سے مسلمانوں کا غصہ بھڑک اٹھا، اور انھوں نے استبداد کے خرمین کو جلا کر خاک کر دیا،

اصلی سبب :- موجودہ چینی ترکستان کی شورش کا اصلی سبب یہ تھا کہ چن شوزن نے حامی کے مسلمانوں کی جائیداد کے ضبط کرنے کا حکم دیدیا تھا، حامی مشرقی سنکیانگ کا ایک اہم شہر ہے، جنرل ٹسوچونگ ٹانگ نے جبکہ اسکو فتح کر لیا، تو اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا، جو جاگیر داری سے بالکل مشابہ تھا، مختلف مقام میں مسلم دانگ (سردار) مقرر رکھے، کل صوبے میں مسلمانوں کے آٹھ دانگ تھے جو اپنے اپنے مقام پر حکمران تھے، لیکن وہ گورنر روچی کے ماتحت رہتے تھے،

(۱) انقلاب چین کے بعد یہ جاگیر داری نظام سنکیانگ میں برقرار رہا، مسلم دانگ اپنی جاگیر کے معاملات میں بالکل خود مختار تھے، رعایا کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد قدرتی طور پر نتیجہ یہ ہوتا تھا، کہ ان کا اثر زیادہ وسیع ہو جاتا تھا، اور حیثیت اور بڑھتی جاتی تھی، دانگ کا عہد بڑھتی ہو کر جاتا تھا، حامی کی جاگیر اس زمانہ میں شامہ مقصود کو ملی، مگر وہ اپنے اسلاف جیسا نہ تھا، اور سنگدلی اسکی خاص صفت تھی، جس کی وجہ سے لوگ اس سے ناراض تھے، اور بد دعائیں دیا کرتے تھے، آخر خدا خدا کر کے یہ شخص مابیح ۱۹۳۷ء میں انتقال کر گیا، اب جانشینی کا سوال پیش آیا، قاعدے کے مطابق اس کے لڑکے شاکر کو دانگ کا عہد ملنا چاہئے تھا، لیکن اسکی شخصیت اور اس کا اخلاق بھی اپنے باپ سے بہتر نہ تھا اور مسلمان اسکو اپنا دانگ بنانا نہیں چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے ایک وفد گورنر سنکیانگ کے پاس جو روچی میں مقیم تھا، روانہ کیا، اور اس سے یہ درخواست کی کہ دانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے، گورنر عرصہ سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ چینی ترکستان میں جو جاگیر داری نظام تھا، اسکو بالکل توڑ دیا جائے، لیکن اسکو کوئی بہانہ نہیں ملتا تھا، اب اسکو ایک اچھا موقع مل گیا، ایک طرف اس نے مسلمانوں سے وعدہ کر لیا کہ دانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے گا، اور دوسری طرف اس نے شاکر کو مسیح اسکے مشیر ملیدوز روچی میں بلایا، اور عام مسلمانوں کی شکایات اس کے سامنے رکھ دیں، شاکر اس وقت گورنر کے قابو میں تھا، اسکو

گورز کی باتیں ماننے کے اسکو کوئی چارہ نہ تھا، چنانچہ گورز چن شوزن نے اس کو "مشیر علی" کا خطاب دیکر اروپائی مین رو کے رکھا، اور ملیدون کے ساتھ ایک خاص آدمی بمبکر حامی کی مسلم جاگیر کو توڑ کر تین ضلعوں میں تقسیم کر دیا،

بہت ممکن تھا کہ مسلمان اس نقصان کو برداشت کر لیتے، اگرچہ شوزن لگان کی بابت چینوں کی رعایت نہ کرتا، بات یہ ہوئی کہ مسلم جاگیر اگرچہ شاکر کے ہاتھ سے چین کی گئی تھی، لیکن وہ زمین جس کی مسلمان کاشت کرتے تھے، مسلمانوں کو واپس کر دی گئی، اور وہ زمین جو پہلے بیکار پڑی تھی، وہ چینی مہاجرین کو دی گئی جو کانسو سے آئے تھے، جن مسلمانوں کو کاشت کیلئے زمین واپس ملی، ان سے کہا گیا کہ ۱۹۲۹ء کا لگان ادا کریں، لیکن غیر مسلموں کو جو غیر مزدور و عزمین ملی، ان کو دو سال کا لگان معاف کر دیا گیا، چن شوزن نے غیر مسلموں کے ساتھ یہ رعایت اسلئے کی کہ وہ اس کے ہم وطن ہیں، چن شوزن کی اس طرفداری سے مسلمانوں کا غصہ اور تیز ہو گیا، شاکر نے اس وقت یہ محسوس کیا کہ جاگیر کے چمن جانے کے بعد اس کا اثر اور اقتدار بہت کم ہو گیا، اس نے فیصلہ کیا کہ اسکو دوبارہ حاصل کیا جائے، یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں میں جب کبھی اسکو موقع ملا، ایچی ٹیشن پھیلانے کی کوشش کی، اور دوسری طرف ما چونگ این (Ma Chong Yin) کو جو کانسو میں مقیم تھا، دعوت دی، ما چونگ این نے لبیک کہا، اور ۲۴ فروری ۱۹۳۱ء کو واقعہ شوپو کی وجہ سے شروع کیا،

شوپو ایک چھوٹا سا شہر ہے جو حامی کے مشرق میں واقع ہے، وہاں چینی پولیس کی چوکی ہے، پولیس کے افسر نے ایک مسلم شیزہ سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا، اور بعد میں زن و شوہر کے طور پر رہنے لگے، یہ فعل احکام شرعی کے خلاف تھا، مسلمانوں کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک مسلمہ ایک غیر مسلم کے گھر میں رہے، چنانچہ وہ اسٹھ، اور پولیس کی چوکی پر حملہ کیا، اس اثنا میں قرب و جوار کے

دو دنوں دیہاتوں کے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے، تمام پولیس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اپنے دیہاتوں کے چینیوں کو جو پانچ چھ سو کے قریب تھے، گرفتار کر لیا، اور ان کو زمین کے اندر گاڑ کر ان کے سر قلم کر دیئے، یہ ان کا انتقام تھا، اس کے بعد سے شورش بہت سے مقامات میں پھیل گئی، مسلمانوں کو جب سامان حرب ملا تو خوب تیاری کر کے شہر حامی پر حملہ آور ہوئے، جب یہ خبر گورنر چن شوزن کے کان میں پہنچی، تو اس نے فوجی قوت سے اس شورش کو دبانے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے ایک سپہ سالار ”چوفون لو“ نامی کو فوج دیکر بھیجا، مسلمانوں پر خوف اور شدت طاری ہو گئی، اور وہ اپنے افعال پر نادم ہوئے، اور چن شوزن سے معافی چاہی، لیکن اس نے بات سننے سے انکار کیا، مسلمان مجبور ہو کر ادھر ادھر کے پہاڑوں میں بھاگ گئے، اور مجمع ہو کر اپنی تحریک کو ترقی دینے کا ارادہ کیا،

ماچونگ این کا داخلہ چینی ترکستان میں :- مسلمان سرکاری فوج کے حملہ سے بچنے کے لئے تو پہاڑوں میں چھپ گئے، لیکن انھوں نے اپنا قاصد ماچونگ این کے پاس روانہ کیا، اور اس سے مدد مانگی، ماچونگ این نے اپنی فوج کو چینی ترکستان کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، لیکن مقام شناسی میں باپو فانگ سے شکست کھائی، اور اسکو واپس لوٹنا پڑا، مگر ۱۹۳۱ء کو مسلمانوں کی دعوت پر وہ پھر ترکستان میں داخل ہوا، اور پانی، حامی، اور چچی کو چن، مختلف مقامات میں صوبائی فوجوں سے سخت تصادم ہوا، یہ جنگ تقریباً ایک سال تک جاری رہی، آخر ماچونگ این نے خفیہ سازمں کھایا، اور جنگ منسوی ہو گئی، ماچونگ این کے واپس آنے پر مشرقی چینی ترکستان کے مسلمان پھر ادھر ادھر کے پہاڑوں میں جا چھپے، اور چند مہینے تک ہن سکون رہا،

۱۔ باپو فانگ شرمین صوبائی فوج میں تھا، بعد میں ماچونگ این کے ساتھ اتحاد کر لیا،

جولائی ۱۹۳۲ء میں یو جاتی حکومت نے ایک نامعلوم وجہ سے تمام پہاڑوں میں مسلمانوں کی جستجو کی سب سے مسلمان گرفتار ہوئے مسلمانوں نے وعدہ کر لیا کہ تین روز کے اندر کیا رہے سو بند و قین لا کر حاضر کرینگے اور اطاعت قبول کر لیں گے، لیکن دوسری طرف انھوں نے پھر مایونگ این سے مدد مانگی، جس دن مسلمانوں کو اپنے ہتھیار حاضر کرنے تھے، وہ ادھر ادھر بھاگ گئے، اور صوبائی فوج منہ دکھتی رہ گئی، اس شان میں مایونگ این نے ایک دستہ فوج جو چار ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا، جنرل مایونگ سانگ کی زیر قیادت چینی ترکستان کو روانہ کیا، غیر مسلم چینی اخبارات کا بیان ہے کہ مایونگ این نے اپنی فوج کو روانہ کرنے سے قبل پڑوسی مسلمان جنرل کا اتحاد حاصل کر لیا تھا،

اب مایونگ این نے وسیع پیمانے پر چینی ترکستان پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا، شروع میں اس نے وہ خطرہ محسوس کیا، جو اردوچی کے چینی گورنری کی طرف سے آنے والا تھا کیونکہ چینی گورنر ضرور پوری قوت کے ساتھ اسکی فوجی حرکت روکنے کی کوشش کریگا، اس خطرہ کو دہن میں رکھ کر اس نے خواجہ نیازا و عثمان علی کو جو طرفان کے دو بڑے مسلم رئیس ہیں، اپنے مرکز شوچاؤ میں بلایا، اور ان کو ہدایت کی کہ جنوبی چینی ترکستان میں جا کر مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں بدافہمی پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ گورنر اردوچی کو جنوب میں مشغول رکھے، چنانچہ اس سال (۱۹۳۳ء) کے مارچ میں جنوبی ترکستان کے ہر گوشہ میں شعلہ بھڑک اٹھا، اور مایونگ این نے فوراً اپنے بھائی مایونگ بچے کو ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو مسواروں کا ایک مضبوط دستہ دیکر حامی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود وہ اپنی فوج لے ہوئے، دہری کو چینی ترکستان میں داخل ہوا، روانہ ہونے سے قبل یونانگ کو جو ان کے خاندان میں سے ہے، شوچاؤ کی حفاظت کیلئے مقرر کر دیا،

مسلمانوں میں اختلاف کا آغاز، صوبائی حکومت نے جب دیکھا کہ معاملہ بڑھ رہا ہے تو صلح کی کوشش کی، آخر یہ طے ہوا کہ صوبائی حکومت دو سو من گیون اور چالیس ہزار ٹن دہلی ایک

وزن ہے، جو ایک چھٹانک کے برابر ہے، چاندی مسلمانوں کے حوالے کرے، اور مسلمان ۱۰۰ عدد  
 بندوقین حکومت کے سپرد کر دیں، حکومت نے حسب وعدہ گھوڑوں اور چاندی خواہم نیاز کے حوالے  
 کر دی تاکہ وہ اپنی فوجوں میں تقسیم کرے، لیکن اس نے تمام انعام صرف اپنی فوجوں میں تقسیم کر دیا  
 اور اس کا ایک مسلم جنرل ابن یحییٰ نامی تھا، اس کی فوجوں کو کچھ نہیں دیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں نزاع  
 پیدا ہو گئی، اور خواہم نیاز اور ابن یحییٰ نے ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھائے، جو بجائی حکومت  
 نے جب دیکھا کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں، تو اس نے پہلے ابن یحییٰ کا استیصال کرنا چاہا، تاکہ  
 مسلم قوتوں کا ایک بازو کاٹ ڈالے، حالات نے مسلمان متحاصمین کو پھر اتحاد کرنے پر مجبور کر دیا  
 اور سب نے مل کر جو بجائی حکومت کا مقابلہ کیا، اور باجوہنگ این کے ماتحت سپہ سالار ماجاند  
 سانگ کو اپنے ساتھ ملا لیا، وہ شہر شان شان کی طرف بڑے جو طرفان کے مشرق میں واقع ہو،  
 جب حکومت کو خبر ملی، تو اس نے ایک دستہ فوج جو برکول (BARKUL) میں مقیم  
 تھا، جنرل یون کے ماتحت روانہ کیا، لیکن یون کے برکول روانہ ہوتے ہی مسلم عوام اٹھے اور  
 چینیوں کو قتل کرنا شروع کیے، شان شان اسوقت مسلمانوں کے ماتحت آگیا تھا، اس شہر  
 میں جو غیر مسلمان تھے، جھم میں پہنچا دیئے گئے، جنرل یون کو معلوم ہوا کہ بہت سے چینی ہمارے  
 گئے تو جہان وہ پہنچتا تھا، وہاں کے مسلمانوں کو اس طریقہ سے قتل کرنا شروع کیا، جس طرح مسلمانوں  
 نے چینیوں کو قتل کیا تھا جو مسلمان بھاگ سکتے تھے، انھوں نے بھاگ کر طرفان میں پناہ لی،  
 شان شان میں جنرل یون مسلم سپہ سالار ماجاند سانگ کے ہاتھ سے شکست کھا کر طرفان کی طرف  
 ہٹا، اس نے خیال کیا کہ وہ امن کی جگہ تھی، لیکن وہاں اسکی موت کا سامان ہو رہا تھا،  
 طرفان میں ایک تنگان مسلم جنرل تھا، اس نے عام مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر جنرل یون  
 کے راستہ میں جال بچھا دیا، جال میں پھنکر اس کا خاتمہ ہو گیا، اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اپنے سردار

کے ساتھ تباہ ہوئی، بازاروں میں کثرت قتل کی وجہ سے طرفان میں قیامت صغریٰ برپا ہوئی، اب اس واقعہ کو واقعہ طرفان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،

اردوچی میں سازش :- ادھر طرفان محشر تان بن رہا تھا، ادھر گورنر چن شوزن کو ان واقعات کی اطلاع ملی، تو اس نے فوج کے دودستے اور بھیجے، ایک اردوچی کی طرف سے اپنے بھائی کی زیر قیادت، اور دوسرا حامی کی طرف سے بھائی ہالو کی زیر قیادت تھا، دودن رات کی خوبی جنگ کے بعد چینیوں نے پھر طرفان پر قبضہ کر لیا، اور مسلم فوج تیان شیان یعنی جی لیا جو رکر کے شمالی ترکستان کے داپن اور ہونو تزی بھیجی، جو اردوچی سے کوئی پہل کے فاصلہ پر انھوں نے ان کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لاکر ہوائی اسٹیشن کا محاصرہ کیا، اور دو ہوائی جہازوں کو بھی اندر آتش کر ڈالا،

اردوچی کے مشرق میں یہ موجود تھا کہ مغرب سے شورش برپا ہونے کی خبر آئی، اور چینی ترکستان اس طرح دارالافتہ بن گیا، مسلمانوں نے مل کر اردوچی کا تین روز تک محاصرہ کیا، لیکن وہ اس کو فتح نہیں کر سکے، عین محاصرہ کے وقت اردوچی میں چینیوں کے اندر ایک سازش رونما ہوئی، وہ یہ کہ کسی نامور چینیوں نے موقع پا کر گورنر چن شوزن کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا، تاکہ وہ اپنا اقتدار وہاں جہاں میں، چنانچہ بہت سے اہم دفاتر پر قابض ہونے کے بعد انھوں نے اپنی فوج لیکر گورنر کو پرورش کی، چن شوزن بال بال بچ گیا، وہاں سے بھاگ کر روس ہوتا ہوا چین میں سلامتی سے پہنچا، اس کے فرار ہونے کے بعد اردوچی میں چینی قائدوں نے "عماری طور" پر حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی، وزیر تعلیم لیو فن لون (LUI WEN LUN) کو گورنر بنادیا گیا

اور زن شی ہے (ZIN SHEE CHAI) کو پولیس کمشنر، اور چن شون چن،

(JIN SHON CHEN) کو فوجی کمانڈر، حکومت جدید قائم ہونے کے بعد چونگ این کا باقاعدہ مقابلہ کیا گیا، اور کچار میں اس کو شکست دی گئی، لیکن وہ بہت ہارنے والا نہیں تھا



اس نے ماجاند سانگ کو کاشغر کی طرف روانہ کیا، اور دہان کے مسلم رؤسا کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی،

**حوادث کاشغر:**۔ کاشغر پر مسلمانوں کا قبضہ مئی ۱۹۳۳ء کے شروع میں اس طرح ہوا کہ شمالی ارومچی میں جو قرغز چینی حکام کے خلاف اٹھے تھے، وہاں سے شکست کھا کر دیا ارٹوش کو پناہ کے علاقہ کاشغر کی طرف توجہ کی، ۲۰ مئی کو انھوں نے پرانے شہر پر حملہ کیا، اور معمولی سے مقابلہ کے بعد وہ ٹوشک دروازے سے اندر داخل ہو گئے، اور شہر پر قابض ہو گئے، پہلے تو لوٹ مار کو منع کر دیا گیا، لیکن دوسرے دن ستو سے زیادہ چینی مارے گئے، اور ان کا مال لوٹ لیا گیا، اسی روز دوپہر کو تیمور کے ماتحت تین سو ترک آئے اور قرغزیوں نے انکو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی کاشغر کا ٹوین (TUAYIN) یعنی مقامی حاکم نے جو اپنے دفتر میں مقید تھا، مسلمانوں کے شرائط قبول نہیں کئے، چینیوں کی بڑی تعداد نے جو شہر میں محصور تھی، آقسو سے آئے ہوئے دونغانیوں کی (۳۰ مئی) اطاعت قبول کر لی کیونکہ پسند نہیں کرتے تھے، کہ قرغز ان پر قابض ہو جائیں، دونغان جو آئے تھے، انھوں نے کاشغر (جدید) میں اثر جانے کی کوشش کی، اور اسکو علاقہ کاشغریہ میں اپنا سیاسی مرکز بنایا،

۲۰ مئی کو طوفان بے تمیزی کا آغاز ہوا، چار ممتاز چینی جو قید زندان میں تھے، قتل کر دیے گئے، اور اس کے بعد مسلم سردار روپیہ کے جمع کرنے میں باہم لڑنے لگے، اس انتشار میں دونغانی قائد ماجاند سانگ نے ترکی سردار تیمور کو گرفتار کر لیا، قرغزوں نے جو عثمان علی کے ماتحت ہیں، جنگی مظاہرہ کر کے تیمور کو چھڑایا، اور دوسرے دن قرغز اور ترک رہنما کر دونغانیوں پر حملہ کیا، جن میں سے کچھ قتل ہوئے کچھ گرفتار ہوئے، لیکن ماجاند سانگ اپنی جگہ پر جا رہا،

۱۹ مئی کو مسلم سرداروں کے درمیان ایک عارضی صلح نامہ طے ہوا، اور سب اس پر متفق ہوئے کہ بالفعل چینیوں اور دوننانیوں پر حملہ کرنا روک دیا جائے، اس صلح نامہ کے روستے آتسو کے ترکی سردار تیمور نے مقامی کمانڈر انچیف کا چارج لیا، قرغیزی سردار عثمان علی جبریل ہو گیا اور دوننانی سردار ماجانڈساہگ ترکی تیمور کی فوجوں کی اکثریت کے ساتھ کاشغر جدید میں رہ گیا، ماجانڈساہگ نے سوچن شو دھینی (کو اپنے جبریل اسٹاف کارٹس مقرر کیا، اور یون (مقامی حاکم) کے فرائض کو انجام دینے کے لئے اس نے یونس بیگ کو شریک کر لیا،

اس وقت عثمان علی اور تیمور ترک دونوں کاشغر قدیم میں رہیں، اور یار قند میں جناب بیگ اور ختن میں عبداللہ،

اس صلح نامہ کے بعد بھی علاقہ کاشغریہ میں زیادہ دیر تک سکون نہ رہا، کیونکہ دو مہینہ بھی نہیں گزرے کہ خود ترکوں میں اختلاف ہو گیا، اور ایک نے دوسرے کے خلاف سازش کی، واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے، کہ جناب بیگ جو یار قند میں تھا تیمور کی مخالفت شروع کی، اور تیمور نے عثمان علی کو اپنے ساتھ ملا کر جناب بیگ پر چڑھائی کی، اس کی فوج کو شکست دیکر جناب بیگ گرفتار کر لیا گیا، اور اسکی باقی فوج منتشر کر دی گئی، اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ جو ختنی فوجوں کا سردار تھا، جناب بیگ کی حمایت میں اٹھا، اور یار قند کے قریب ترکی اور ختنی فوجوں میں خوب جنگ ہوئی، ترک چاہتے تھے کہ یار قند کو اپنے قبضہ میں کر لیں، اور ختنی چاہتے تھے کہ وہاں کے مالک بن جائیں، لیکن آخر عبداللہ نے شکست کھائی، خود بھی تیمور کے ہاتھ سے گرفتار ہوا، اور اس کی تمام قوت ٹوٹ گئی، علاقہ کاشغریہ میں اپنا اقتدار جانے کے لئے تیمور نے دو دشمنوں کو اپنی راہ سے ہٹالیا، باقی رہے عثمان علی اور ماجانڈساہگ، جناب بیگ اور عبداللہ کی گرفتاری کے بعد تیمور نے اہم مزید فوج یار قند کی طرف روانہ کی،

لیکن قتل کے اور امر ارجو تھے اس کے ساتھ ایسا سخت مقابلہ کیا کہ تیمور کو وہاں اپنا اثر  
جمانے نہ دیا،

اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ خواجہ نیاز نے اردو چچی کے چینی حکام کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی  
کہ حامی سے لیکر کاشغر تک اس کے حوالہ کر دیں، اس وقت یہ علاقہ دونوں فوجوں کے ہاتھ میں  
تھا، چینی حکام کو ترک اور قرغزون کا فکرتھا، ان کو صرف دونوں فوجوں سے زیادہ ڈر تھا، اس لئے  
چینی حکام نے یہ شرط قبول کر لی، اور خواجہ نیاز سے کہہ دیا کہ تم دونوں فوجوں سے لڑو، جو زمین تمہارے  
قبضہ میں آجائے، اس پر حکومت کرو، یہ سکر تیمور ناراض ہوا، اور خواجہ نیاز کی اس حرکت کی مخالفت  
کی، چنانچہ اس نے ماجند سانگ کے ساتھ جو کاشغر جدید میں تھا عارضی دوستی پیدا کر لی، لیکن اسکا  
مطلب یہ نہیں کہ تیمور ماجند سانگ کو چھوڑنے والا تھا، دونوں فوجی قائد ماجند سانگ کا کاشغر جدید  
میں جہم رہنا، اس کی ترقی کی راہ میں ایک سخت رکاوٹ تھی، جس کا ہٹانا ضروری تھا، اس عرض  
کے لئے تیمور نے عثمان علی کو آقسو سے جہان مؤخر الذکر کو غلجی فوجوں کو شکست دینے کے بعد  
بھیجا دیا تھا، کاشغر قدیم میں بلایا، اور اس کو ماجند سانگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن  
عثمان علی راضی نہیں ہوا، کیونکہ اسکو تیمور سے بھی اندیشہ تھا، اس نے اندازہ کر لیا کہ اگر دونوں  
مل کر ماجند سانگ کو شکست دیدیں تو یقیناً بعد میں تیمور اس کی خبر لیگا، چنانچہ وہ کاشغر قدیم سے  
اپنی قرغزی فوج لیکر آقسو کی طرف روانہ ہوا، تیمور کو خبر ہوئی کہ عثمان علی شہر سے نکل گیا، تو اس نے  
جتنی ترکی فوج جمع کر سکا، جمع کر کے عثمان علی کا تعاقب کیا، دونوں فوجی قائد ماجند سانگ شہر جدید  
میں بیٹھا تھا، اور موقع تلاش کر رہا تھا، تیمور کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شہر قدیم پر قبضہ کر لیا،  
اور دھرتیمور عثمان علی کو گرفتار نہ کر سکا، ادھر جب واپس آیا، تو شہر قدیم کے باہر دونوں فوجوں  
سے جنگ ہوئی، تیمور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا، یوں اس کا خاتمہ ہوا، یہ اگست ۱۳۳۳ء کا واقعہ تھا،

تیمور کے قتل ہونے کے بعد عثمان علی اور ماجاند سانگ کے درمیان جنگ شروع ہوئی، جس کا فیصلہ عرصہ تک نہیں ہو سکا، ماجاند سانگ چند روز تک شہر جدید پر قابض رہا، چونکہ وہ ایک غیر محفوظ شہر تھا، اسلئے اس نے تمام خزانہ اور اعلیٰ شہر جدید میں منتقل کر کے شہر خالی چھوڑ دیا، ایک دو روز کے بعد عثمان علی اس پر آکر قابض ہوا، اور ترکوں کے ساتھ اتحاد کر کے ماجاند سانگ پر چڑھائی کی، ایک عرصہ تک شہر جدید کا محاصرہ قائم رکھا، لیکن، رستمب کو ماجاند سانگ شہر سے نکل کر ترکوں اور قرغزون پر ٹوٹ پڑا، نہ صرف محاصرین کو شکست دی، بلکہ ان کی دوسو لاشیں میدان میں گر آئیں عثمان علی کے بھائی کا بھی خاتمہ ہوا، جنگ اب تک جاری ہے، علاقہ کا شغریہ میں کس کا اقتدار رہے گا، فیصلہ نہیں کیا جاسکتا،

**حکومت نانکینگ اور چینی ترکستان :-** اب تک ہم حوادث سنگیانگ پر بحث کرتے رہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ شورش کے متعلق حکومت نانکینگ نے کیا رویہ اختیار کیا، جہاں تک حکومت چین اور چینی مسلمانوں کا تعلق ہے، حکومت نے مسلمانوں کو سیاسی میدان میں بالکل مساوی حقوق اور مراعات دے رکھے ہیں، اور مکمل مذہبی آزادی کا نوٹا تسلیم کر لی گئی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان اپنی جمالت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے اس کے قابل نہ ہوں کہ وہ سیاسی مساوات اور مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا کر دوسروں کے ہمسر بنیں، یہ حکومت کا قصور نہیں، بلکہ خود مسلمانوں کا قصور ہے، حکومت نانکینگ چینی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ وہی سلوک کرے گی، جو اندرونی مسلمانوں کے ساتھ کرتی ہے، اس میں شک نہیں کہ معزول گورنر جن شوزن نے وہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا، لیکن فیصلہ ایسی ذات سے متعلق تھا، نہ کہ موجودہ حکومت چین کی پالیسی سے، جن شوزن نے حکومت چین کے ساتھ

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے بعد سے جو کچھ ہوا ہے، یہاں نہیں درج کیا گیا،

خدا ری کی، اس نے نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا، بلکہ اس نے خینہ طور پر حکومت روس سے ایک معاہدہ بھی کیا جس کی رو سے روسیوں کو بہت سے سیاسی اور تجارتی حقوق دیئے گئے، اور بہت سے روسیوں کو اپنی فوجوں میں بھی شامل کر لیا گیا، حکومت نائینگ کو جاپان کے ساتھ مشغول رہنے سے فرصت نہ ملی کہ چینی ترکستان کے معاملہ میں پہلے سے توجہ کرے، بہر حال امسال کی شورش کی وجہ سے اس نے سمجھ لیا کہ اس صوبہ کا معاملہ محض گورنر کی ذات پر نہیں چھوڑا جاسکتا، اور وہاں مستقل امن قائم کرنے کیلئے ایک ایسی اسکیم درکار ہے، جو حکومت چین اور مسلمانان ترکستان دونوں کے لئے مفید ہو، امسال جیکہ شورش بہت زور پر تھی، حکومت نائینگ نے ایک جلسہ خاص طلب کیا، جس میں یہ طے کیا کہ ایک تحقیقاتی کمیشن روانہ کیا جائے، جو پہلے شورش کے اصلی اسباب معلوم کرے، اور مقامی مسلمانوں سے دریافت کرے کہ انکو حکومت سنکیانگ سے کیا شکایت ہے، ان کا سدباب کیا جائیگا، دوسری بات یہ طے ہوئی، کہ چن شوزن نے جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی، اسکو منسوخ کر دیا جائے، اور سفید روسی جنگو چن شوزن نے اپنی فوجوں میں داخل کیا تھا کال یجے، اور ان کے بجائے ویسی باشندے رکھے جائیں،

اس جلسہ کے فیصلہ کے مطابق حکومت نائینگ نے وانگ موسونگ (WANG MOSUNG) کو کمشنر مقرر کر کے روانہ کیا، اور اس کو مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی (۱) کمشنر کو چاہئے کہ ذاتی طور پر سلم شہر اور قصبہ میں جائے، وہاں کے حالات تحقیق کرے، انکو سے دریافت کرے، کہ ان کو کیا شکایت ہے، ان کو سمجھائے بچھائے، ان کا اعتماد اور ہمدردی حاصل کرے اور حکومت نائینگ کی طرف سے ہمدردی کا پیغام انکو پہنچا دے،

(۲) یہ کہ کانسو اور سنکیانگ کے درمیان آمد و رفت کے لئے حتی الامکان سہولتیں پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور تعلیم عمومی کی مخالف پالیسی کو جسے عرصہ سے وہاں کے گورنر نے اختیار

کر رکھی تھی منسوخ کر دے،

(۳) مقامی حکومت کے نظم و نسق کو درست کرنے کی کوشش کی جائے، اور بجاری اور ناقابل برداشت محصول اور لگان منسوخ کر دیا جائے،

(۴) حامی، ٹاپن، اردچی، اور کاشنفر میں خبر رسانی کی آسانی کے لئے لاسکی قائم کی جائے،

(۵) سفید روسی فوج سے نکال دیئے جائیں، اور ان کی جگہ دیسی باشندے داخل کئے جائیں،

(۶) مسلمانوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے نمائندے ٹیکنگ مین معین، اور وہاں "دفتر امور مسلمانان سنگیانگ" قائم کر کے مرکزی حکومت کیساتھ مسلم مسائل میں مشورہ کریں،

(۷) سنگیانگ کی صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ مسلم طلبہ کو مالی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں، تاکہ وہ اندرون چین کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے شریک ہو سکیں،

(۸) چینی مسلمانوں کے عموماً اور سنگیانگ مسلمانوں کے لئے خصوصاً خاص نصاب تیار کر لیا جائے جو چین کی قومی روایت اور مسلمانوں کی مذہبی روایت پر مبنی ہو،

مندرجہ بالا ہدایات کو مد نظر رکھتے ہوئے، اگر ہم یہ کہیں کہ حکومت چین مسلمانوں کی غرضوں

۱۔ نصارتہ الاملا (دیکھئے) کے عددہ اجلہ (۳۳ء) میں لکھا ہے کہ اندرونی چین کے مسلمانوں نے چینی ترکستان کی موجودہ نازک حالت کو دیکھ کر حکومت کے ساتھ مسلمانوں کے باہمی تعلقات رکھنے کے لئے حکومت ٹیکنگ سے درخواست کی کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی جائے، انکی درخواست منظور ہوئی، اور ۱۳۱۰ء کی ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی "بنائی گئی جن میں دس بڑے اور با اثر مسلمان، اور تین غیر مسلمان شامل ہیں، نصاب اب زیر غور ہے،

نہیں ہے، اور نہ اذن کے حالات درست کرنا چاہتی ہے، تو ہم نہیں سمجھ سکتے، کہ خیر خواہی کا اظہار کن ذریعوں سے ہونا چاہئے، اور اصلاحی اسکیم کا نفاذ کن طریقوں سے ہونا چاہئے، میری نظر میں اوپر کے بیانات میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو مسلمانوں کے مفاد کے منافی ہو، سفید رویوں کو فوج سے نکالنا اور دیسی باشندوں کو رکھا جانا، وہ ان کے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امتیاز ہے کہ خطرہ کے وقت وہ ہر طرح سے اپنے مفاد کی حفاظت کر سکتے ہیں، تعلیم عمومی کی مخالفت پالیسی کے منسوخ کرنے اور کثرت سے مسلمان طلبہ اندرون چین کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل ہونے سے نہ صرف وہ جہالت اور جمود جو ایک عرصہ سے باشندگان سنکیانگ پر طاری تھا دور ہو سکتا ہے، بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات بھی جو تعصب اور غلط فہمی کی وجہ سے منقطع ہو چکے تھے، جوڑے جاسکتے ہیں، ناکننگ بین، دفتر امور مسلمانان سنکیانگ، کے قائم کرنے سے مسلمانوں اور حکومت چین کے سیاسی تعلقات جو معزول گورنر چن شوزن کی نا اہلی اور بد عملی سے بگڑے ہوئے تھے، پھر درست ہو سکتے ہیں، اور مسلمانوں کے لئے خاص تعلیمی نصاب کے جاری کرنے سے نہ صرف وہ اپنی روایات محفوظ کر سکتے ہیں، بلکہ غیر مسلمانوں کو تعلیم اسلام کی طرف بھی مائل کر سکتے ہیں، میرے خیال میں وہ دن دور نہیں جبکہ اکثر چینی اسلامی تہذیب اختیار کر لیں گے، اور اسلامی اصول سے اپنی حکومت چلائیں گے، کیونکہ اسکی علامت ہر جگہ اور ہر طبقہ اور ہر تحریک میں نظر آتی ہے،

# سترہواں باب

## مسلمانانِ چین

محدود ذرائع اور نامکمل معلومات نے مجھے مزید لکھنے کی اجازت نہیں دی تاہم چینی مسلمانوں کے عام حالات واضح کرنے کے لئے اور چند سطریں یہاں اضافہ کیجاتی ہیں جنہیں مندرجہ ذیل عنوان سے بحث کی جائیگی،

(۱) چینی مسلمانوں کا پیشہ، (۲) ان کے مذہبی رسوم، (۳) ان کی آبادی اور مساجد،

## چینی مسلمانوں کا پیشہ

پیشہ کے اعتبار سے مسلمانانِ چین پانچ طبقوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں (۱) سپاہی (۲) ہجرت زرعی طبقہ (۳) مزدور (۴) سرکاری ملازم، جہاں تک میراث و علم ہے چینی مسلمان اپنی آبادی کے اعتبار سے پندرہ فیصدی سپاہی ہیں، تیس فیصدی تاجر، دس فیصدی مزدور، چالیس فیصدی کاشت کار، اور پانچ فیصدی سرکاری ملازم،

یہ کہنا نہایت مشکل ہے کہ کون سے صوبہ میں مسلم فروج کتنی ہے، مگر یہ یقینی ہے کہ کوئی

بڑے زرعی طبقہ میں کسان اور زمیندار دونوں شامل ہیں،



رجسٹر مسلمانوں سے خالی نہیں، اگرچہ وہ غیر مسلم قائد کے ماتحت کیون نہ ہو، اور اس میں شک نہیں کہ شمالی اور مغربی چین میں مسلم افسروں کے زیادہ ہونے سے مسلم سپاہیوں کی تعداد بھی زیادہ ہو، خصوصاً صوبہ کانسو اور نینگ میا میں، شمالی و مغربی چین کے علاوہ صوبہ یون نان کی فوجوں میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی پائی جاتی ہے، اور صوبہ کوانگ سی میں مسلم کمانڈر یہ چھوٹے ہیں، (PAHCHHUNGHSI) کو اپنے صوبہ میں کافی اقتدار حاصل ہے، اس کے نقل و حرکت سے حکومت نانکنگ کو بے چینی رہتی ہے، وجہ یہ ہے کہ حکومت نانکنگ کا انصرف وسط چین اور دریائے یانگ کے علاقوں پر ہے، شمال یا جنوب کے انتہائی حصوں میں اس کا زیادہ زور نہیں، وقتاً اس کے شاہدین کہ چین کے صوبائی حاکم اکثر خود مختار ہوتے ہیں، اور مرکزی حکومت سو اسے مالیات اور امور خارجہ کے اون کے کام میں کچھ مداخلت نہیں کرتی، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک صوبہ کا حاکم یا فوجی کمانڈر اپنے ہمسایہ کے خلاف ہتھیار اٹھا لیتا ہو، یہ چھوٹے ہیں، کمانڈر عرصہ سے جنوب چین میں قائم ہے، وہ ایک طرف صوبہ کوانگ ٹانگ کے گورنر سے ملتا ہے، اور دوسری طرف حکومت نانکنگ سے، گورنر کوانگ ٹانگ چند باتوں کی بنا پر نانکنگ سے ناراض ہے، چونکہ چین کا ایک عام دشمن یعنی جاپان اس وقت اپنے غضب کے دانت دکھا رہا ہے، اس لئے یہ لوگ خاموش ہیں، ورنہ اس وقت کینٹن کی طرف سے خانہ جنگی کی آواز سنائی دی ہوئی، یہ قیاس سے بعید نہیں کہ گورنر کوانگ ٹانگ کسی نہ کسی وقت مرکزی حکومت کے ساتھ برسرِ پیکار ہوگا، ایسے موقع پر دیکھنا یہ ہے کہ یہ چھوٹے ہیں، کسی کے طرفدار ہوتے ہیں، کسی ایک طرف کی کامیابی کا انحصار اس مسلم کمانڈر کے فیصلہ ہی پر ہے،

باقی رہے شمال مغرب چین کے مسلم افسران تو وہ حکومت نانکنگ کے خیر خواہ اور معاون ہیں، ان سے حکومت کو کسی قسم کے مناقشہ کا اندیشہ نہیں ہے، مگر اس بات کا خطرہ

ضرور ہے کہ ان میں اور غیر مسلم افسروں میں کسی نہ کسی وقت شدید اختلاف ہوگا، کیونکہ وہ ان کے غیر مسلم افسر مسلمانوں کو نہایت حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کی قوت توڑنے کیلئے ہر وقت تدبیریں سوچتے رہتے ہیں، مسلمان حکومت نانکنگ کے محاط کیوجہ سے کسی قسم کی سخت کارروائی اختیار نہیں کرتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ چین کی آزادی اور ان کی متحدہ قوت اور متحدہ عمل سے ہے، سیاسی معاملہ میں مسلمانان چین کا واحد خطر عمل یہ ہے کہ مرکزی حکومت کیساتھ تعاون کریں، اس سے نہ صرف حکومت نانکنگ کو تقویت ہوتی ہے، بلکہ خود ان کی پوزیشن کا استحکام بھی اس پر منحصر ہے، یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ ان کی فوج کافی ہے، انھوں نے کہیں اپنی سیادت قائم کرنے کی کوشش نہیں کی،

چینی مسلمانوں کے مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہونے سے ان کے پیشے بھی مختلف ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ چین کے انتہائی جنوب سے لیکر انتہائی شمال تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہے، جو محکم آبادی سے خالی ہو، ان کے ذرائع معاش میں پہلے گری اور سرکاری ملازمت کے علاوہ تجارت، زراعت اور مزدوری بھی شامل ہے، ان کے تجارتی سامان کھال، پتھر، چمڑے، ریشم، چائے، ظروف و سفال، دوائیں، قالین، جانور، اور دیگر ضروریات ہیں، کھال اور پوستین کی تجارت، کانسو، شانشی، شینسی، ہانان اور ہاپیہ کے مسلمان اور تبار چمڑے کی تجارت ہونان، کیانگ سو، اور سی چوان کے مسلمان زیادہ کرتے ہیں، ریشم کیانگ سو اور ہوپہ کے مسلمان، چائے یونان، کیانگ سو اور ہاپیہ کے مسلمان، ظروف و سفال کیانگ سو اور ہوپہ کے مسلمان، دوائیں یونان سی چوان اور کانسو کے مسلمان، قالین، پکین، ہانگ، شینگھائی اور لانگ چاو کے مسلمان، اور جانوروں کی تجارت کانسو، ہانان، اور شانگ ڈانگ کے مسلمان کرتے ہیں،

طبعی حیثیت سے وادی یا لنگ ٹرن کے علاقے، اور دریائے زرد (ہوانگ ہو) کے ارد گرد کی زمین زرخیز ہے، جو لوگ ان علاقوں میں رہتے ہیں، عموماً مذاعت کو اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں، اس بنا پر، ہانان، ہاپے، کیا لنگ سو، شانگ ٹانگ، آن ہوئی کے مسلمان زیادہ تر زراعت کرتے ہیں، مزدوری پیشہ لوگ بڑے بڑے شہروں میں زیادہ ہوتے ہیں، مثلاً شنکھائی، ہان کاو، کنٹین، اور تیان سن وغیرہ دیہات میں جو غریب لوگ ہیں، وہ کچھ نہ کچھ اپنا کام کرتے ہیں، اور مزدوری بہت کم کرتے ہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو اپنے ہان کوئی مزدور رکھتے ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ زمیندار بہت کم ہیں اور وہ خود کاشت کرتے ہیں، بڑے زمینداروں کی زمین، اگر وہ خود کاشت نہیں کر سکتے تو کرایہ پر کسان کو دیجاتی ہے، اور مزدور رکھ کر زمین کے کاشت کرنے کا رواج چین میں بہت کم ہے،

## ۲۔ مذہبی رسوم

مذہبی رسوم کے اہم اجزاء، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں، جن کے ادا کرنے سے ایک مسلمان ایک غیر مسلمان سے ممتاز ہوتا ہے، لیکن ان امور میں چینی مسلمان مجموعی حیثیت سے اتنے سرگرم نہیں ہوتے، جتنے کہ جاوا یا ہندوستان میں دکھائی دیتے ہیں، ہم اس بات کا اگرچہ انکار نہیں کر سکتے کہ ان میں نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے، اور حج کرنے والے مسلمان موجود ہیں، لیکن ان کی تعداد اور ملک اسلام کے مقابلہ میں بہت کم ہے، کل مسلم آبادی کے اعتبار سے نماز پڑھنے والے ایک تہائی ہونگے، ان میں اکثر سن رسیدہ لوگ ہوتے ہیں، نوجوان بچکانہ نماز بہت کم ادا کرتے ہیں، البتہ جمعہ اور عیدین میں ضرور شریک ہوتے ہیں، روزہ رکھنے والے بچہ خیال کے جاتے ہیں، ان میں عورتیں زیادہ ہوتی ہیں، اور بعض لوگ اپنی بیوی

کے اصرار سے بھی روزہ رکھتے ہیں، اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس کی بیوی دیندار ہو، وہ بھی دیندار ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ چین میں مسلم عورتوں کی دینی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں، ورنہ ہر عورت اپنے شوہر کو دینی اعمال کی ادائیگی پر آمادہ کر دیتی،

زکوٰۃ دینے والے زیادہ سے زیادہ دس فیصدی ہون گے، مگر وہ بھی قاعدہ سے نہیں دیتے، کیونکہ اس کے وصول کرنے کے لئے کوئی خاص محکمہ نہیں، جو مالدار ہیں، جب انکو خیال آتا ہے تو جو کچھ خود وہ مناسب سمجھتے ہیں، نکال کر دیدیتے ہیں، حج کرنے والے سالانہ زیادہ سے زیادہ پانچ سو ہونگے، اور اس تعداد سے کبھی متجاوز نہیں ہوئے،

چینی مسلمانوں میں جن ارکان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، وہ نماز اور روزہ ہے، حسین کوئی شک نہیں، کہ جو لوگ ان ارکان اور احکام سے واقف ہیں، وہ ان کے پابند ہیں، مگر چین میں ایسے لوگ بہت قلیل تعداد میں، جو ان باتوں سے آگاہ ہوں، وجہ یہ ہے کہ سب دینی تعلیم پر موقوف ہے، جو لوگ مدرسہ میں داخل نہ ہوئے ہوں، اور جنہوں نے عربی زبان نہ سیکھی ہو، یقیناً وہ ان باتوں سے ناواقف ہونگے، اور چین میں اسلامی تعلیم اس قدر وسیع نہیں جس قدر ہندوستان یا دیگر ممالک اسلام میں ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ تعلیم کی کمی نے چینی مسلمانوں کو بہت کر رکھا ہے، اس کا واحد علاج یہ ہے کہ وسیع پیمانہ پر تعلیم پھیلانی جائے، اس کے علاوہ کوئی دوسری راہ عمل نہیں ہے،

اس سلسلہ میں بغیر ممالک اسلام کی خاص توجہ کے غالباً خود چینی مسلمان کوئی نمایاں کام نہیں کر سکتے، ایک تو علماء دین کی کمی، اور دوسرے اسلامی مطبوعات کی نایابی، دینی علماء اور اسلامی مطبوعات دونوں تعلیم کی بنیاد ہیں جن کے بغیر حقیقت اسلام چین کے عام و خاص میں پھیل نہیں سکتی، مین یقین کے ساتھ یہ کہہ نہیں سکتا کہ ممالک اسلامیہ دینی علماء کی تیاری اور اسلامی ادب کی

اشاعت میں چینی مسلمانوں کی مدد نہ کریں گے، اُن جہل چینی مسلمان حد سے زیادہ اس کے خواہشمند ہیں کہ بیرونی مسلمان ان دو باتوں میں حتی الامکان ان کو مدد پہنچائیں، تاکہ ان کے کاموں میں سہولت ہو، اور وہ اسلام کے چراغ کو آفتاب کی صورت میں تبدیل کر دیں، (آمین)

### ۳۔ اُن کی آبادی،

چینی مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟ مختلف صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی کیا ہے؟ او کوں سے مقام میں کتنی مسجدیں ہیں؟ یہ سب ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق صحیح جواب نہیں مل سکتا، اور نہ کوئی مؤلف ان کے متعلق تفصیل کیساتھ بحث کر سکتا ہے، کیونکہ یہ سوالات کسی نظر پر پر مبنی نہیں ہیں، کہ قوتِ فہم سے ان پر عقلی دلیل قائم کر دی جائے، ان کے صحیح جوابات اس وقت مل سکتے ہیں، جبکہ مؤلف کے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم کی جاسکے، یا خود مدت دراز تک چین کے ہر گوشہ میں پھرتا رہے، اور مسلمانوں کی تعداد کی تحقیق کرے، ان کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حکومت کی مردم شماری سے یہ تعداد غالباً معلوم کی جاسکتی ہے، لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا، کیونکہ حکومت کو مذہب سے زیادہ سروکار نہیں، حال میں حکومت نانکنگ کی طرف سے عوامی شماری شائع ہوئی ہے، اس میں مرد و عورت اور بچوں کے علاوہ صرف پیشہ کا ذکر ہے، اہل مذہب کی تعداد اس قابل نہیں سمجھی گئی کہ مردم شماری میں درج کی جائے،

یہ تو یقینی ہے کہ کسی نے چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد نہیں بتائی، ان کے متعلق اگرچہ بہت سی تصانیف ہو چکی ہیں، لیکن ان سے نہ صرف چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں لگتا، بلکہ ان سے مسلمانوں کے اصلی حالات کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہوتا ہے،

ڈاکٹر زونمر کی کتاب "موجودہ محمدی دنیا" اسٹاڈرڈ کی جدید دنیا سے اسلام اور ڈاکٹر آرنلڈ کی اشاعت اسلام اور پروفیسر گب کی "تکدہ ہر اسلام" ان کتابوں میں اگرچہ چینی مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے لیکن ان میں مفید اور دلچسپ معلومات کم ہیں، ان کتابوں سے بہتر و مضمون ہے، جو تعلقات حاضر العالم الاسلامی میں درج ہے، اس میں اگرچہ چینی مسلمانوں کے پورے حالات نہیں مل سکتے لیکن اس کے پڑھنے سے کم سے کم قارئین کے ذہن میں چینی مسلمانوں کے متعلق ایک خاکہ کھینچ جاتا ہے، اس کے علاوہ وہ ان زہریلے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں جو یورپ میں مشنریوں کے پھیلانے ہوئے ہیں،

یہ بات تو قطعی غلط ہے کہ مسلمانان چین کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ نہیں ہے، بعض چینی مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ سات چینیوں میں ایک مسلمان ضرور ہے، چین کی کل آبادی حکومت نائیکنگ کی مردم شماری کے مطابق جو ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی ہے، ۴۶۲،۸۳۷،۷۹۳ بتائی گئی ہے، اس لحاظ سے چینی مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چھ کروڑ سمجھنا چاہئے، چین کے بعض مسلم رسالوں میں آٹھ کروڑ تک بھی لکھا ہے، لیکن یہ مبالغہ سے خالی نہیں، اس کتاب کے نوٹ اور گیارہویں باب میں مسلم عوام کے دو بیان درج ہیں، جن میں سات کروڑ بتائی گئی ہے، اور اکثر چینی مسلمان یہی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد سات کروڑ ہے،

مزید غور کرنے سے یہ تعداد بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک چین میں جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے، وہ صوبہ سن کیانگ (چینی ترکستان) کا نسو، جہاں نینگ تھا بھی

Rev. S. M. Zwemer: The Mohammedan world today ۱۷

Lothrop Stoddard: The New world of Islam ۱۸

Dr. Arnold: The spreading of Islam ۱۹

Dr. H. A. R. Gibb: Whither Islam ۲۰

شامل ہے) اور یون نان ہے صوبہ سنکیانگ کے مسلمان زیادہ سے زیادہ پچیس لاکھ ،  
 (۲۵۰۰۰۰۰) خیال کئے جاسکتے ہیں ، اور کانسوونینگ کے مسلمان چوالیس لاکھ (۲۴۰۰۰۰۰) اور  
 یون نان کے مسلمان چالیس لاکھ (۲۴۰۰۰۰۰) اس طرح ان چار صوبوں کے مسلمانوں کی تعداد  
 ایک کروڑ نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) سمجھ لیجئے ، سات کروڑ (۷۰۰۰۰۰۰) میں سے ایک کروڑ  
 نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) نکال کر باقی پانچ کروڑ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰۰) رہ جاتے ہیں ، مذکورہ  
 بالا چار صوبوں کے علاوہ چوبیس صوبے اور دو ماتحتی ریاستیں ہیں ، اگر پانچ کروڑ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰۰)  
 کو ۲۲ مقاموں میں تقسیم کر دیا جائے تو ہر ایک مقام میں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش ۲۲۳۰۰۰ ہونا  
 چاہئے ، مگر سولے پندرہ سولہ صوبوں کے دیگر مقاموں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے ،  
 جس کی بنا پر بلاخوف میں کہہ سکتا ہوں کہ بعض چینی مسلمانوں کا یہ کہنا کہ اون کی تعداد سات کروڑ  
 ہے ، مبالغہ آمیز اور غیر صحیح ہے ،

بروم ہال (Broom Hall) نے اپنی کتاب "اسلام در چین" میں چینی مسلمانوں  
 کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ، اسکو بعض یورپین مصنف قریب الصواب سمجھتے ہیں ، اس بنا پر کہ  
 بروم ہال نے "دوسو" چھٹیاں چین کے طول و عرض میں بھیجی تھیں ، اور مقامی مشنریوں سے  
 دریافت کیا تھا کہ ان کی جاے اقامت میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہو ، مگر اس کا بیان میرے  
 نزدیک زیادہ معتبر نہیں ہے ، کیونکہ اس میں بعض اعداد میں غلطیاں ہیں ، جن کی ہم اپنے علم  
 کی بنا پر تردید کر سکتے ہیں ، مثلاً اس نے لکھا ہے کہ صوبہ ہونان (Hunan) میں مسلمانوں  
 کی تعداد ۲۰۰۰۰ سے زیادہ نہیں ، حالانکہ وہاں ۸۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں جو چانگ ٹ  
 (Chang Yeh) پاؤ کینگ (Pao King) چانگ شا (Chang Sha)  
 ہین چاؤ (Hein Chow) اور دوکانگ (Wu Kang) میں پھیلے ہوئے ہیں

صرف شہر پانگ مین ۲۰۰۰۰ مسلمان موجود ہیں، اور چانگ ٹہ مین ۳۵۰۰۰ ہونگے اور باقی  
 مین چاؤ دو کا مگ، چانگ شا اور بیان ٹانگ (Hian Yang) مین،  
 بروم ہال کے بیان کے مطابق مندرجہ مقامات میں مسلمانوں کی تعداد یہ ہے،

| مسلم آبادی | صوبہ       | مسلم آبادی | صوبہ      |
|------------|------------|------------|-----------|
| ۲۵۰۰۰      | شانسی      | ۲۴۰۰۰۰     | سن کیا مگ |
| ۲۰۰۰۰      | ہونان      | ۳۵۰۰۰۰     | کانسو     |
| ۱۰۰۰۰      | کوی چاؤ    | ۱۰۰۰۰۰     | شنسی      |
| ۱۰۰۰۰      | ہوپہ       | ۱۰۰۰۰۰     | چبی       |
| ۲۵۰۰۰      | کوانگ ٹانگ | ۱۰۰۰۰۰     | یون نان   |
| ۲۰۰۰۰      | کوانگ سی   | ۲۵۰۰۰۰     | پنجوریہ   |
| ۴۰۰۰۰      | آن ہوئی    | ۲۵۰۰۰۰     | سی چوان   |
| ۲۵۰۰       | کیانگ سی   | ۲۰۰۰۰۰     | شانگ ٹانگ |
| ۱۰۰۰       | فوکین      | ۲۰۰۰۰۰     | ہانان     |
| ۷۵۰۰       | چیکیانگ    | ۲۵۰۰۰۰     | کیانگ سو  |
| ۱۵۱۶۱۰۰۰   | میزان کل   |            |           |

بروم ہال کے علاوہ بعض فرانسیسی مستشرقین نے بھی چینی مسلمانوں کے متعلق کچھ لکھا ہے،  
 اور ان کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی تعداد یہ ہے،

لے میر اپدینتی مقام، ۷ ہانان (Hanan) اور ہونان (Hunan)



| مسلم آبادی | صوبہ       | مسلم آبادی | صوبہ       |
|------------|------------|------------|------------|
| ۲۵۰۰۰      | شائسی      | ۱۰۰۰۰۰     | سن کیا نگ  |
| ۲۵۰۰۰۰     | ہانان      | ۱۴۰۰۰۰     | کانو       |
| ۲۵۰۰۰۰     | کیا نگ سو  | ۷۰۰۰۰      | یون نان    |
| ۴۰۰۰۰      | آن ہوئی    | ۵۰۰۰۰      | چیلی       |
| ۲۵۰۰       | کیا نگ سی  | ۲۰۰۰۰      | شاہنگ ٹانگ |
| ۲۰۰۰۰      | سی چوان    | ۷۵۰۰       | چکیانگ     |
| ۳۵۰۰۰      | کوانگ ٹانگ | ۱۰۰۰۰      | فونین      |
| ۱۵۰۰۰      | کوانگ سی   | ۱۰۰۰۰      | ہوپہ       |
| ۲۰۰۰۰      | کوئی چاؤ   | ۱۰۰۰۰      | ہونان      |
| ۲۰۰۰۰۰     | منخوریہ    | ۳۰۰۰۰۰     | شنسی       |
| ۳۰۰۰۰۰     | تبت        | ۳۰۰۰۰      | کونکور     |

۴۲۰۸۰۰۰ (میزان کل)

لیکن مجھے اس کے تردید کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ اعداد شماری نہ صرف چینی مسلمانوں کے نزدیک ناقابل قبول ہے، بلکہ یورپین مشرکوں نے بھی اسکو غلط سمجھا ہے، رہا بروم ہال کا بیان، اسکی تردید نضارۃ الملل (لیکن) کی طرف سے ہو رہی ہے، نضارۃ الملل چینی مسلمانوں کا ایک پرچہ ہے، جو پانچ سال سے لیکن سے شائع ہو رہا ہے، اس میں وقتاً فوقتاً مختلف مقامات کے مسلمانوں کے حالات درج ہوتے ہیں، جو اپنے خاص ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں، چینی مسلمانوں کی مردم شماری کے متعلق جو کچھ نضارۃ الملل میں شائع کیا گیا ہے

وہ بروم ہال کے بیان سے بہت مختلف ہے، مثلاً کوئٹہ سہی کے متعلق بروم ہال نے مسلمانوں کی تعداد صرف ۲۰۰۰ بتائی ہے، مگر نضارۃ اللہ کے خاص مضمون نگار نے لکھا ہے کہ وہاں ۷۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں، صوبہ آنہوئی کے متعلق بروم ہال نے صرف ۴۰۰۰ لکھا ہے حالانکہ وہاں ۲۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں،

ادارۃ نضارۃ اللہ کی یہ کوشش دو سال سے جاری ہے مگر اب تک اس نے صرف تین چار صوبوں کی تحقیق کی ہے، کبھی ایک ضلع کی اور کبھی ایک شہر کی، جہاں تک میراجاں ہے اس کا کام مین اور چارپانچ سال لیکن گے اور غالباً ۱۹۳۷ء سے قبل اس کا انجام پانا مشکل ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں نہ صرف مسلمانوں کی تعداد کی تحقیق کرنا ہے، بلکہ اون کی مساجد، مدارس اور انجمنوں کی بھی، اگر یہ کام پورا ہو جائے، تو نہ صرف چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم ہو جائیگی، بلکہ بعض مساجد کا تیسری سال اور اون کے اماموں کے نام بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں، مزید برآں زمانہ مساجد اور زمانہ مدارس ساتھ ساتھ درج کئے جاتے ہیں اگر یہ معلومات شائع ہو جائیگی، تو یقیناً مسلمانوں کے نزدیک وہ بڑی قابل قدر ہوگی۔  
حال میں عبد الرحمن ماسونگ ٹینگ (Ma Sung Ting) نے جو چین کی انجمن ترقی و اتحاد (پکن) کے صدر ہیں، مصر میں ایک تقریر کے دوران میں چینی مسلمانوں کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس وقت چین میں مسلمانوں کی تعداد کم سے کم پانچ کروڑ ہے، لیکن اون کا یہ بیان کسی تحقیق پر مبنی نہیں، بلکہ ایک خاص اندازہ پر مبنی ہے جسکو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کہاں تک صحیح ہے، انھوں نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا، صرف متعدد صوبوں کا ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:-

اس کی تقریر جمعیتہ الہدایۃ الاسلامیہ، قاہرہ رمضان ۱۳۵۶ھ میں ہوئی تھی،

”میں سمجھتا ہوں کہ چین میں پانچ کروڑ مسلمان ضرور ہونگے، مثلاً چینی ترکستان کے تمام باشندے جو ۲۵۵۰۰۰ پر مشتمل ہیں، تقریباً سب مسلمان ہیں، اور صوبہ کانسو نینگ میا، اور چین ہانگی کی ..... آبادی میں سے ..... مسلمان ضرور ہیں، یونان میں مسلم آبادی ۲۵ فیصدی ہے، اور کل آبادی ۱۳۰۰۰۰ ہے، چین سے ۵۰۰۰۰ مسلم ہونگے، تنسی کے مسلمان اگر ۲۵ فیصدی کا حساب لگائیے، تو اس میں ۳۰۰۰۰ ہوتے ہیں، شام، لیبیا اور پاپوا ہر ایک صوبہ کے باشندے کم و بیش ..... ہوتے ہیں، چین سے مسلم آبادی کی تعداد ۱۲۵ فیصدی ہے، یعنی ہر ایک صوبہ میں کم و بیش ..... مسلمان ہیں، صوبہ ہانان کے مسلمان اگر ۱۲ فیصدی سمجھے جائیں تو اس میں کم سے کم ۳۵۰۰۰ مسلمان ہون گے، مذکورہ بالا وہ صوبے ہیں، جن میں زیادہ مسلمان پائے جاتے ہیں جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، وہ چیکیا، لیبیا اور فوکیں ہیں، پھر بھی چیکیا لیبیا میں ۱۳۰۰۰ اور فوکیں میں ۲۰۰۰ مسلمان ہیں، باقی صوبوں میں یا دس فیصدی کے حساب سے یا پانچ فیصدی کے حساب سے یا ۲ فیصدی کے حساب سے یا ۱ فیصدی کے حساب سے ان وجوہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چین میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ ہے،

عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ ضرور نہیں کہ بالکل صحیح ہو، کیونکہ انھوں نے اپنے خاص اندازہ سے یہ حساب لگایا، نہ کہ تحقیق سے، اور بعض صوبوں کی اعداد و شماری اس سے کہیں زیادہ بتائی گئی، جو دقیقاً و نفارۃ الملل (دیکھیں) میں شائع ہو چکی ہے، اگر وہ اعداد و شماری نظر انداز کر دی جائے، جو مقامی مسلمانوں کی خاص تحقیق سے معلوم کی گئی ہے، اور اسکو ناقابل اعتبار سمجھا جائے، تو ہم اس پر اے زنی کرنے سے قاصر ہیں، کہ وہ اعداد و شماری جو قیاس محض پر مبنی ہو، وہ کہاں تک صحیح ثابت

ہو سکتی ہے،

سید محبوب علیؒ "اسلامک ریویو" (نمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۷۱) میں لکھتا ہے، کہ جمہوریت چین میں کم سے کم پانچ کروڑ مسلمان ہونگے، اس نے دو دلیلیں پیش کی ہیں ایک تو یہ کہ خود اس نے سنا کہ چینی مسلمان یہی تعداد بتاتے ہیں، اور دوسری یہ کہ تنگان قبیلہ (Yunggan or Tunggan) جو کانسو سے پنجوریہ تک پایا جاتا ہے، اس میں مسلمانوں کی تعداد تین کروڑ سے زیادہ ہے،

چینی مسلمانوں کا کوئی متفقہ بیان نہیں ہے، کانسو کے مسلمان کہتے ہیں، کہ چین میں مسلمانوں کی تعداد نو بلکہ دس کروڑ سے زیادہ ہے، یونان کے مسلمان بیان کرتے ہیں کہ ان کی تعداد سات کروڑ ہے، اب ہم کمین کے مسلمانوں کا بیان سنتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ کروڑ ہے، یہ بیان گویا اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ یہی صحیح تعداد ہے، لیکن جب بین ان کا بیان پڑھا، جو کہ انھوں نے میرے پاس ارسال کیا تھا، مجھے اس میں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جو اس کی صحت پر دلالت کرتا ہو،

سید محبوب علیؒ کی دونوں دلیلیں میرے نزدیک اسلئے ناقابل قبول ہیں کہ مختلف زمانہ میں چینی علماء نے مختلف بیان دیے ہیں، ۱۸۹۲ء میں ایک چینی مسلم افسر نے جو محمد سلیمان کے نام سے موسوم تھا، قاہرہ کی سیاحت کرتے وقت ایک اخبار کے غائیہ سے یہ بیان کیا کہ چینی مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے، لیکن چند سال کے بعد ایک کمین کے عالم عبدالرحمن دانگ ہشان نامی نے ۱۹۰۷ء قاہرہ میں یہ بیان دیا کہ چینی مسلمانوں کی تعداد ..... ۳۴۰ (تین کروڑ چالیس لاکھ) ہے، اس پر مولانا محمد علی مرحوم اپنے "کامریڈ" میں یہ نکتہ چینی کرتے ہیں

کہ خود مسلمان چین کے اس وسیع اختلافِ آراء سے ظاہر ہے کہ بغیر مستطام اعداد شماری کے یہ کیونکر توقع کیا جاسکتی ہے کہ جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے، بہر حال ان کے اندازہ میں اس قدر غلطی نہیں ہو سکتی جس قدر کہ غیروں کے اندازے میں ....

اب عبد الرحمن ماسونگ ٹینگ کا بیان بھی شامل کر لیجئے، تو آسانی سے ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کہاں تک خود چینی مسلمانوں کو اس کا علم ہے کہ اون کی تعداد کیا ہے، امر کہیں یہ ضرور ہے کہ کسی چینی مسلم نے یہ نہیں بتایا کہ اون کی تعداد تین کروڑ سے کم ہے، سید محبوب علی کی دوسری دلیل بالکل غلط ہے، کیونکہ اس وقت کا نسو دھیمین ٹینگ ہیا بھی شامل ہے اور منچوریہ (کیرن خیلو نکیا) گ یونینگ، پھار اور جہول کی کل آبادی ایک قول کے مطابق ۱۵۵۶۸۶۸۳۴ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:-

کانشو دھینگ ہیا:- ۱۶۸۲۲۸۱۸ چہار:- ۱۹۹۷۳۳۴

جہول دھینگ:- ۱۵۰۰۰۸۴۳ کیرن دھینگ:- ۱۰۲۶۵۲۶۰

اور دوسرے قول کے مطابق ۱۲۶۹۱۴۲۷۷ ہے جسکی تفصیل یہ ہے،

کانشو دھینگ ہیا:- ۱۶۸۱۲۸۶۸۳۴ نینگ ہیا:- ۱۱۴۸۹۸۶۹ چہار:- ۱۹۹۷۰۱۵ کیرن:-

۱۶۸۳۴۶۱، لیونینگ:- ۱۵۲۳۳۱۲۳، جہول:- ۶۵۹۳۴۴۰، خیلو نکیا:-

۳۷۲۴۸۶۳

اس میں شک نہیں کہ کانشوین مسلمانوں کی تعداد بیسہ خیال کیا جاسکتی ہے لیکن منچوریہ کو ہرگز یہ بات نصیب نہیں، اس میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیسہ خیال کیا جاسکتی ہے،

You: Two years Nationalist China page 413

Shun Pao year Boal d 1933 page 3 Section D

خواہ ان علاقوں کی مجموعی آبادی چار کروڑ سے زائد ہو، خواہ صرف ساڑھے تین کروڑ ہو، وہ ان مسلمانوں کی تعداد ہرگز تین کروڑ تک نہیں پہنچ سکتی۔

چینی مسلمانوں کی اعداد شماری کے متعلق میرے پاس بھی کوئی خاص ذریعہ نہیں ہے، کیونکہ جب تک میں باہر نہ ہوں گا، اس وقت تک یہ کام مجھ سے انجام پانا مشکل ہے، تاہم میری رائے عبدالرحمن وان ہاشان کی رائے سے ملتی ہے، اس نے <sup>۱۹۵۰ء</sup> میں چینی مسلمانوں کی تعداد ساڑھے تین کروڑ بتائی تھی، اور میں اس وقت ان کی تعداد تین اور چار کروڑ کے درمیان سمجھتا ہوں، کیونکہ مغربی مصنفوں کی تصانیف کے دیکھنے سے عام چینی مسلمانوں کی رائے سننے سے علماء چین کے بیان کے مقابلہ کرنے سے چینی رسالوں کے مطالعہ کرنے سے، اور چین کے ہر صوبہ کی آبادی کے مقابلہ کرنے سے میرا پہلا گمان رفتہ رفتہ یقین کی شکل اختیار کر لیتا ہے، لیکن اسکے ساتھ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا قول، قول فیصل ہے، ہو سکتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں، لیکن مجھے یقین ہے کہ اس قدر غلطی نہیں ہو سکتی جس قدر غیروں سے ہوئی ہے، مجھے عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے قبول کرنے میں اسلئے تامل ہے کہ میں نے گذشتہ سال عبداللہ صدیق جان سے جو نفاذ الملل دیکھیں، کے اڈیٹر ہیں، چینی مسلمانوں کی اعداد شماری کے متعلق دریافت کیا تھا، لیکن اس نے مجھ کو کچھ نہیں بتایا، اور عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ جب قاہرہ گئے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ تھے، اور ایک بات یہ کہ عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ نے تقریر کرتے وقت مجمع کے سامنے یہ عذر کیا کہ وہ تفصیل سے نہیں بتا سکتے کیونکہ ان کے پاس (Reference) کتاب نہیں ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب دیگر ممالک اسلام میں پہنچیں گے، تو ضرور وہ ان کے مسلمان ان سے دریافت کریں گے، بد قسمتی سے میں اب تک ہندوستان میں ہوں، جب ایک طرف چینی مسلمانوں کے

حقیقی حالات ممالک اسلام سے معلوم کروں، تو اور ضروری کام مجھ سے انجام نہیں پاسکتا، تاہم قبل اس کے کہ میں اس باب کو ختم کروں، یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اعداد شماری کے متعلق اپنا خیال درج کروں تاہم ان کو اختیار ہے کہ تین کروڑ سے کچھ زیادہ مانیں یا پورے پانچ کروڑ یا تین اور پانچ کروڑ کے درمیان کوئی اور عدد، مقامی محاط سے چینی مسلمانوں کی صحیح تقسیم غالباً یہ ہے،

| صوبہ      | کل آبادی | مسلم آبادی | صوبہ       | کل آبادی | مسلم آبادی |
|-----------|----------|------------|------------|----------|------------|
| سنگیانگ   | ۲۵۵۱۷۴۱  | ۲۵۰۰۰۰     | ہوپہ       | ۲۶۶۹۹۱۲۶ | ۸۰۰۰۰      |
| کانسو     | ۶۲۸۱۲۲۶  | ۳۲۰۰۰۰     | کوی چاؤ    | ۱۴۷۴۵۷۲۲ | ۵۰۰۰۰      |
| یوننان    | ۶۸۲۱۲۳۴  | ۴۰۰۰۰۰     | کوانگ سی   | ۱۳۶۴۸۲۰۰ | ۷۵۰۰۰      |
| ہاپہ      | ۳۱۲۳۲۱۳۱ | ۳۵۰۰۰۰     | سوی یوان   | ۲۱۲۳۷۶۸  | ۱۴۰۰۰۰۰    |
| شنسی      | ۱۱۸۰۶۴۴۶ | ۳۲۰۰۰۰۰    | ہسی کان    | ۸۹۰۶۴۳۰  | ۸۷۰۰۰۰     |
| سی چوان   | ۴۷۹۹۲۲۸۲ | ۷۵۰۰۰۰     | چیکیانگ    | ۲۰۶۴۶۷۰۱ | ۱۳۰۰۰۰     |
| کیانگ سو  | ۳۴۱۲۵۸۵۷ | ۳۰۰۰۰۰۰    | کیانگ سی   | ۲۰۳۲۲۸۳۷ | ۳۰۰۰۰      |
| ہانان     | ۳۰۵۶۵۶۵۱ | ۲۶۰۰۰۰۰    | فوکین      | ۱۰۰۷۱۱۳۶ | ۲۰۰۰۰      |
| شانگ ٹانگ | ۲۸۶۷۲۴۱۹ | ۳۲۰۰۰۰۰    | کیرین      | ۷۶۳۴۶۷۱  | ۶۰۰۰۰۰     |
| شانسی     | ۱۲۲۲۸۱۵۵ | ۱۸۰۰۰۰۰    | لیونینگ    | ۱۵۲۳۳۱۲۳ | ۸۰۰۰۰۰     |
| آن ہوئی   | ۲۱۷۱۵۳۹۶ | ۳۰۰۰۰۰     | خیلونکیانگ | ۳۷۲۴۸۷۳  | ۶۲۰۰۰۰     |
| چار       | ۱۹۹۷۰۱۵  | ۸۰۰۰۰۰     | جھول       | ۶۵۹۳۴۴۰  | ۱۴۰۰۰۰۰    |

| صوبہ   | کل آبادی       | مسلم آبادی | صوبہ     | کل آبادی | مسلم آبادی |
|--|----------------|------------|----------|----------|------------|
| کوانگ ٹانگ   | ۳۲۲۶۱۶۲۶       | ۱۸۰۰۰۰     | بنگ ہیا  | ۸۰۰۰۰    | ۳۲۹۸۶۹     |
| ہونان  | ۳۱۵۰۱۲۱۲       | ۱۰۰۰۰۰     | منگولیہ  | ۱۰۰۰۰۰۰  | ۶۱۶۰۱۰۶    |
| چینگ ہائی  | ۶۱۹۵۰۵۴        | ۳۶۳۰۰۰     | تبت      | ۸۰۰۰۰۰   | ۳۷۲۲۰۱۱    |
| میزان کل   |                |            |          |          |            |
| ۳۹۱۸۰۰۰ ۴۶۳۷۸۷۳۸۶  |                |            |          |          |            |
| <p>مولانا شوکت علی صاحب امریکہ کے سفر سے آتے وقت مصرت گزرے اور وہاں کے<br/> صینی طلبہ سے جو جامع ازہرین مقیم ہیں، ملاقات کی، طلبہ کے رئیس ابراہیم شکوچین نے مولانا<br/> موصوف کو کچھ صینی مسلمانوں کے حالات بتائے اور ایک طویل مسلم آبادی کی فہرست بھی دی<br/> جو مندرجہ ذیل ہے،</p> |                |            |          |          |            |
| نام صوبہ   | غیر مسلم آبادی | مسلم آبادی | کل آبادی |          |            |
| کیانگ سو   | ۳۶۱۲۶۰۰        | ۲۰۰۰۰۰     | ۳۸۱۳۶۰۰  |          |            |
| چیکیانگ  | ۱۹۶۲۳۰۰        | ۱۰۰۰۰۰     | ۲۰۶۲۳۰۰  |          |            |
| آن ہوئی  | ۲۱۷۱۵۰۰        | .          | ۲۱۷۱۵۰۰  |          |            |
| کیانگسی  | ۱۹۳۲۲۰۰        | ۱۰۰۰۰      | ۲۰۲۲۳۱۰۰ |          |            |
| ہویہ   | ۱۶۱۹۹۰۰        | ۵۰۰۰۰      | ۲۶۶۹۹۰۰  |          |            |
| ہونان  | ۳۱۴۰۱۰۰        | ۱۰۰۰۰۰     | ۳۱۵۰۱۰۰  |          |            |
| سی چوان  | ۴۳۹۹۲۰۰        | ۴۰۰۰۰      | ۴۷۹۹۲۰۰  |          |            |
| ہاپہ   | ۲۹۲۲۳۰۰        | ۴۰۰۰۰      | ۳۱۲۲۳۰۰  |          |            |



| نام صوبہ   | غیر مسلم آبادی | مسلم آبادی | کل آبادی  |
|------------|----------------|------------|-----------|
| ہریانہ     | ۲۷۵۶۶ ...      | ۳۰۰۰۰۰ -   | ۲۸۶۷۳ ... |
| شمالگانگ   | ۲۶۶۷۳ ...      | ۲۰۰۰۰۰ -   | ۲۸۶۷۳ ... |
| شاملی      | ۱۰۷۳۰۰۰۰       | ۱۵۰۰۰۰۰    | ۱۲۲۳۰۰۰۰  |
| شمالی      | ۶۸۰۲۰۰۰۰       | ۵۰۰۰۰۰۰    | ۱۲۲۳۰۰۰۰  |
| کاسو       | ۱۲۸۱۰۰۰        | ۵۰۰۰۰۰۰    | ۶۶۸۱۰۰۰   |
| چنگھائی    | ۴۶۴۳۰۰۰        | ۱۵۵۰۰۰۰    | ۶۱۹۵۰۰۰   |
| نینگ ہیا   | .              | ۱۲۵۰۰۰۰    | ۱۲۵۰۰۰۰   |
| فوکین      | ۱۰۰۷۱۰۰۰       | .          | ۱۰۰۷۱۰۰۰  |
| کوانگ ٹانگ | ۳۲۲۲۸۰۰۰       | ۲۰۰۰۰۰۰    | ۳۲۴۲۸۰۰۰  |
| یون نان    | ۹۶۶۹۰۰۰        | ۴۱۵۷۰۰۰    | ۱۳۸۲۱۰۰۰  |
| کوی چاؤ    | ۱۱۷۴۶۰۰۰       | ۳۰۰۰۰۰۰    | ۱۲۰۴۶۰۰۰  |
| لیونینگ    | ۱۵۰۸۳۰۰۰       | ۱۵۰۰۰۰۰    | ۱۵۲۳۳۰۰۰  |
| کیرین      | ۹۴۹۵۰۰۰        | ۱۴۰۰۰۰۰    | ۱۰۸۴۵۰۰۰  |
| خیلونگیا   | ۳۵۷۰۰۰         | ۱۵۰۰۰۰۰    | ۳۷۲۵۰۰۰   |
| سنکیانگ    | .              | ۲۵۵۲۰۰۰    | ۲۵۵۲۰۰۰   |
| جہول       | ۱۵۹۴۰۰۰        | ۵۰۰۰۰۰۰    | ۱۶۴۴۰۰۰   |
| چہار       | ۹۹۹۰۰۰         | ۱۰۰۰۰۰۰    | ۱۰۹۹۹۰۰۰  |
| کوانگ سی   | ۱۳۳۵۲۰۰۰       | ۲۹۶۰۰۰     | ۱۳۶۴۸۰۰۰  |

| نام صوبہ | غیر مسلم آبادی | مسلم آبادی | کل آبادی |
|----------|----------------|------------|----------|
| سوی لوآن | ۱۲۳۰۰۰         | ۲۰۰۰۰۰     | ۲۱۲۳۰۰۰  |
| ہسی کان  | ۸۸۰۶۰۰         | ۱۰۰۰۰۰     | ۹۹۰۶۰۰۰  |
| تبت      | ۳۶۷۳۰۰۰        | ۵۰۰۰۰۰     | ۳۷۲۳۰۰۰  |
| منگولیہ  | ۶۱۵۵۰۰۰        | ۵۰۰۰۰۰     | ۶۱۶۰۰۰۰  |
| میزان کل | ۴۶۴۰۰۰۰        | ۴۶۴۰۰۰۰    | ۹۲۸۰۰۰۰  |

اس فہرست میں بعض صوبوں کے متعلق مسلم آبادی کا جو تناسب لگایا گیا ہے، اس میں کسی میں اور قطعی غلطیاں ہیں جن کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، ایک تو یہ کہ صوبہ سنکیانگ اور نینگ ہیا میں تمام آبادی مسلم بتائی گئی ہے چینی زبان میں جس صوبہ کو سنکیانگ کہتے ہیں، وہ چینی ترکستان ہے، اگر اس صوبہ میں غیر مسلم بالکل موجود نہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ چینی وغیر مسلم اگر ترکوں اور چینی میں رہتا ہے، اور اس سال وہاں کی شورش چینوں کے خلاف کیوں برپا کی گئی، اور یہ خبر کہ جب مسلمانوں نے علاقہ کا شغریہ پر قبضہ کر لیا تو دو ماہ کے اندر کئی لاکھ چینی مسلمان ہو گئے،

بعض چینی علماء کا خیال ہے کہ وہاں کم سے کم ۲۰ فیصدی چینی ہونگے، جو شمال تھیان شان اور ترکستان کے مشرق میں آباد ہیں، اگر ۲۰ فیصدی نہیں تو کم از کم یہ تعداد فیصدی ضرور ہوگی، یہ ایک حقیقت ہے، اور ہم کسی طریقہ سے اس کا انکار نہیں کر سکتے، ہم عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے مطابق کا نسو، نینگ ہیا اور چن ہائی میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فیصدی خیال کر سکتے ہیں، لیکن ابراہیم شا کو چن نے کا نسو کے مسلمانوں کو ۶۰ فیصدی سے زیادہ اور نینگ ہیا کی کل آبادی کو مسلمان بتایا، چین میں سوائے چینی ترکستان

کے اور کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جس میں فیصدی مسلمان پائے جاتے ہوں، اور یہ قطعاً نہیں ہو سکتا کہ نینگ ہمایہ کے تمام باشندے مسلمان ہی مسلمان ہوں، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو لیکن واقعہ اسکے خلاف ہے،

ایک قطعی غلطی یہ ہے کہ صوبہ فوکیں اور آن ہوئی میں اس نے مسلمانوں کو ایک قلم خارج کر دیا، یہ کہنا کہ ان دو صوبوں میں مسلمان بالکل نہیں ہم کسی طریقہ سے اسکو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں، کیونکہ آن ہوئی کی مسلم آبادی کی اعداد شماری "نصارتہ الاملا" پکین کی جلد چہارم کے کسی عدد میں شائع ہو چکی ہے، اور فوکیں کے متعلق ہمارے سامنے ماسوننگ ٹینگ کا بیان ہے انھوں نے وہاں مسلمانوں کی تعداد ۲۰۰۰۰ بتائی ہے،

غرض کہ چینی مسلمانوں کی اصلی تعداد اب تک تحقیق طلب ہے، چینی مسلمانوں کے مختلف بیانات کے رو سے ان کی تعداد تین کروڑ سے زیادہ تو یقینی ہے، لیکن آیا وہ پانچ کروڑ تک پہنچ گئی ہو یا نہیں، اس میں شبہ کی گنجائش ہے، ایک دو سال سے پکین کے مسلمان اسکی تحقیق کر رہے ہیں لیکن اب تک کامیاب نہیں ہوئے، اگر ان کی رپورٹ تین چار سال کے بعد شائع ہو جائیگی تو وہی قول فیصل ہوگی، اور وہی قابل اعتبار سمجھی جائیگی،

## مساجد،

اب دیکھنا یہ ہے کہ چین میں مجموعی لحاظ سے مساجد کی تعداد کیا ہوگی، یہ بتانا آسان کام نہیں کہ کون سے شہر میں کتنی مسجدیں ہیں، اور کون سے صوبہ میں کتنی؟ جب تک ان کی تحقیق نہ کی جائے، اسوقت تک ہمارا جواب صحیح نہیں ہو سکتا، لیکن قیاس سے ہر کو ایک اندازہ ہو سکتا ہے، اس میں شک نہیں کہ قیاس کبھی غلط بھی ہوتا ہے، مگر غلطی خفیف ہوتی ہے، غلطیوں کا ایک

دقیق تحقیقات میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں، ان کا کچھ علاج نہیں، قیاس سے اگر خطا ہو گئی ہو تو بعد میں تحقیق کیا جاسکتی ہے، اس بنا پر ہم اس وقت قیاس سے کام لیتے ہیں، کہ بعد میں ہم خود تحقیق کر سکیں، انشاء اللہ تعالیٰ،

چین کی مساجد کی تعداد کا اندازہ کرنے کیلئے، سب سے پہلے ہم کو اس پر غور کرنا ہے کہ ایک مسجد کی آبادی کم سے کم کیا ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ کیا؟ آبادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسجد میں نمازیوں کی کتنی گنجائش ہو، اور ایک وقت کتنے آدمی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں، آبادی کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ مسجد بذات خود ایک نظام ہے، جو کلیسائی نظام سے (Church Pattern) مشابہ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ چین میں نظام مسجد صرف عملی صورت میں موجود ہے، اور نظری نہیں اور کلیسائی نظام نظری اور عملی دونوں صورت میں پایا جاتا ہے۔ چین میں ہر مسجد سے متعلق ایک خاصی آبادی ہوتی ہے، جو دینی امور میں اس مسجد کے ماتحت ہوتی ہے، مسجد ہی مسلمانوں کا مرکز ہے، جہاں وہ جمع ہوتے ہیں، وہی ان کا قطب نما ہے جس کے ارد گرد وہ چکر کرتے ہیں، مسلمانوں کے تعلقات مساجد کیساتھ ایسے ہیں جیسے کہ کہ شہریوں کے تعلقات حکومتِ ہادیہ کے ساتھ، ہر شہری حکومتِ ہادیہ کا رکن ہو سکتا ہو، اور ہر مسلم اپنی مسجد کا رکن ہو،

جہاں تک میرا خیال ہے، ایک مسجد کی آبادی کم سے کم سو ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار دس ہزار آبادی کی مسجدیں بہت سوکے کم ہیں، لیکن ایسی مساجد جن کی آبادی دو ہزار سے لیکر چار ہزار تک ہے، عام طور پر نظر آتی ہیں، اگر ہر مسجد کی اوسط آبادی تین ہزار سمجھیں تو تین کروڑ مسلم آبادی کی مسجدوں کی اوسط تعداد دس ہزار ہوگی، اور اگر چینی مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ فرض کر لیں تو مسجدوں کی تعداد تیرہ ہزار سے کچھ زیادہ ہوگی، ان میں یہ ایسی ہوگی

جنکی آبادی دس ہزار کی ہو چلا۔ اسی جنکی آبادی ستو کی ہے، یہی اسی جنکی آبادی دو دو ہزار کی ہے، اور یہی اسی جن کی آبادی چالیس ہزار کی ہے،

قدیم زمانہ میں حکومت چین نے اگرچہ کئی شاذ اور مسجدین تعمیر کی تھیں، مگر جابجائے مسجدین، جابجائے مسجدین، جابجائے مسجدین، لیکن انکی تعداد قلیل ہے، ان مسجدوں کے علاوہ چین میں صوبائی مسجدین ہیں سب کی سب عام مسلمانوں کے چہرہ سے تعمیر ہوئی ہیں، چہرہ دینے میں ہر مقام کے مسلمان شریک ہو سکتے ہیں، اگر تنگنائی کے مسلمان ایک نئی مسجد بنانا چاہتے ہیں تو لیکن اور ناکلینگ کے مسلمان چہرہ دینے میں ہرگز تامل نہیں کریں گے، اور علی الہکس چینی مسلمان اس وقت تک نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ نہیں کریں گے جب تک یہ نہ دیکھ لیں گے کہ پرانی مسجدین نمازیوں کی گنجائش بہت کم ہے چین میں مسجدوں کے متعلق کوئی فرقہ بندی نہیں ہے، کہ یہ وہابیوں کی مسجد ہو، وہ سینوں کی، اور وہ شیعیوں کی، وغیرہ اور نہ چین میں ذاتی مسجد پائی جاتی ہے، یعنی اسی مسجد جو کسی شخص کے نام سے موسوم ہو، اگرچہ بعض اوقات متول لوگ اپنے ذاتی روپیہ سے مسجدین بناتے ہیں، لیکن وہ نہ ان پر حکومت کر سکتے ہیں، اور نہ انکو اپنی ذاتی جائیداد تصور کر سکتے ہیں، انکو مسجدوں کے انتظام کا چارج عام مسلمانوں کے ہاتھ میں دینا پڑتا ہے،

### نظام مسجد،

چین میں مسجدوں کا نظام دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، شعبہ امور شرعی، اور شعبہ امور انتظامی، شعبہ امور شرعی کے ماتحت امام، خطیب، موزن، اور بعض عہدہ منشی بھی ہوتے ہیں اگر مسجد سے متعلق آبادی کی کثرت ہو، اور معلم بھی ہوتے ہیں اگر مسجد میں عربی مدرسہ بھی ہو، امام کا کام صرف امامت تک محدود نہیں، بلکہ نظام مسجد کے ماتحت جو علم آبادی ہے، اس میں اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جو شرع سے تعلق رکھتا ہو، اس کا بھی انجام دینا امام کے فرائض میں داخل ہے، مثلاً شادی بیاہ اور جنازہ وغیرہ خطیب جمعہ کے روز خطیب پڑھتا ہے، موزن وقت پر اذان دیتا ہے، مفتی امام کا مشیر ہوتا ہے، اور معلم بچوں

کو تھوڑے بہت احکام شرعی سکھاتا ہے،

شعبۂ انتظامی متولیوں کے ہاتھ میں ہے، جو جمہور مسلمانوں کی ریلے سے منتخب ہوتے ہیں، انکا کام مسجدوں کا انتظام کرنا، اور ان کا مون کو انجام دینا ہے، جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہوں، مساجد کے ذرائع آمدنی چار ہیں، (۱) وقت، (۲) عام چنڈہ (۳) پیسہ چنڈہ، (۴) محصولِ ذبیحہ، بعض اوقات مالدار مسلمان اپنی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ مسجد کیلئے وقف کر دیتے ہیں، اور متولی اسکے منافع سے مسجد کو چلاتا ہے، عام چنڈہ کا دستور یا تو ماہوار ہوتا ہے، یا سالانہ، اور ہر شخص حسب استطاعت اس کا خیر میں شریک ہوتا ہے، پیسہ چنڈہ سے مراد یہ ہے کہ متولی مسجد کے چیرا سیوں کو مسلمانوں کے گھر گھر بھیجتا ہے کہ ہر شخص سے صرف ایک پیسہ وصول کریں، اس کا غالباً مہینہ میں ایک دور ہوتا ہے،

محصولِ ذبیحہ کی تفصیل میں نے کسی باب کے ضمن میں کی تھی، وقف کے علاوہ محصولِ ذبیحہ ہی مسجد کی بڑی آمدنی ہے، اگر یہ نہ ہوتی، تو مسلمانوں کا کام مشکل سے چلایا جاسکتا، اس سے مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اس سے رفاہ عام کا کام ہوتا ہے، اور اس سے دیگر خیراتی ادارات کو چلایا جاتا ہے،

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ











